سلسلۂ کتب - "ققنس"

چاند گرہن

جدید چینی افسانے

چاند گرہن

جدید چینی افسانے

ترجمہ: احفاظ الرحمان

غیر ملکی زبانوں کا اشاعت گھر بیجنگ

پہلا ایڈیشن ۱۹۸۹ء

مطبوعہ عوامی جمہوریہ چین

ISBN 7-119-00428

فہرست

تازہ ہوا، نیا افسانہ
احفاظ الرحمان ۳

چٹ منگنی پٹ بیاہ
مافنگ ۹

چاند گرہن
لی کوون ۳۷

مالکہ
وانگ ژون زی ۸۳

تین کروڑ
کھ یون لو ۱۱۵

غزال چشم
چھن چیان کونگ ۲۰۳

جنوبی جھیل اور چاند
لیو فوتاؤ ۲۴۱

تازہ ہوا' نیا افسانہ

احفاظ الرحمان

ادب زندگی کا ترجمان ہے اور اسے مقصدیت سے ماورا قرار دینے کا دعویٰ خام خیالی پر مبنی ہے۔ تاہم زندگی کوئی سادہ اور اکہری حقیقت نہیں ہے کہ اسے سادہ اور یک رنگ انداز میں بیان کیا جاسکے۔ اس تجزیے کے تحت' ادبی تخلیق کے معیار کا تعین محض مواد کی نوعیت کے پیش نظر نہیں کیا جاسکتا۔ فنی تقاضوں سے محروم ہو کر اظہار سطحی اور کھوکھلا تاثر ہی مرتب کر سکتا ہے۔ مزید برآں' سچا ادب معاشرے کی سچی تصویر پیش کرتا ہے اور اس میں کسی کھوٹ اور ملاوٹ کا روادار نہیں ہوتا۔ گویا ادیب کا قلم مثبت پہلو کے ساتھ منفی پہلو کا بھی احاطہ کرتا ہے اور یک رنگی اور یک رخی تصویر کی بھول بھلیوں سے گزر کر آگے بڑھنے کا راستہ تلاش کرتا ہے۔

گذشتہ بارہ سالوں کے دوران میں چینی ادب مختلف سیاسی اور سماجی تغیرات کے زیر اثر

پیچیدہ مراحل سے گزرنے کے بعد اب ایک نئے دور میں داخل ہو چکا ہے' جو ہر اعتبار سے ایک روشن امکان کی نوید دیتا ہے۔ اسی لئے نقادان ادب اسے فنی اور تخلیقی کاوشوں کے لئے سنہری دور سے تعبیر کرتے ہیں۔ اب اس دعوے پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ "ثقافتی انقلاب" کی میکانکی پابندیوں اور یک رخی تصویروں نے چینی معاشرے کو زبردست نقصان پہنچایا اور غالباً اس کا سب سے زیادہ منفی اور مہلک اثر ادب اور ادیبوں پر پڑا۔ یہ وہ دور تھا جب سیاست کے مصلحت آمیز تقاضوں نے ادب کو "نعرے بازی" کے سطحی تاثر کی حدود میں قید کر رکھا تھا' بیش تر ادیب اور دانش ور زیر عتاب تھے اور قلم سے ان کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ اس میکانکی عمل کا نتیجہ یہ نکلا کہ موضوع کا دائرہ بالکل محدود ہو گیا اور اسلوب بندھے ٹکے اور مصلحت آمیز "اصولوں" کا اسیر ہو گیا۔ اختلاف اور تنقید تو در کنار' تائید بھی یکساں اور یک رنگ تراکیب اور محاوروں کی پابند تھی اور ہر تصویر خوش نما اور مصنوعی رنگوں میں پیش کی جاتی تھی۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ادبی جرائد کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی' اور وہ بھی مبتدیوں اور موقع پرست "ادیبوں" کے تصرف میں تھے۔

"ثقافتی انقلاب" کے بعد مختلف سیاسی اور سماجی تبدیلیوں کے ساتھ ادب کے میدان میں بھی نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ پرانے ادیبوں کے قلم جو طاق نسیاں پر رکھے رکھے زنگ کھا رہے تھے' ایک بار پھر حرکت میں آ گئے اور ان کے شانہ بہ شانہ بے شمار نئے ادیب بھی منظر عام پر آئے۔ لکھاریوں کی اس نسل نے زندگی کے حقیقی مسائل کی تصویر کشی کا فریضہ بڑے جراتمندانہ اور فن کارانہ انداز میں انجام دیا۔ یوں چینی ادب میں اظہار کے تازہ تر اور جان دار اسالیب نمو پانے لگے۔ تاہم ابتدائی دور میں زیادہ تر ان مصائب کو موضوع بنایا گیا جو "ثقافتی انقلاب" کے دوران میں پیش آئے تھے۔ ان تحریروں کے لئے "زخم رسیدہ ادب" کی

اصطلاح وضع کی گئی، جس سے ان کے مواد کی ہیئت کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ ان تحریروں کے موضوعات آپ بیتیوں پر مبنی تھے، لیکن ان میں داخلی اور خارجی محسوسات کا ایک پراثر امتزاج جھلکتا نظر آتا ہے، اور انہیں فن کارانہ چابک دستی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

تاہم بیتے ہوئے واقعات کی تصویر کشی کا یہ مرحلہ بہت مختصر ثابت ہوا، اور چین کے نئے ادیب بہت جلد نئے مسائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہ نئے مسائل سیاسی اور سماجی منظر نامے میں رونما ہونے والی نئی تبدیلیوں سے عبارت تھے، اور ان میں خوش آیند تصویروں کے علاوہ بعض منفی پہلو بھی شامل تھے۔ اب چینی ادیب سچائی اور خلوص کے ساتھ ان علامات کی نشان دہی کر رہے ہیں جو معاشرے کے لئے ضرر رساں ثابت ہو سکتی ہیں۔ یوں ان کے دائرے میں منفی اور مثبت تمام پہلو سمٹ آئے ہیں اور وہ حقیقی معنوں میں زندگی کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہی نہیں، اب ہیئت اور اسلوب کے اعتبار سے بھی نئے نئے تجربات کئے جا رہے ہیں، حتیٰ کہ تجریدی اور علامتی کہانیاں بھی منظر عام پر آ رہی ہیں۔

زیر نظر مجموعے میں، جو چھ کہانیوں پر مشتمل ہے، آپ کو جدید دور کے چینی افسانہ نگاروں کی اس معنوی ترقی کی بھرپور جھلک نظر آئے گی۔ ان افسانوں کو اس اعتبار سے ایک وقیع حیثیت حاصل ہے کہ انہیں چینی ادیبوں کی مرکزی انجمن اور ادبی جریدہ "عوامی ادب" کی جانب سے ادبی انعامات کا مستحق قرار دیا گیا تھا، اور یہ چینی قارئین میں مقبولیت کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ ان کہانیوں کی قدر مشترک یہ ہے کہ ان میں محبت اور خیر کا جذبہ مختلف شکلوں میں ابھر کر سامنے آتا ہے اور اداسی اور مایوسی کے تاریک لمحوں میں بھی رجائیت کا درس دیتا ہے۔

موضوع اور ہیئت کے اعتبار سے ان کہانیوں میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ "تین کروڑ" میں نوکر شاہی کی بد عنوانیوں اور اقربا پروری کی لعنت کے خلاف ایک فرض شناس آدمی

کی جدوجہد کا نقشہ پیش کیا گیا ہے، جسے مخالف قوتیں بار بار پیچھے کی طرف دھکیلنا چاہتی ہیں، لیکن وہ اپنے موقف پر ثابت قدم رہتا ہے۔ اگرچہ اختتامی سطروں میں وہ کسی قدر دل شکستہ نظر آتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس کے دل میں امید کا دیا روشن رہتا ہے۔ یہ ایک طویل کہانی ہے جس میں جبر کے ماحول میں رونما ہونے والی نفسیاتی الجھنوں اور موقع پرستیوں کو بڑے پر اثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس "چشم غزال" میں طنزومزاح کا رنگ غالب ہے۔ یہ کوئلے کی کان میں ملازم ایک ایسے نوجوان کارکن کی کہانی ہے، جسے محض اس کے پیشے کے باعث حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، اور وہ جوابی طور پر سخت گیری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک لڑکی کی پر خلوص محبت اس لوہے کو موم میں تبدیل کر دیتی ہے۔ "چٹ منگنی پٹ بیاہ" ان پس ماندہ دیہات کی سرگذشت ہے، جہاں "تحفے" یا "جہیز" کے نام پر لڑکیوں کی قیمت وصول کرنے کا رواج عام ہے۔ اس میں شگفتہ اور نیم مزاحیہ انداز میں اس پرانی رسم کے محرکات کا ذکر کیا گیا ہے، جو شکست وریخت کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ "جنوبی جھیل اور چاند" بنیادی طور پر ایک رومانی کہانی ہے، لیکن اس میں بھی ان سماجی رویوں کو بے نقاب کیا گیا ہے، جن کے تحت انسانوں کو "کم تری" اور "برتری" کے خانوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ "چاند گرہن" میں سیدھے سادے دیہاتی انسانوں کی سچی اور دل گداز محبت کے تمام رنگ سمٹ آئے ہیں۔ اس ڈرامائی کہانی کا اختتام قاری کو چونکا دیتا ہے۔ "مالکہ" ایک مضبوط عورت کی کہانی ہے، جو آزادی سے پہلے مفلسی اور ذلت کے اندھیروں میں گھری ہوئی تھی۔ آزادی کے بعد اسے سماج میں باعزت مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک دن جب اس کا سابق مالک ایک محترم مہمان کی حیثیت سے اس کے گھر میں لایا جاتا ہے تو وہ وسوسوں اور الجھنوں میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ تاہم وہ پورے وقار اور اعتماد کے

ساتھ اس صورت حال کا سامنا کرتی ہے۔

مختصر یہ کہ ان کہانیوں میں جدید چینی افسانے کی ایک بھرپور جھلک نظر آتی ہے اور انہیں پڑھ کر قاری یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ افسانہ نگار نہ صرف احساس کی گہرائیوں کے شناور ہیں، بلکہ کہانی لکھنے کا ڈھنگ بھی جانتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ مجموعہ جدید چینی افسانے کی تفہیم کے لئے ایک اہم کڑی ثابت ہو گا۔

مافنگ

مافنگ

مافنگ ۱۹۲۲ء میں صوبہء شانشی کی کاؤنٹی 'شیاؤای کے ایک غریب کسان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں وہ آٹھویں روٹ آرمی میں شامل ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں انہوں نے ینئن آن جاکر لوشیون آرٹ اکیڈمی کے ایک برانچ اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۳ء میں وہ شانشی۔ سوئی یوان سرحدی علاقے میں واپس آکر ایک ثقافتی بریگیڈ میں کام کرنے لگے۔ وہاں انہوں نے متعدد اخبارات میں جن میں روزنامہ" آزادی "بھی شامل ہے' نامہ نگار اور مدیر کے فرائض انجام دئے' اور وہ شانشی۔ سوئی یوان پبلشنگ ہاؤس کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ ۱۹۴۹ء میں انہیں ادبی و فنی حلقوں کی کل چین فیڈریشن کا رکن اور چینی ادیبوں کی انجمن کا کونسل ممبر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے ادب کے مرکزی تحقیقی ادارے میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۶ء میں انہوں نے ادبی و فنی حلقوں کی صوبائی فیڈریشن اور چینی ادیبوں کی انجمن کی صوبائی شاخ میں نائب صدر اور پھر صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

انہوں نے بیس سال کی عمر سے لکھنا شروع کیا' اور ۱۹۴۵ء میں ایک اور ادیب' شی ژونگ کے ساتھ مل کر ایک ناول " لوی لیانگ کے ہیرو " تصنیف کیا' جس نے انہیں شہرت کی بلندیوں پر پہنچادیا۔ ۱۹۵۰ء میں ان کے افسانوں کا مجموعہ " دشمنوں کا گاؤں " شائع ہوا۔ اس کے بعد ان کے تین اور مجموعے " شادی کی ایک تقریب " ' " ہان مئے مئے " اور " پہاڑ پر طلوع آفتاب " منظر عام پر آئے۔ ۱۹۶۰ء میں ان کا ناول " لیوہولان کی سوانح حیات " اور ایک فلم کا اسکرپٹ " ہمارے گاؤں کے نوجوان " شائع ہوا جسے عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔

چٹ منگنی پٹ بیاہ

مافنگ

جو لوگ دیہی علاقوں میں کام کر چکے ہیں ' انہوں نے مختلف نوعیت کی ''فوری'' میٹنگوں * میں ضرور شرکت کی ہو گی' لیکن کیا کسی نے ''فوری'' شادی کی تقریب میں شرکت کی ہے؟ غالباً نہیں۔ لیکن میں شرکت کر چکا ہوں۔ یہ موسم بہار کے تہوار سے پہلے ' جنوری کے آخری دنوں کا قصہ ہے۔ ایک صبح میں ''مرکزی کمیٹی کے تیسرے مکمل اجلاس کے اعلامیہ'' کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ''ویمن لیگ'' کی سربراہ 'او آئے انگ تیزی سے میرے کمرے میں داخل ہوئی۔

''سکریٹری چو' کل شی لینک بر یگیڈ میں ' فوری ' شادی کی تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اس میں ضرور شرکت کریں گے۔ '' اس نے پر جوش لہجے میں کہا۔

---

* ایسی میٹنگ جو کسی خاص موضوع پر اور فوری طور پر طلب کی جاتی ہے۔

میرے چہرے پر سوالیہ نشان دیکھ کر وہ جلدی سے وضاحت کرنے لگی: گذشتہ چند سالوں سے شی شان ڈسٹرکٹ میں سودے بازی کی شادی ایک سنگین مسئلہ بنتی جارہی ہے۔ بیوی حاصل کرنے کے لئے ہونے والے دولھا کے گھر والے شادی کے تحفے کے طور پر لڑکی کے گھر والوں کو پانچ تا چھ سو یوان ادا کرتے ہیں' اور بعض صورتوں میں تو معاملہ ایک ہزار یوان تک جا پہنچتا ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا' شی لینگ بریگیڈ کا ایک نوجوان جوڑا تین سال تک شادی کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن ان کی شادی نہ ہو سکی کیوں کہ لڑکے کے گھر والے مطلوبہ رقم فراہم نہ کر سکے۔ آخر کار' ان دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما اور ایک چٹان سے نیچے چھلانگ لگا کر موت کو گلے لگا لیا۔ اس واقعے کے بعد او آئے انگ چند لوگوں کے ہم راہ شی لینگ پہنچی' تاکہ خود اپنے طور پر اس معاملے کے بارے میں چھان بین کر سکے اور سودے بازی کی شادی کے ضرر رساں رواج کے خلاف لوگوں کو بیدار کر سکے۔ حال ہی میں اسے یہ معلوم ہوا کہ تین جوڑوں نے کسی لین دین کے بغیر شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ ان تین جوڑوں کو لوگوں کے سامنے ایک مثال کے طور پر پیش کرنا چاہیے۔ چناں چہ اب متعلقہ گھرانوں سے مشورہ کرنے کے بعد انھوں نے شادی کی ایک اجتماعی تقریب کا اہتمام کیا تھا' اور آس پاس کے تمام کسان گھرانوں اور مقامی لیڈروں کو اس تقریب میں مدعو کیا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ میں بھی اس تقریب میں شرکت کروں۔ اس کے خیال میں میری شرکت سے وہاں کے لوگوں پر اور بھی خوش گوار اثر پڑ سکتا تھا۔

اس کاؤنٹی میں میرا تبادلہ حال ہی میں ہوا تھا' اس لئے میں او آئے انگ سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ تاہم میں نے محسوس کیا کہ وہ ایک انتہائی باصلاحیت لیڈر ہے۔ "ویمن لیگ" وہاں سرگرمی سے کام کر رہی تھی' اور میں اسے عملی طور پر اپنا تعاون پیش کرنا

چاہتا تھا۔ مزید بر آں' اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں شی لینگ بریگیڈ کا معائنہ بھی کر سکتا تھا' چناں چہ لنچ کے بعد ہم جیپ کے ذریعے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

شی لینگ گاؤں کاؤنٹی کے صدر مقام سے باون لی کے فاصلے پر واقع ہے' اور وہاں پہنچنے کے لئے ایک ایسی سڑک پر سفر کرنا پڑتا ہے جو پہاڑوں کے گرد بل کھاتی ہوئی گزرتی ہے۔ یہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ بعض اوقات اس پر سے جیپ بہ مشکل ہی گزر پاتی تھی۔ پہاڑ کے کنارے گھنی جھاڑیاں اور گھنے درخت اگے ہوئے تھے' اور ڈھلانوں پر درمیان میں زینہ نما کھیتوں کی قطاریں تھیں۔ شی لینگ گاؤں جس میں ۱۱۰ گھرانے آباد تھے' ایک عمودی چٹان کے دامن میں واقع تھا۔ مکانات خستہ حالی کا منظر پیش کر رہے تھے اور ٹائلوں کی چھتوں والے نئے مکانات انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے تھے۔ گاؤں کے اندر' سڑک کی دونوں اطراف میں دیواروں پر پوسٹر چسپاں تھے' جن میں مردوں اور عورتوں کو پسند کی شادی کرنے اور سودے بازی کی شادی کو ترک کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔

جب ہماری جیپ گاؤں کے بیچ سے گزر رہی تھی تو ایک آدمی نے جو دو گائیوں کو ہانکے لیا جا رہا تھا' ہمارا راستہ مسدود کر دیا۔ میں اس کی شکل نہیں دیکھ سکا' البتہ اس کی روئی دار جیکٹ پر کالے کپڑے کا ایک بڑا سا پیوند نظر آرہا تھا۔ ڈرائیور مسلسل ہارن دیتا رہا لیکن اس آدمی نے سنی ان سنی کر دی۔ وہ گائیوں کو سڑک کے کنارے ہٹانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ چناں چہ ہمیں اپنی رفتار کم کرنی پڑی۔ اسی اثنا میں میری نظر سرخ کاغذ کے ایک پوسٹر پر پڑی جو دائیں طرف کی دیوار پر چسپاں تھا۔ اینٹوں کی دراڑوں میں پتلا گوند اب تک ٹپک رہا تھا۔ پوسٹر پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے: "ہم اپنے بریگیڈ کے زیر اہتمام' فوری' شادی کی تقریب میں شرکت کرنے پر سکریٹری چو کا گرم جوشی سے خیر مقدم کرتے ہیں!" میں سمجھ گیا' غالباً او

آ ئے انگ نے ٹیلی فون پر انہیں میری آمد کی اطلاع دے دی تھی' اور انہوں نے جلدی جلدی یہ پوسٹر چسپاں کر دیا تھا۔

آخر کار وہ آدمی اپنی گائیوں کو ہانکتا ہوا کونے کی طرح مڑ گیا' اور کچھ ہی دیر بعد ہماری جیپ بریگیڈ آفس کے دروازے پر جا پہنچی۔ جیپ رکتے ہی کادروں کا ایک گروپ ہماری طرف بڑھا' اور وہ لوگ مسکراہٹوں کے درمیان مجھے آفس کے احاطے میں لے گئے۔ وہاں تقریباً دس بارہ مرد اور عورتیں شادی کی تقریب کے لئے آرائشی اشیا بنانے میں مصروف تھے۔ کچھ لوگ سرخ کاغذ کے بڑے بڑے پھول بنا رہے تھے' کچھ کاغذ پر' دوہری خوشی' کے الفاظ تراش رہے تھے۔ دوسرے لوگ کاغذ کی لالٹینیں اور ریشم کی دھجیوں سے آرائشی اشیا بنانے میں مصروف تھے۔ غرض یہ کہ پورے احاطے میں پرجوش فضا چھائی ہوئی تھی۔ نوجوانوں نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا' اور پھر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں انہیں مخاطب کرتا' مجھے بریگیڈ آفس میں پہنچا دیا گیا۔

دفتر میں او آئے انگ نے جلدی سے مجھے تمام کادروں سے متعارف کرایا۔ اتنے میں ایک آدمی میرے لئے پانی سے بھرا ہوا تسلا لے آیا تا کہ میں اپنا منہ دھو سکوں' پھر سب کے لئے چائے بھی آ گئی۔ ہر شخص پرجوش نظر آ رہا تھا اور مجھے اس خبر کی تفصیل سنانے کے لئے بے قرار تھا۔ خاص طور پر گاؤں کے نوجوان میری آمد کی خبر سن کر بہت خوش تھے۔ انہیں یقین تھا کہ "فوری" شادی کی اس تقریب کے ذریعے سودے بازی کی شادی کا رواج مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ جن نوجوانوں کی شادی ہونے ولی تھی' ان کے گھر والے اسے اپنے لئے ایک خصوصی اعزاز سمجھتے ہیں۔ اس بیان میں صداقت نظر آتی تھی' کیوں کہ بہر حال اس دور افتادہ پہاڑی گاؤں کے عام کسانوں کی تقریب میں کاؤنٹی سکریٹری کی شرکت

ایک اہم واقعے کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس دوران میں قریبی بریگیڈ سے شادی کے تحائف آ گئے: ریشم پر لکھے ہوئے تہنیتی الفاظ اور تصویروں کے فریم ••• کمرے پر پرجوش فضا چھائی ہوئی تھی۔ اتنے میں دروازے کا پردہ اٹھا اور ایک نوجوان لڑکی نے اپنا سر نکالتے ہوئے برانچ سکریٹری چنگ کویو سے مدھم آواز میں کہا' "چچا چنگ' کیا میں ایک منٹ کے لئے آپ سے کچھ بات کر سکتی ہوں؟" او آئے انگ نے گرم جوشی سے پکار کر کہا' "اڑلان' اگر تمہیں بات ہی کرنی ہے تو اندر آ جاؤ!"

نوجوان لڑکی کو اندر آنا پڑا' اور اس کے پیچھے ایک تومند نوجوان بھی اندر چلا آیا۔ او آئے انگ نے ان کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ یہ ان تین جوڑوں میں سے ایک جوڑا ہے جس کی اگلے دن شادی ہونے والی تھی۔ لڑکی کا نام وانگ اڑلان اور لڑکے کا نام چنگ یون شان تھا۔

"اچھا' تو تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں؟" او آئے انگ نے ہنستے ہوئے پوچھا' "دیکھو' کاؤنٹی سکریٹری بھی تمہاری شادی میں شرکت کریں گے۔"

وانگ اڑلان نے دھیرے سے ٹھنڈی سانس بھری اور سر جھکالیا' "کامریڈ او' ہماری شادی ••• منسوخ ہو گئی ہے •••"

"کیا؟ کیا ہوا؟" او آئے انگ نے جلدی سے پوچھا۔ وانگ اڑلان کے چہرے پر ندامت کی سرخی جھلک رہی تھی' اور اس کے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکل سکا۔ اس کے دوست' چنگ یون شان نے اداس لہجے میں بتایا' "کیا ہوا؟ اس کے باپ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اس نے مجھے الٹی میٹم دے دیا ہے۔ وہ مجھ سے پانچ سو یوان طلب کر رہا ہے۔ اگر میں یہ رقم ادا کر دوں تو ہماری شادی کل ہی ہو جائے گی۔ لیکن اگر میں یہ رقم ادا نہ کر سکا تو ہماری شادی

کبھی نہ ہو سکے گی۔ "

"واقعی؟" تمام لیڈر حیرت زدہ رہ گئے۔

یہ ایک انتہائی غیر متوقع خبر تھی۔ کمرے میں بیٹھے ہوئے ہر شخص پر سکتہ طاری ہو گیا۔ احاطے میں جو نوجوان شادی کی تقریب کے لئے آرائشی اشیا بنانے میں مصروف تھے' دفتر میں آ کر جمع ہو گئے' اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ آخری وقت میں رقم کا مطالبہ کر دیا گیا ہے تو وہ ہکا بکا رہ گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ انہوں نے الگ الگ تمام گھرانوں میں پروپیگنڈے کا کام کیا تھا یا نہیں۔ سب لوگ ایک ساتھ جواب دینے لگے۔ وہ تفصیل بتانے کے لئے ایک دوسرے کے جملے بھی مکمل ہونے کا انتظار نہیں کر رہے تھے۔ اس طرح کمرے میں ایک شور سا برپا ہو گیا۔ تاہم اس شور شرابے میں بھی میں کہانی کے ٹکڑے ترتیب دینے میں کامیاب رہا۔ شروع میں وانگ اڑلان کا باپ اس بات پر رضامند ہو گیا تھا کہ وہ "شادی کا تحفہ" طلب نہیں کرے گا۔ اڑلان اور چنگ یون شان بھی اس بات کی تصدیق کر رہے تھے۔ مزید بر آں' یہ بات بالکل عیاں تھی کہ دونوں نوجوان ایک دوسرے سے شدید محبت کرتے تھے' اور انہوں نے اپنی مرضی سے ایک دوسرے کا انتخاب کیا تھا۔ ان کے مکانات آمنے سامنے تھے اور وہ بچپن ہی سے ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے اور کام کرتے آئے تھے۔ اس کے علاوہ' دونوں کے والدین اس رشتے سے پوری طرح مطمئن تھے۔ کوئی بھی شخص یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ آخری وقت میں یہ رکاوٹ حائل ہو جائے گی۔ او آئے انگ کو بہت غصہ آ رہا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ رو پڑے گی۔ اتنے میں یوتھ لیگ برانچ کے سکریٹری چوتے پیئر وانے غصے سے کہا' "لگتا ہے' یہ وانگ شوان نیو دانستہ طور پر ہماری راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہمیں اس قسم کے فرسودہ تصورات کا قلع قمع کرنے کے لئے کوئی حتمی قدم اٹھانا

چاہئے۔"

"میرے خیال میں پہلے ہمیں صورت حال کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے' اور یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اس نے اچانک اپنا ارادہ تبدیل کیوں کر دیا۔" میں نے بہ عجلت کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جا کر اس سے بات کرتا ہوں۔" برانچ سکریٹری چنگ کو یو نے کہا' جواب تک بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر وہ اٹھا اور وانگ اڑلان اور چنگ یون شان کو ساتھ لے کر باہر نکل گیا۔

چنگ کو یو کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی' اور زرعی پیدا کنندگان کی ترقی یافتہ کوآپریٹو کے زمانے میں وہ اس گاؤں کا برانچ سکریٹری رہ چکا تھا۔ "ثقافتی انقلاب" کے دور میں وہ معتوب رہا تھا' اور اسے حال ہی میں بہ حال کیا گیا تھا۔ حاضرین میں سے ہر شخص اس بات سے متفق تھا کہ صرف وہی وانگ اڑلان کے باپ سے بات کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ وانگ شوان نیو کس قسم کا آدمی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ بوڑھا ساٹھ کے پیٹے میں پہنچ چکا تھا' اور اس کا تعلق ایک غریب کسان گھرانے سے تھا۔ جاپان کے خلاف جنگ مزاحمت کے دوران میں وہ ملیشیا کارکن تھا' اور چھٹے عشرے میں زرعی اصلاحات کے دور میں وہ انتہائی سرگرم رہا تھا۔ اس کا طبقاتی پس منظر اچھا تھا' اور وہ محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ دیانت دار بھی تھا۔ تاہم وہ کسی قدر ضدی بھی تھا' اس لئے لوگوں نے اس کا نام "بوڑھا بیل" رکھ دیا تھا۔ وہ کم گو تھا' لیکن اس کی زبان سے نکلنے والے چند جملے ہی مخالف فریق کو چاروں خانے چت کر دیتے تھے۔ اگر اس سے مشرق کی سمت جانے کو کہا جاتا' تو وہ سنی ان سنی کرتا ہوا مغرب کی طرف چل پڑتا۔ بعض اوقات وہ خود سے بھی الجھ پڑتا۔ ایک بار وہ گٹر صاف کر رہا تھا تو بے دھیانی میں کچھ غلاظت اچھل کر اس کی پتلون پر جا گری۔ بس پھر تو وہ آپے

سے باہر ہو گیا۔ اس نے بیلچہ اٹھایا اور اسے زور زور سے گٹر میں گھمانے لگا، اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلسل چلاتا رہا، "اب اچھلو، اب ۔ اچھلو ـــــ" ظاہر ہے، دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم سر سے پاؤں تک غلاظت میں لتھڑ گیا۔ لوگوں نے اس کے بارے میں بہت سے واقعات سنائے۔ اس میں مبالغہ آمیزی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس کے باوجود اس بوڑھے کے خبط کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا۔

ابھی ہم اس مسئلے پر گفتگو کر ہی رہے تھے کہ چنگ کویو واپس آ گیا۔ وہ اکیلا آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وانگ شوان نیو اپنے مطالبے پر اصرار کر رہا ہے، اور وہ لاکھ دلائل اور منت سماجت کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہوا۔ یہی نہیں، ان دلائل نے اسے اور زیادہ مشتعل کر دیا تھا، اور وہ گاؤں سے باہر نکل کر پہاڑ پر چلا گیا تھا۔

چو تھیئے وانے کہا، "وہ گاؤں سے جا سکتا ہے، لیکن اس مسئلے سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ 'بھکشو کے جانے سے کیا ہوتا ہے، مندر تو اپنی جگہ کھڑا ہوا ہے۔' جب وہ رات کو واپس آئے گا تو ہم اس سے نمٹ لیں گے۔"

بعض نوجوان اس کی تائید کرنے لگے۔

او آئے انگ نے میری طرف مڑتے ہوئے سوال کیا، "سکریٹری چو، آپ کا کیا خیال ہے، ہم 'بوڑھے بیل' کو' فوری' شادی کی تقریب میں ناپسندیدہ رسم کے حامی کی حیثیت سے بے نقاب کر کے لوگوں کو تعلیم دے سکتے ہیں؟"

بیش تر حاضرین اس رائے سے متفق تھے، خاص طور پر نوجوان بہت برہم نظر آ رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ "بوڑھا بیل" کھلم کھلا ازدواجی قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے رویے کے خلاف ضروری اقدامات نہیں کئے گئے تو اس مذموم رسم

کو روکنا مشکل ہو جائے گا۔ بوڑھا برانچ سکریٹری چنگ کویو سر جھکائے خاموشی سے سگریٹ نوشی میں محو تھا۔ شاید وہ انتظار کر رہا تھا کہ لوگ کب خاموش ہوتے ہیں۔ بالآخر اس نے کہا ’’شادی کی تقریب کو تنقیدی اجلاس میں تبدیل کرنا؟ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔ میرا مطلب ہے ' یہ کچھ ایسی ہی بات ہے جیسے ' بوڑھے بیل ' کو بخار ہو گیا ہو لیکن ہم نے ابھی تک اس کی نبض دیکھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ دھاگے کو سختی سے کھینچا جاتا ہے تو وہ ٹوٹ جاتا ہے!‘‘

یہ بات واضح تھی کہ چنگ کویو کے تجربے نے اسے محتاط اور دور اندیش بنا دیا تھا' اور میں اس سے متفق تھا۔ میں دیہات کے بارے میں اپنی معلومات کے پیش نظر یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ ’’بوڑھے بیل‘‘ جیسے ضدی آدمیوں کے معاملے میں انفرادی گفتگو بہت نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔ غالباً ایک لیڈر کی حیثیت سے میں ’’بوڑھے بیل‘‘ پر خاصا اثر ڈال سکتا تھا' اور ہم اس تعطل کو دور کر سکتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں کھانا کھانے کے بہانے اس کے گھر جانا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر چنگ کویو نے ’’بوڑھے بیل‘‘ کے گھر والوں کو مطلع کرنے کے لئے فوراً ایک آدمی روانہ کر دیا۔

’’دوسرے دو جوڑوں کا کیا حال ہے؟‘‘ میں نے پوچھا' ’’ان کا معاملہ تو ٹھیک ٹھاک ہے؟‘‘

ہر شخص مجھے یقین دلا رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی۔ او آئے انگ نے تجویز پیش کی کہ میں باقی دونوں گھرانوں کے افراد سے بھی مل لوں۔ سب سے پہلے وہ مجھے وانگ شون شی کے گھر لے گئے۔

اس گھر کا احاطہ پرانا اور بوسیدہ تھا' لیکن انہوں نے بڑے قرینے سے جھاڑ پونچھ کر

رکھی تھی۔ دروازے کی دونوں طرف سرخ کاغذ کے اسکرول چسپاں تھے' جن پر تہنیتی الفاظ لکھے ہوئے تھے' اور کھڑکیوں پر "دوہری خوشی" کے الفاظ درج تھے۔ رشتے داروں کے آنے جانے کا سلسلہ جاری تھا' جس سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ تقریب کی تیاریاں زوروں پر ہیں۔ وانگ شون شی ایک خوش مزاج اور نرم خو بوڑھا تھا۔ وہ بار بار میرا شکریہ ادا کرتا رہا' اس نے کہا کہ اس کے گھرانے کی تقریب میں ایک کاؤنٹی لیڈر کی شرکت اتنا بڑا اعزاز ہے کہ انہوں نے کبھی اس کا تصور تک نہیں کیا تھا۔ وہ اجتماعی شادیوں کا پرجوش حامی تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس طرح کم خرچ پر شاندار اور پر رونق ماحول کا لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کے گھر والے بار بار اصرار کرتے رہے کہ میں ان کے ساتھ کھانا کھا کر جاؤں' لیکن میں نے نرم اور شایستہ الفاظ میں معذرت چاہی۔ میرا ارادہ تھا کہ اس کے بعد دوسرے گھر کا رخ کروں گا لیکن جب ہم وانگ شون شی کے گھر سے باہر نکلے تو میری نظر اڑلان پر پڑی جو باہر کھڑی ہوئی بے چینی سے میرا انتظار کر رہی تھی۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا باپ واپس آگیا ہے تو اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چناں چہ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کو رخصت کر کے اڑلان کے ساتھ اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں اڑلان نے مجھے بتایا:

"میرے والد ابھی ابھی پہاڑ سے ایندھن کی لکڑیاں لے کر لوٹے ہیں۔ جب انہوں نے سنا کہ سکریٹری چو ہمارے گھر کھانا کھانے کے لئے آنے والے ہیں تو کہنے لگے ''اچھا' تو وہ بریگیڈ کے صدر دفتر کا لذیذ کھانا نہیں کھانا چاہتا۰۰۰ ہوں ۰۰۰ پرانے کادروں کی طرح۔" انہوں نے میری امی کو زائد سالن بنانے کی اجازت نہیں دی۰۰۰"

میں نے جلدی سے کہا' "انہوں نے ٹھیک ہی کیا۔"

اڑلان ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے بولی' "سکریٹری چو' میرے والد ذرا

گرم مزاج ہیں۔ اگر وہ کوئی ایسی ویسی بات کہہ دیں تو مجھے امید ہے کہ آپ اسے نظرانداز کر دیں گے۔ "

میں ہنس پڑا۔ میں نے اسے یقین دلانے کے لئے کہا' "فکرمت کرو۔ میں ان سے حجت نہیں کروں گا۔ "

اڑلان کے پیچھے پیچھے میں ان کے مکان کے احاطے میں داخل ہوا۔ بالکل سامنے شمالی سمت میں تین خستہ حال کمرے تھے اور مغربی سمت میں گائیوں کا باڑا تھا۔ ایک قوی ہیکل بوڑھا ناند کے سامنے کھڑا ہوا' سر جھکائے سانی بنا رہا تھا۔ اڑلان نے بلند آواز میں اسے پکارا' "ابا' سکریٹری چو آ گئے ہیں۔ "

بوڑھے آدمی نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا' اور بے اعتنائی سے مڑتے ہوئے چھلنی میں بچی ہوئی سانی ناند میں ڈالنے لگا۔ اس کے مڑتے ہی اچانک میری نظر اس بڑے پیوند پر پڑی جو اس کی روئی دار جیکٹ کی پشت پر لگا ہوا تھا۔ اچھا' تو یہی وہ آدمی تھا جو اس وقت گائیوں کو ہانکے لئے جا رہا تھا' اور ہماری جیپ کے لئے راستہ چھوڑنے پر تیار نہیں تھا۔

اڑلان نے سامنے والے دروازے کا بوسیدہ پردہ اٹھایا' اور میں اندر چلا گیا۔ ایک بوڑھی عورت جو اڑلان کی ماں تھی' کھانا پکا رہی تھی۔ اور ایک چودہ پندرہ سالہ لڑکا جس کے بارے میں مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اڑلان کا چھوٹا بھائی تھا' دھونکنی چلا رہا تھا۔ انہوں نے گرم جوشی سے میرا خیر مقدم کیا' اور مجھے کھانگ * پر بٹھا دیا۔ جب اڑلان کھانگ پر ایک چھوٹی میز رکھ چکی تو "بوڑھا بیل" اندر آیا اور چپ چاپ میرے سامنے بیٹھ گیا۔ اس

---

* شمالی چین میں رہائشی کمروں کے اندر ایک مستطیل چبوترہ بنا ہوتا ہے۔ سردیوں میں اس کے نیچے آگ جلا کر اسے گرم رکھا جاتا ہے۔ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں اور رات کو پلنگ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

طرح مجھے پہلی بار موقع ملا کہ میں محتاط انداز میں غور سے اس کا جائزہ لے سکوں۔ اس کا چہرہ مستطیل نما تھا جس پر گھنی داڑھی اگی ہوئی تھی' اور پیشانی پر گہری جھریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کی نظریں میری نظروں سے ملیں' جیسے وہ میرے سوالات کا انتظار کر رہا ہو۔ لیکن وہ میرے تین جملوں کے جواب میں صرف ایک جملہ ادا کرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ سال میں وہ کتنے "ایام کار" * حاصل کرتا ہے' بونس کے طور پر اسے ایک "یوم کار" میں کتنے پوائنٹس ملتے ہیں' اور مجموعی طور پر اس کے حالات کیسے ہیں۔ تاہم بہ راہ راست جواب دینے کے بجائے اس نے کہا' "میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ ہم فاقہ نہیں کر رہے ہیں۔" پھر اس نے اپنا منہ بند کر لیا۔

اس کے برعکس اس کی بیوی تناؤ کی شدت کو کم کرنے کے لئے بار بار میری بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتی رہی۔ کچھ دیر بعد' اچانک "بوڑھا بیل" بول اٹھا' "اگر تمہیں کچھ کہنا ہے تو کہتے کیوں نہیں؟ میں شادی کے تحفے کے طور پر پانچ سو یوان چاہتا ہوں' اور بس! تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کیا کوئی تنقیدی اجلاس ہو گا؟ میں تیار ہوں۔"

"یہ تنقید کا معاملہ نہیں ہے۔" میں نے جلدی سے جواب دیا' "میں تو تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج سہ پہر کو تم نے اچانک شادی کے تحفے کا مطالبہ کیوں کر دیا' جب کہ اس سے پہلے تم نے اس قسم کی کوئی شرط نہیں رکھی تھی۔"

"تمہیں تو معلوم ہی ہو گا کہ حکومت بھی بار بار اپنی پالیسیاں تبدیل کرتی رہتی ہے' تو

---

* زرعی بریگیڈ کے اراکین کی اجرت کا پرانا نظام۔ بریگیڈ کا رکن سال بھر میں جتنے دن کام کرتا تھا' انہیں "ایام کار" کہا جاتا تھا۔ ہر "یوم کار" پر اسے دس "پوائنٹس" ملتے تھے۔ سال کے اختتام پر ہر رکن کی اجرت کا تعین اس کے حاصل کردہ پوائنٹس کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔

پھر ہم عام کسان اپنے ارادے کیوں تبدیل نہیں کر سکتے؟"

اڑلان کو غالباً یہ خوف کھائے جارہا تھا کہ اب اس کے باپ کو غصہ آجائے گا اور وہ کوئی ایسی بات کہہ دے گا جس سے میں پریشان ہو جاؤں گا۔ چناں چہ وہ جلدی سے بول اٹھی، "ابا، کھانا تیار ہے۔ پہلے کھانا کھالیں، باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔"

"بوڑھے بیل" نے یہ بتانے کے لئے کہ اسے اس تجویز سے اتفاق ہے، اپنے منہ سے ایک بے معنی سی آواز نکالی اور لمحے بھر میں میز پر کھانا چن دیا گیا۔ ایک بڑی پلیٹ میں کھٹے کرم کلے اور بڑی مرچوں کا سالن تھا۔ پانچ پیالوں میں مکئی اور سورغم کا دلیا تھا جس میں رتالو کے چند ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ "بوڑھے بیل" نے اپنی چاپ اسٹکس نہیں اٹھائیں۔

یہ ایک سادہ سا سوال تھا لیکن سچی بات یہ ہے کہ میں الجھن میں پڑ گیا۔ کیا مجھے یہ کہنا چاہئے کہ کھانا لذیذ ہے، جب کہ واضح طور پر میں اسے حلق سے نیچے اتارنے میں دقت محسوس کر رہا تھا۔ کیا مجھے یہ کہنا چاہئے کہ کھانا بدذائقہ ہے، لیکن یہ سن کر وہ یقیناً پریشان ہو جائے گا۔ آخر کار، میں نے بے تکلفی سے کہا، "حقیقت میں یہ کھانا بہت اچھا نہیں ہے، لیکن میں کھا سکتا ہوں۔" پھر اچانک میں جذبات کی رو میں بہہ نکلا، "آزادی کے تیس سال بعد بھی ہمارے کسان غربت کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں! یہ صورت حال زرعی اصلاحات کے دور کی صورت حال سے بہتر تو نہیں ہے!"

"بوڑھے بیل" نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سوال کیا، "ثقافتی انقلاب کے دوران میں تم کہاں تھے؟"

"مجھ پر سرمایہ دار راہ اختیار کرنے کا لیبل چسپاں کر دیا گیا تھا۔ مجھے تین سال تک نظر بند رکھا گیا، اور پھر 'تعلیم' حاصل کرنے کے لئے سات سال کے لئے 'سات مئی کا در

اسکول' * میں بھیج دیا گیا۔ "

یہ سنتے ہی اچانک "بوڑھے بیل" کا چہرہ قدرے پر سکون نظر آنے لگا۔ اس نے اپنا سگریٹ بجھا دیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ وہ برتن میں شراب گرم کرے ** اور ایک پلیٹ میں گوشت کے سلائس لے آئے۔ میں ہاتھ کے اشارے سے احتجاج کرنے لگا' لیکن اڑلان کی ماں نے کہا' "دراصل یہ شراب شادی کی تقریب کے لئے رکھی ہوئی تھی' اس لئے اس سے ہم پر کوئی بار نہیں پڑے گا۔ " پھر اس نے اڑلان کے ساتھ مل کر گوشت کے سلائس بنائے اور شراب گرم کر کے لے آئی۔

"بوڑھے بیل" نے میرے پیالے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا' "اگر تم ہماری توہین نہیں کرنا چاہتے تو پہلے یہ شراب پیو۔ اگر کسی وجہ سے تم شراب نہیں پینا چاہتے تو پھر کھانا کھاتے رہو' میں اکیلا پیوں گا۔ "

اب میرے پاس انکار کرنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ شراب نوشی کے دوران میں "بوڑھے بیل" نے مجھ سے کہا' " آؤ' اب باتیں شروع کریں۔ "

"کس کے بارے میں؟" میں نے پوچھا۔

"سودے بازی کی شادی کی خرابیوں کے بارے میں' یہ کہ شادی کے تحفے کا مطالبہ

---

* "ثقافتی انقلاب" کے دوران میں ۷ مئی ۱۹۶۶ء کو چیئرمین ماؤ زے تنگ نے یہ ہدایت جاری کی تھی کہ ملک کے دانش وروں کو مزدوروں اور کسانوں کے درمیان جا کر از سر نو تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔ اس ہدایت کے تحت ملک بھر میں' خاص طور پر دیہی علاقوں میں ہزاروں "۷ مئی کادر اسکول" قائم کر دئے گئے جہاں ملک کے کادر باری باری جا کر جسمانی مشقت کرتے تھے اور نظریاتی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

** چین میں' خاص طور پر دیہی علاقوں میں' شراب کو گرم کر کے پینے کا دستور عام ہے۔

کرنا کس قدر رجعت پسندانہ فعل ہے' یہ کہ کسان کتنے پس ماندہ ہیں' وغیرہ وغیرہ۔ "

میں ہنس پڑا۔ "تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں ان باتوں کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں؟"

"مجھے کوئی ایسا کادر دکھاؤ جو اس قسم کی رٹی رٹائی باتیں نہیں کرتا۔" "بوڑھے بیل" نے جواب دیا' "کوئی اور بات ہوتی تو کیا تم میرے گھر آکر کھانا کھانے کا بکھیڑا پالتے؟"

"اچھا' ٹھیک ہے۔" میں نے کہا' "ہم اپنے تمام پتے میز پر رکھ دیتے ہیں' اور اس معاملے کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں' ٹھیک ہے؟ میں تم سے صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں: تم پانچ سو یوان کے مطالبے پر اس قدر اصرار کیوں کر رہے ہو؟"

"بوڑھے بیل" کے چہرے پر سختی کے اثار نمایاں تھے۔ وہ خاموشی سے شراب کی چسکیاں لیتا رہا۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنی خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا' "کئی سالوں سے مجھے کسی کادر کو کھانے پر بلانے کا موقع نہیں ملا۔ کیا تم آج کے کھانے کی قیمت * ادا کرنے کے پابند ہو؟"

"یقیناً" میں نے جواب دیا' "یہ ایک ملک گیر ضابطہ ہے۔ کھانا خواہ اچھا ہو یا برا'

---

* سرکاری افسران جب دیہی علاقوں میں جاتے ہیں' اور کسی کسان کے گھر پر کھانا کھاتے ہیں تو ضابطے کے تحت انہیں تین وقت کے کھانے کے عوض میزبان کو تیس فین (ڈیڑھ روپے) ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ فی یوم چھ سو گرام اناج کے کوپن بھی دینے کے پابند ہوتے ہیں۔

اس کی شرح تیس فین * فی یوم ہے' اس کے علاوہ چھ سو گرام کے حساب سے اناج کے کوپن ** بھی دینے ضروری ہیں۔ "

"بوڑھے بیل" نے کہا' "میں ۲۳ سال سے اژلان کی پرورش اور کفالت کر رہا ہوں۔ بیس فین فی یوم کے حساب سے مجھے کتنی رقم ملنی چاہئے؟"

وہ خاموش ہو گیا اور میرے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ بولتا' اژلان بول پڑی' "تو کیا میں یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہوں' اور گھر والوں کی خوراک ہڑپ کرتی رہتی ہوں؟ میں ہر سال کم از کم دو سو 'ایام کار' حاصل کرتی ہوں!"

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے' کیوں؟" میں نے "بوڑھے بیل" سے پوچھا۔

"ہاں' ٹھیک کہہ رہی ہے۔ لیکن اگر میں اس کی شادی کر دوں گا تو دو سو 'ایام کار' بھی اس کے ساتھ چلے جائیں گے۔"

"تو تمہارے خیال میں شادی کے تحفے کا مطالبہ بالکل معقول اور قانون کے مطابق ہے؟" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

لیکن "بوڑھے بیل" کا جواب ایک سوال کی صورت میں بر آمد ہوا' "اگر میں دلہن کی قیمت لئے بغیر اپنی بیٹی کی شادی کر دوں گا تو اس کے چھوٹے بھائی کے لئے بیوی حاصل

---

* چینی کرنسی میں ایک یوان دس چیاؤ اور ایک چیاؤ دس فین میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک یوان تقریباً پانچ روپے کے برابر ہوتا ہے۔

** چین میں اناج اور خوردنی تیل کی خریداری کے لئے ایک معینہ ضابطے کے تحت کوپن فراہم کئے جاتے ہیں۔ اوسطاً ایک ماہ میں فی کس ڈھائی سو گرام خوردنی تیل اور ۱۵ کلو گرام اناج خریدا جا سکتا ہے۔ (مترجم)

کرتے وقت رقم کہاں سے لاؤں گا؟"

یہ سنتے ہی اڑلان کے بھائی کا چہرہ سرخ ہو گیا' اور وہ اپنا چاول کا پیالہ اٹھا کر تیزی سے دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

"بوڑھے بیل" نے شراب پیتے ہوئے کہا' "تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ 'یہ لڑکا ابھی بہت چھوٹا ہے' اور اگر نئے ازدواجی قانون پر پوری طرح عمل کیا جائے تو آئندہ دلہن کی قیمت ادا کرنے کی رسم ختم ہو جائے گی۔ 'ہا! اس غلط فہمی میں مت رہو کہ میں نئے ازدواجی قانون پر عمل در آمد کے سلسلے میں تمہارا دعویٰ تسلیم کر لوں گا۔۔۔"

اڑلان کی ماں نے اس کا جملہ مکمل نہیں ہونے دیا' "اب تم اپنی یہ احمقانہ باتیں ختم کرو!"

"احمقانہ؟ گذشتہ سالوں کے دوران میں ہم نے کب ازدواجی قانون پر 'پوری طرح عمل در آمد' نہیں کیا۔ لیکن مجھے کسی ایک خاندان کا نام بتاؤ جو اپنی بیٹی کے لئے دلہن کی قیمت نہیں لینا چاہتا! مجھے کوئی ایسا خاندان دکھاؤ جس نے دلہن کی قیمت ادا نہیں کی! وہ کھلم کھلا نہیں تو در پردہ سودے بازی ضرور کرتے ہیں۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وانگ شون شی کے گھر والوں نے چوری چھپے رقم ادا کر دی ہے؟"

"ہو سکتا ہے' انہوں نے ایسا نہ کیا ہو۔ میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"بوڑھے بیل" نے جواب دیا' "ان کے گھر والوں نے کوئی رقم ادا نہیں کی' لیکن وہ سور کے گوشت کا بکری کے گوشت سے تبادلہ تو کر رہے ہیں۔"

میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا' لیکن اڑلان کی ماں نے وضاحت کر دی: وانگ شون

شی کا بیٹا جس لڑکی سے شادی کرنے والا تھا' وہ وانگ کی چھوٹی خالہ کی بیٹی تھی۔ اور اتفاق سے وانگ کی بیٹی اسی گھر میں بیاہی گئی تھی۔ اسے "ایک رشتے دار کے عوض دوسرے رشتے دار کا تبادلہ" کہا جاتا تھا۔ اور ان دونوں شادیوں میں دلہنوں کی قیمت طلب نہیں کی گئی تھی۔

"دوسرے خاندان کے بارے میں کیا خیال ہے؟" میں نے پوچھا۔

"دوسرا خاندان؟" چند لمحوں تک "بوڑھا بیل" خالی الذہن بیٹھا رہا' "ہوں ... تمہارا مطلب ہے' اوچھنگ یو کا خاندان؟ ان کے پاس تو رقم ادا نہ کرنے کا اور بھی زیادہ مضبوط جواز موجود ہے۔"

"تبادلے کی شادی؟"

"نہیں'" "بوڑھے بیل" نے جواب دیا' "اس کا بیٹا گھر داماد بنے گا۔"

"اب مرد اور عورت مساوی حیثیت رکھتے ہیں' تو پھر شوہر کا اپنی بیوی کے گھر والوں کے ساتھ رہنا کوئی برا عمل تو نہ ہوا۔"

"اچھائی اور برائی کا فیصلہ کرنے سے پہلے تمہیں صورت حال کا پوری طرح جائزہ لینا ہوگا۔" "بوڑھے بیل" نے ایک اور چسکی لی اور اپنے اس جملے کی وضاحت کرنے لگا: ابھی اوچھنگ یو ادھیڑ ہی تھا کہ اپنی بیوی سے محروم ہو گیا۔ اس کی صرف ایک اولاد تھی' یہی بیٹا' جسے اس نے باپ اور ماں دونوں کی محبت دی تھی۔ باپ بیٹا دونوں بہت محنتی تھے' لیکن بہو کی قیمت ادا کرنے کے لئے وہ خاطر خواہ رقم جمع نہ کر سکے۔ بیٹا ۲۸ یا ۲۹ سال کا ہو چکا تھا' لیکن اس کے باوجود کنوارا تھا۔ اس کی ایک بیوہ سے دوستی ہو گئی جو اس سے چند سال بڑی تھی۔ اس عورت کا ایک بچہ بھی تھا اس لئے اس نے اپنے خسر کے گھر جانے سے صاف انکار کر دیا اور یہ تجویز پیش کی کہ لڑکا اس کے گھر آ کر رہے۔ اوچھنگ یو کافی عرصے تک اس معاملے پر غور کرتا رہا'

پھراس کے پاس اس تجویز کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا۔ کچھ عرصہ پہلے بوڑھا وانگ روتا ہوا "بوڑھے بیل" کے پاس آیا تھا۔ اس نے کہا تھا' "میرا صرف ایک بیٹا ہے' اور میں بے حد پریشان ہوں' میں یہ نہیں دیکھ سکتا کہ وہ ساری عمر کنوارا رہے۔"

یہ واقعہ سنانے کے بعد "بوڑھا بیل" ٹھنڈی سانس بھرنے لگا۔ "ہم کسانوں کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ ہم تو جیسے تیسے زندگی کو گھسیٹ رہے ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے گلاس میں مزید شراب انڈیلنی چاہی لیکن برتن خالی ہو چکا تھا۔ اس نے برتن اڑلان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا' "میرے لئے اور بھر لاؤ۔"

"ابا' ہمارے مہمان نے بہت پہلے پینا بند کر دیا تھا۔ آپ کو چاہئے•••"

"بوڑھا بیل" اسے گھورنے لگا۔ "میرے پاس بھی ہاتھ ہیں۔" اس نے کہا' اور کھانگ سے نیچے اترنے لگا۔ اڑلان کی ماں نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے برتن لے لیا اور اس کے آدھے حصے میں شراب بھر کر لے آئی' بلکہ اس کے گلاس میں شراب بھی انڈیل دی۔ پھر وہ بولی' "تم اس لڑکے' یون شان کو پسند کرتے تھے اور ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ دلہن کی قیمت طلب نہیں کرو گے۔ کل تو تم نے یہ تک کہا تھا کہ: 'اگر ہم اتنے غریب ہو جائیں کہ ہمیں بھیک مانگنی پڑے' تو بھی میں اپنی بیٹی کا سودا نہیں کروں گا۔' اور آج سہ پہر سے تم نے وہ طوفان کھڑا کیا کہ گھر کے تمام لوگوں کا سکون غارت ہو گیا۔ اور گاؤں کے تمام لیڈر بھی پریشان ہیں•••"

"بس کرو'" "بوڑھے بیل" نے اپنی بیوی کو ٹوکتے ہوئے کہا' "میں لیڈروں کو خوش کرنے کے لئے اپنی بیٹی کی شادی نہیں کر رہا ہوں۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا' "میرا اندازہ ہے کہ تمہارے اس اقدام کا سبب میری

آمد ہے۔ "

"بوڑھے بیل" نے تردید نہیں کی اور شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا' "تو اس چھوٹے سے معاملے کے لئے کاؤنٹی سکریٹری تک کو بلالیا گیا ہے۔ کیا تم مجھ سے یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس 'فوری' شادی کے بعد سودے بازی کی شادی کا رواج ختم ہو جائے گا؟ "

"اگر ہم اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے' تو اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے مقابلے میں کیا یہ بہتر اقدام نہ ہو گا؟ " میں نے جواب دیا۔

"بوڑھے بیل" نے کچھ دیر تک کوئی جواب نہیں دیا۔ بالآخر اس نے کہا' "بیٹی کو بیچنا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ پرانے چین میں بیٹیوں کو بیچنا معمول میں شامل تھا۔ لوگ اکثر اپنے بیٹوں بلکہ بیویوں تک کو فروخت کر دیا کرتے تھے۔ کیوں؟ میں بتاتا ہوں 'غربت! "

اس وقت تک اس کا پورا چہرہ سرخ ہو چکا تھا' اور اس کی ناک پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ تاہم اس نے ایک بار پھر اپنا گلاس بھر لیا۔ یہ دیکھ کر اڑلان کی ماں کا چہرہ متغیر ہو گیا' لیکن چند لمحوں میں یہ کیفیت غائب ہو گئی اور اس نے مسکراتے ہوئے اپنے شوہر سے کہا'

"لاؤ' برتن دو' میں اور شراب بھر لاؤں۔ "

"بوڑھے بیل" نے حیرت سے کہا' "اچھا تو تم یہ چاہتی ہو کہ میں نشے میں آجاؤں ' ایں؟ اب اگر میں نے مزید ایک قطرہ بھی پیا تو ڈھیر ہو جاؤں گا۔ " اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے گلاس کی ساری شراب دوبارہ برتن میں انڈیل دی۔ پھر اس نے پیالہ اٹھایا اور دلیا کھانے لگا۔ اڑلان کی ماں نے میری طرف پشت گھماتے ہوئے معنی خیز انداز میں دیکھا۔ "بوڑھے بیل" نے اپنا سلسلہء کلام جاری رکھتے ہوئے کہا' "زرعی اصلاحات اور کوآپریٹو کے دور سے یہ رواج کم ہوتا جا رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں اپنی سب سے بڑی بیٹی کی شادی کرتے وقت میں نے

ایک کوڑی بھی طلب نہیں کی تھی' بلکہ میں نے اسے کچھ کپڑے اور بانس کی ٹوکریاں تک دے ڈالی تھیں۔ اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو اس کی ماں سے پوچھ لو۔ "

اڑلان کی ماں نے اثبات میں سر ہلا دیا' "ہاں' یہ سچ ہے۔ اس وقت ہمارے پاس تھوڑا بہت اناج جمع تھا اور کریڈٹ کوآپریٹو میں ہماری تھوڑی سی رقم بھی موجود تھی۔ دلہن کی قیمت طلب کرنے پر کس خاندان کو مایوسی یا شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ "

"بوڑھے بیل" نے اپنی بات آگے بڑھائی' "لیکن گذشتہ چند سالوں سے بار بار 'سرمایہ داری کی دم' کاٹنے کا ذکر کیا جا رہا ہے' نجی قطعات کاٹنا' ضمنی کاموں کو محدود کرنا — اب اس کے بعد یہ لوگ لوگوں کے سر کاٹنا شروع کریں گے! "

میں نے اس سے پوچھا کہ "ثقافتی انقلاب" سے قبل اسے کتنی آمدنی ہوتی تھی۔

اڑلان کی ماں نے دو ٹوک انداز میں جواب دیا' "جب یہاں کا انتظام چنگ کو یو کے ہاتھ میں تھا' تو چند سالوں تک ہمیں راشن سے ۲۲۵ کلو گرام اناج ملتا رہا' اس کے ساتھ ساتھ ایک یوم کار پر ایک یوان کا بونس بھی ملتا تھا' بلکہ جس سال اچھی فصل ہوتی تھی' ہمیں ایک یوان بیس فین مل جاتے تھے' لیکن اب ہمیں صرف ۱۴۰ کلو گرام اناج کا راشن ملتا ہے' اور بونس میں صرف پچیس فین ۔۔۔ "

"بوڑھے بیل" نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا' "اگر تم اتنے ہی بڑے لیڈر ہو تو یہ بتاؤ کہ اس صورت حال پر کس طرح قابو پاؤ گے؟ اگر یہی حالت رہی تو بیوی بچے تو در کنار' ہم خود اپنی پیشانیوں پر 'برائے فروخت' کا اشتہار لگانے پر مجبور ہو جائیں گے! "

میں نے کہنا شروع کیا' "ان تمام برائیوں کا سبب لین پیاؤ اور چار نفری ٹولا ۔۔۔ "

لیکن "بوڑھے بیل" نے مجھے بولنے نہیں دیا' "چار نفری ٹولے کے زوال کو دو

سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن ہمارے گاؤں کی حالت جوں کی توں ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو بٹھانے کے بجائے اس پر محض مرکورو کروم مل دیا جائے۔ ہا! 'فوری' شادی! کیا جب کسی کے گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت بھی کوئی 'فوری' میٹنگ بلائی جاتی ہے؟ پیداوار میں اضافہ تو ہو نہیں رہا ہے۔ تم اپنی میٹنگ کو آگے کی طرف گھسیٹتے جاؤ!"

اگرچہ میں نے شراب کے صرف دو پیالے پیے تھے، لیکن اچانک مجھے یہ محسوس ہونے لگا کہ میرا چہرہ چقندر کی طرح سرخ ہو گیا ہے۔ بلاشبہ 'اڑلان کی ماں اس صورت حال پر ندامت محسوس کر رہی تھی' اس لئے اس نے "بوڑھے بیل" کو مخاطب کرتے ہوئے کہا' "تم بریگیڈ آفس کیوں نہیں جاتے' وہاں جا کر اپنا فلسفہ بگھارو۔ بہت خوب! یہاں بیٹھے سکریٹری چو کو کیوں مطعون کر رہے ہو۔"

"ہوں'" "بوڑھے بیل" نے معذرت آمیز لہجے میں کہا' "سکریٹری چو' میں تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ تم تو نووارد ہو' تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔ ارے' بات کیا ہو رہی تھی اور میں کیا موضوع لے بیٹھا۔"

"نہیں!" میں نے کہا' "تمہاری انگلیاں عین نبض پر ہیں۔ تمہاری تنقید درست ہے' اور یہ اچھی بات ہے کہ تم نے اس کا اظہار بھی کر دیا۔"

میں نے یہ بات پورے خلوص سے کہی تھی۔ وہ سچ بول رہا تھا۔ مزید بر آں' شی لینگ آنے سے پہلے میں نے ان مسائل پر کبھی غور نہیں کیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سودے بازی کی شادی ایک قابل نفریں فعل ہے' لیکن کیا اسے تبدیل کرنا بنیادی طور پر کسانوں کی ذمے داری ہے؟ اگر ہم نے کسانوں کے مصائب کا اصل سبب دریافت نہیں کیا' اگر ہم نے کسانوں کو بہتر زندگی فراہم کرنے کے لئے موثر طریقے اختیار نہیں کئے' اگر ہم

صرف نئے ازدواجی قانون کی تشہیر پر انحصار کرتے رہے تو مسائل کو حقیقی انداز میں کیسے حل کر سکتے تھے؟ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میری نظر اڑلان پر پڑی۔ وہ مجھے معنی خیز انداز میں دیکھ رہی تھی۔ میں اس کا اشارہ سمجھ گیا اور جلدی سے بولا' "وانگ' ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ تم نے اڑلان کی شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"سادہ سی بات ہے۔" اس نے جواب دیا' "مجھے پانچ سو یوان دے دو' کل شادی ہو جائے گی۔ اور اگر تم چاہو تو آج رات مجھے گھسیٹ کر عدالت میں پیش کر دو' اور اس صورت میں بھی کل ان دونوں کی شادی ہو جائے گی۔"

مجھے اندازہ ہو گیا کہ مزید گفتگو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چناں چہ میں نے مزید دو چار باتیں کیں' اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اڑلان مجھے چھوڑنے کے لئے دروازے تک آئی۔ وہ بالکل خاموش رہی۔ ظاہر ہے' وہ بہت اداس تھی۔ میں نے اسے دلاسا دینے کی کوشش کی' "میرے خیال میں تمہارا باپ جان بوجھ کر اس قدر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ تاہم اگر تم دونوں واقعی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو تو جلد یا بہ دیر تمہیں شادی کرنے کا موقع مل ہی جائے گا۔"

اڑلان بس سرہلا کر رہ گئی۔

میں بریگیڈ آفس واپس آیا تو کمرا لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ خبر سننے کے لئے بے تاب تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میں وانگ کو قائل نہیں کر سکا' تو وہ پیچ و تاب کھانے لگے۔ انہوں نے کہا کہ "بوڑھا بیل" اچھائی کو پہچاننے کی تمیز نہیں رکھتا' اور وہ بہت ہٹ دھرم ہے۔ کچھ لوگوں نے تنقیدی اجلاس بلانے کی تجویز پیش کی' لیکن میں نے انہیں سمجھایا کہ "بوڑھے بیل" کو مزید وقت دیا جانا چاہئے تاکہ وہ مسئلے پر اچھی طرح غور کر سکے۔ احکام صادر

کرنا' تنقیدی اجلاس طلب کرنا — یہ مسئلے کا حل نہیں تھا۔ نوجوانوں نے جب یہ دیکھا کہ میں کوئی غیر معمولی اقدام کرنے سے گریز کر رہا ہوں تو وہ ایک ایک کر کے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ آخر میں صرف چنگ کو یو میرے ساتھ رہ گیا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے گذشتہ چند سالوں کے دوران میں شی لینگ کی صورت حال کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ اس کی باتوں کی روشنی میں یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ "بوڑھے بیل" کا تجزیہ درست تھا۔ گذشتہ چند سالوں کے دوران میں پیداوار کی سطح بہت نیچے گر گئی تھی' اور لوگوں کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی۔ جب چنگ کو یو یہ سب باتیں بتا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں بھی آنسو چمک رہے تھے۔ اس نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کہا' "میری رائے میں اب ہمارے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہم پیچھے کی طرف قدم اٹھائیں' پہلے والے راستے کی طرف۔ مثال کے طور پر' اس علاقے میں ہمیں خوراک کے لئے پہاڑوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے' اس لئے ہمیں سب سے پہلے موسم سرما کی پیداوار کی سطح بلند کرنی چاہئے۔"

اگلے دن مقررہ وقت پر خاصے دھوم دھام سے "فوری" شادی کی تقریب کا آغاز ہوا۔ میں نے دیکھا کہ "بوڑھا بیل" بھی اس پرجوش فضا کا نظارہ کرنے آیا تھا۔ میں نے ان تہنیتی الفاظ کا مطالعہ نہیں کیا جو او آئے انگ نے میرے لئے لکھے تھے۔ اس کے بجائے' میں ان باتوں کے بارے میں گفتگو کرتا رہا جن کا تذکرہ "بوڑھے بیل" نے کیا تھا' وہ باتیں جو میرے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت رکھتی تھیں: سودے بازی کی شادی کا مکمل طور پر خاتمہ کرنے کے لئے کیا ہمیں سب سے پہلے پیداوار کی سطح بلند کرنے اور کمیون کے اراکین کو خوش حالی سے ہم کنار کرنے کی بھرپور کوشش نہیں کرنی چاہئے؟ گفتگو کے اختتام پر' تیسرے مکمل

اجلاس کے اعلامیہ کی روح کے مطابق میں نے مستقبل کی منصوبہ بندی کے سلسلے میں چنگ کو یو کی تجاویز مان لیں۔ جوں ہی ہماری گفتگو ختم ہوئی' احاطہ تالیوں سے گونج اٹھا۔ چوتھیئے واجمع میں راستہ بناتے ہوئے تیزی سے میرے پاس آیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے پرجوش لہجے میں کہا:

"سکریٹری چو' آخر کار آپ سودے بازی کی شادی کے اصل محرکات تک پہنچ گئے۔ آپ نے جو کچھ کہا ہے' اگر اوپر کی پالیسیاں بھی اس سے مطابقت رکھتی ہیں تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اس پہاڑی علاقے کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے جی جان سے محنت کریں گے۔"

اس کے بعد ہر شخص موسم سرما کی پیداوار کی سطح بلند کرنے کے لئے تجاویز پیش کرنے لگا: چینی طب کی دواؤں کے لئے جڑی بوٹیاں اکٹھا کرنا' پہاڑی آڑو جمع کرنا' پھاوڑوں اور بیلچوں کے دستے بنانے کے لئے لکڑی کاٹنا' بانس کی ٹوکریاں بننا۔ ••• شادی کی تقریب ایک ایسی میٹنگ بن گئی تھی جس میں عام طور پر پیداوار کی شرح بلند کرنے کے طریقوں پر غور کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس کی مجھے بالکل توقع نہیں تھی۔ میں نے تیسرے مکمل اجلاس کے اعلامیہ کی روشنی میں صرف چند الفاظ کہے تھے' لیکن حیرت انگیز طور پر لوگوں میں ایک نیا ولولہ بیدار ہو گیا تھا!

اتنے میں میں نے دیکھا کہ اژلان اور چنگ یون شان مجمع کے درمیان راستہ بناتے ہوئے آگے آرہے ہیں۔ ان دونوں کے بالوں میں سرخ رنگ کے بڑے بڑے پھول لگے ہوئے تھے۔ وہ شادی کی تقریب میں حصہ لینے کے لئے آئے تھے' جس کی کارروائی شروع ہونے میں کچھ تاخیر ہو گئی تھی۔

"تو تمہارا باپ رضامند ہو گیا؟" میں نے اڑلان سے پوچھا۔

اڑلان نے محض مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ چنگ یون شان نے کہا، "اس کے والد نے پانچ سو یوان کے عوض مجھ سے 'رقعہء قرض' لکھوالیا ہے!"

"رقعہء قرض؟" او آئے انگ چلا اٹھی، "یہ تو قابل نفرت عمل ہے۔"

چنگ یون شان مسکراتے ہوئے بولا، "اس نے مجھ سے یہ لکھوایا ہے کہ 'یہ قرض دوسرے جنم میں ادا کیا جائے گا۔'"

او آئے انگ سمیت پورا مجمع بے اختیار ہنس پڑا۔

"صرف 'بوڑھا بیل' ہی اس قسم کا کرتب دکھا سکتا تھا۔" چنگ کو یو نے کہا، "غالباً وہ بطخ * کے سال میں پیدا ہوا ہو گا۔ خواہ اسے کتنی ہی دیر تک پکایا جائے، اس کی چونچ سخت ہی رہے گی۔"

---

* چینی قمری تقویم کے مطابق بطخ کا کوئی سال نہیں ہے، اور مذاقاً یہی کہا گیا ہے۔ پرانے زمانے سے ہر سال کے لئے ایک خاص نشان متعین چلا آ رہا ہے۔ یہ نشانات بارہ مختلف جانوروں سے منسوب ہیں اور ان کی ترتیب کچھ یوں ہے: چوہا، بیل، شیر، خرگوش، ڈریگن، سانپ، گھوڑا، بکرا، بندر، مرغ، کتا اور سور۔ گویا اس ترتیب سے ہر نشان کی اگلی باری بارہ سال بعد آتی ہے۔ مثال کے طور پر ۱۹۸۸ء ڈریگن کا سال ہے، ۲۰۰۰ء بھی ڈریگن کا سال ہو گا۔

لی کوون

لی کوون

لی کوون ۱۹۳۰ء میں شنگھائی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے نانچنگ کے "قومی ڈراما اسکول" میں تعلیم حاصل کی، اور دو سال بعد وہ سینٹرل ڈراما انسٹی ٹیوٹ کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہو گئے۔ ۱۹۵۲ء میں وہ "چینی عوامی رضا کاروں" میں شامل ہو گئے، اور فوج کے فنی طائفے میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۴ء میں انہیں ریلوے کے ملازمین کی ٹریڈ یونینوں کی فیڈریشن کے پروپیگنڈا سیکشن کا لٹریری ایڈیٹر نامزد کیا گیا۔ تین سال بعد، ۱۹۵۷ء میں انہیں جسمانی مشقت کے لئے ایک دور افتادہ علاقے میں بھیج دیا گیا، جہاں وہ ایک طویل عرصے تک کام کرتے رہے۔ ۱۹۷۹ء میں وہ ایک ادیب کی حیثیت سے چینی ریلوے کے فنی طائفے سے منسلک ہو گئے۔

ان کی کہانی "از سر نو انتخاب" نے، جو ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی، ان کی مقبولیت میں اہم کردار ادا کیا۔ پھر ۱۹۷۹ء تک قلم سے ان کا رشتہ برقرار نہ رہ سکا۔ اس کے بعد انہوں نے متعدد افسانے لکھے، جن میں "بس فین شوئی لینگ پہنچ گئی" کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کا طویل ناول "موسم سرما میں بہار" ۱۹۸۱ء میں منظر عام پر آیا۔

چاند گرہن

لی کوون

(۱)

پہاڑوں ' جنگلوں اور زینہ نما کھیتوں پر ' جنہیں فصل کی کٹائی کے بعد حال ہی میں صاف کیا گیا تھا ' برف کی ہلکی سی تہ بچھی ہوئی تھی۔ ای ژو نے بس کی کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا۔ خزاں کا ویران ' اجاڑ منظر اداسی کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ دور دور تک زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے ' البتہ سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے کھجور کے درخت اپنے

سامنے سے گزرتی ہوئی بس کو ٹکر ٹکر دیکھے جا رہے تھے۔

ای ژو کے دل میں پچھتاوے کا ہلکا سا احساس ابھر رہا تھا کہ اسے اتنی عجلت میں یہ سفر نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اسے روانہ ہونے سے پہلے خط یا تار بھیج دینا چاہئے تھا۔ لیکن کسے؟ خالہ کو تو شاید فوت ہو چکی ہوگی۔

بس تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کی اداسی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اسے اس انقلابی اساسی علاقے میں، اپنے دل کے اندر چھپی ہوئی دنیا کو دوبارہ دیکھنے کے لئے، نہیں آنا چاہئے تھا! یہ اس کی حماقت تھی کہ اس نے جذبات میں آ کر یہ فیصلہ کر ڈالا تھا، کیوں کہ وہ اپنے گم شدہ ماضی کو دوبارہ نہیں پا سکتا تھا۔ بس س کاؤنٹی کے بس اسٹینڈ پر آ پہنچی، لیکن ابھی تک اس کی سمجھ میں یہ نہیں آیا تھا کہ وہ یہاں کیا تلاش کرنے آیا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنی محبت کو نہیں بھول سکتا تھا، لیکن اس کے ذہن میں بعض ایسی یادیں بھی ابھر رہی تھیں، جنہوں نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ وہ ان احساسات کا تجزیہ کرنے سے قاصر تھا۔

وہ بس اسٹینڈ کے پھاٹک کے سامنے، چوک کے کنارے یخ پہاڑی ہوا کی زد پر کھڑا ہوا کانپ رہا تھا۔ چوں کہ اس پہاڑی علاقے میں سردی زیادہ شدید تھی، اس لئے کوچبانوں نے بکری کی کھالوں والے کوٹ پہن لئے تھے۔ اس نے ان کے پاس جا کر کہا کہ اگر وہ "کنول تالاب" کی طرف جا رہے ہوں تو اسے بھی ساتھ لیتے چلیں۔ لیکن اس کی اس درخواست پر فضا زوردار قہقہوں سے گونج اٹھی۔ "پہاڑی لوگ" —— پرانے زمانے میں وہ دیہی علاقوں کے قابل احترام اور قابل محبت باشندوں کے لئے یہی الفاظ استعمال کرتا تھا —— بہت زندہ دل تھے، اور ان کی حس مزاح بہت تیز تھی۔ انہوں نے اس سے کہا، "بھائی جان، ہمیں آپ

کے پیسے نہیں چاہئیں! جائیے' آٹھ چیاؤ * کا ٹکٹ خرید کر چار پہیوں والے آہنی جانور پر سوار ہو جائیے۔ آپ دوپہر کے کھانے کا وقت ہونے تک اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔ "

ای ژو ہنس پڑا۔ آخری بار وہ س کاؤنٹی سے گزرا تھا تو یہاں کوئی بس اسٹینڈ نہیں تھا۔ اب شاہ راہ سیدھی "کنول تالاب" تک یا شاید یانگ چیاؤ ناؤ تک جاتی تھی۔ یانگ چیاؤ ناؤ ایک چھوٹا سا پہاڑی گاؤں تھا' اور اسے وہیں جانا تھا۔

ٹکٹ آفس پر آٹھ چیاؤ ادا کرتے وقت وہ الجھن میں پڑ گیا۔ پھر جب ٹکٹ اس کے ہاتھ میں آ گیا تو اس نے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تاہم' وہ اب بھی یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ یانگ چیاؤ ناؤ واپس کیوں جانا چاہتا ہے۔ اسے وہاں پہنچ کر کس قسم کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا؟ کیا وہ اس چیز کو پالے گا جو اس کی دست رس سے باہر جا چکی ہے؟

وہ اس جگہ آنے کا خواب ایک طویل مدت سے دیکھ رہا تھا' کیوں کہ اسے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی قیمتی متاع سے محروم ہو گیا ہے۔ چناں چہ ٹکٹ جیب میں رکھنے کے بعد جب اس نے دیکھا کہ ابھی اس کے پاس کافی وقت ہے تو وہ شی کوان روڈ' جو اب سی شین روڈ کہلاتی تھی' پر چلتا ہوا قصبے میں جا پہنچا۔ ماضی میں بہت سے جرنیل اور وزراء گھوڑوں پر سوار ہو کر یا پاپیادہ اس سڑک سے گزرے تھے۔ پرانے زمانے میں س کاؤنٹی کا بھاپ پر پکا ہوا باجرا' اگرچہ اسے آسانی سے نہیں نگلا جا سکتا تھا' بہت لذیذ ہوتا تھا' اور وہ لوگ اسے مزے لے لے کر کھاتے تھے۔ اگرچہ ای ژو کو زیادہ بھوک نہیں لگی تھی' لیکن وہ چاہتا تھا کہ کوئی نہ کوئی چیز

---

* چینی کرنسی میں ایک یوان دس چیاؤ اور ایک چیاؤ دس فین میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک یوان تقریباً پانچ روپے کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)

کھالے ' کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ ابھی کئی گھنٹے تک بس میں سفر کرنا ہوگا۔ ہو سکتا تھا "کنول تالاب" پہنچنے پر اسے کھانا نہ ملتا۔ "کنول تالاب" سے یانگ چیاؤ ناؤ کے لئے سب سے اونچی چوٹی پر چڑھنا پڑتا تھا' جس کے لئے اسے توانائی کی ضرورت تھی۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال ابھرا۔ اسے یاد آیا' شی کوان کے قرب وجوار میں ایک مسلم ریستوراں ہوا کرتا تھا جو اپنے مٹن سوپ کے لئے بہت مشہور تھا۔ ۱۹۴۷ء میں جب وہ اور پی چینگ ' جو علاقائی پروپیگنڈا ڈیپارٹمنٹ کا ڈائریکٹر تھا' —— پی چینگ کا خیال آتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی —— پہلی بار س کاؤنٹی آئے تھے تو پی چینگ نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا' "ای ژو! تم کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے۔" اسے یاد آیا' مسلم ریستوراں میں پہنچنے کے بعد ڈائریکٹر نے میز پر بھیڑ کی اون کے کاغذ پر چھپے ہوئے "سرحدی علاقے کے نوٹوں" * کی ایک بڑی سی گڈی زور سے پھینک دی تھی' اور چٹنیوں کی شیشیاں بری طرح ہلنے لگی تھیں۔ "ہمارے لئے سوپ کے دو بڑے پیالے لے آؤ' اور ان میں بہت سارے مسالے بھی ڈال دینا۔" واقعی' اس سے زیادہ لذیذ کھانا اس نے اس سے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا۔ مٹن سوپ اس قدر خوش ذائقہ تھا کہ وہ اس میں پڑی ہوئی بھیڑ کی انتڑیوں کے سارے ٹکڑے نگل گیا' اور اسے اس کی تعریف کرنے کی مہلت ہی نہیں ملی۔

پی کا پیٹ خراب تھا' اس لئے وہ زیادہ نہ کھا سکا' جب کہ ای ژو شکم سیر ہونے کے بعد

---

* یہ نوٹ جاپان کے خلاف جنگ مزاحمت کے دوران میں شینشی۔ کانسو۔ نینگشیا سرحدی علاقے' شان شی۔ چاہار۔ ھیبے سرحدی علاقے اور ہنان۔ ہوپے سرحدی علاقے میں جاری کئے گئے تھے۔ (مترجم)

چٹخارہ لیتے ہوئے اپنے ہونٹ چاٹنے لگا۔ ''ننھے بدمعاش! میں تمہارے لئے ایک پیالہ اور منگواتا ہوں!'' وہ اتنے زور سے ہنسا کہ اس کی آنکھیں تقریباً مند گئیں۔ ای ژو جھینپ گیا! ویٹر جلدی سے سوپ کا ایک اور پیالہ لے آیا اور اسے میز پر رکھتے ہوئے بولا ''آٹھویں روٹ فوج کے ننھے کامریڈ' مزے سے کھاؤ۔'' اس نے اپنی گردن جھکائی' اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا سوپ ختم ہو گیا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے بڑے بڑے قطرے چمک رہے تھے۔

تو اب ای ژو ایک بار پھر اس سوپ کا ذائقہ چکھنے کے لئے بے تاب تھا' حالاں کہ اسے پیٹ کے درد کا عارضہ لاحق تھا۔ یہ ایک قسم کا پیشہ ورانہ مرض تھا جو زیادہ تر ڈرائیوروں اور مرمت کا کام کرنے والے مزدوروں پر حملہ آور ہوتا ہے۔

س کاؤنٹی کوہ تھائی ہانگ کی ایک چھوٹی سی کاؤنٹی تھی' اتنی چھوٹی کہ نقشے پر پہنچ کر ایک ننھا سا نقطہ بن جاتی تھی' جیسے اسے منظر عام پر آنے میں حجاب محسوس ہوتا ہو۔ خود یہاں کے پہاڑی لوگ بھی اپنے اس چھوٹے سے قصبے کی حیثیت کو بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کرتے تھے۔ ای ژو نے شی کوان سے تونگ کوان تک کئی چکر لگائے' لیکن اسے مسلم ریستوراں نظر نہیں آیا۔ اس نے ایک دکان دار سے جو بھنی ہوئی شکر قندیاں بیچ رہا تھا' اس کا پتا پوچھا۔ اس آدمی کا چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا اور اس پر کوئلے کی راکھ کے دھبے نظر آ رہے تھے۔ وہ یہ سمجھا کہ ای ژو دانستہ طور پر اس کا مذاق اڑا رہا ہے' اس لئے اس نے جواب دیا' ''مسلم ریستوراں؟ میری دکان مزدوروں' کسانوں اور تاجروں کی کوآپریٹو کے تحت کھولی گئی ہے۔ ہماری بریگیڈ ان دنوں تجرباتی طور پر جو کاروبار کر رہی ہے' یہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ میں تمہیں نہیں بتا سکتا کہ وہ اس کے لئے کون سی خاص اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نجی کاروبار نہیں ہے۔ اگر تم یہاں سے کچھ خریدنا چاہتے ہو تو خرید لو' اگر نہیں خریدنا چاہتے تو تمہاری مرضی۔

بس، مذاق مت اڑاؤ۔ "

وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ ای ژو دانستہ طور پر اسے کسی نجی ریستوراں کا مالک قرار دے رہا ہے۔ لیکن جب ای ژو نے اپنی جیب سے دو چیاؤ نکال کر دو شکر قندیاں خریدیں تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا، اور وہ سمجھ گیا کہ یہ آدمی کسی دوسرے علاقے سے آیا ہے اور اس کے سوال میں تضحیک کا کوئی پہلو نہیں تھا۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا، "مسلم ریستوراں کو کو آپریٹو میں ضم کر لیا گیا تھا، اور میری دکان کی طرح اسے بھی دس سال پہلے بند کر دیا گیا تھا۔ میری دکان کا کاروبار پھر سے شروع ہو گیا ہے۔ مزدوروں، کسانوں اور تاجروں کی کو آپریٹو کے ساتھ ہمارا کاروبار خوب پھل پھول رہا ہے، اور ہم بریگیڈ کو خاصی رقم کما کر دے رہے ہیں۔ " اس بوڑھے پہاڑی آدمی کی طرح ای ژو نے بھی حال ہی میں ایک صحافی کی حیثیت سے اپنا پرانا پیشہ دوبارہ اختیار کر لیا تھا۔ وہ "مزدوروں، کسانوں اور تاجروں کی کو آپریٹو" کی نئی اصطلاح سن کر بہت خوش ہوا، جو ساحل ایڈریاٹک سے مستعار لی گئی تھی۔ نئے عوامل امید کی نئی نوید لے کر آتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے اس صبح اس چھوٹے سے دور افتادہ، پس ماندہ قصبے پر اوائل خزاں کے سورج کی نرم کرنیں پھیلی ہوئی تھیں اور اسے بہتر مستقبل کی خوش خبری سنا رہی تھیں۔ مشترکہ کاروبار کے طفیل اگلے چند برسوں میں اس دکان کا معمولی سا کوکر بھی جدید طرز کے اوون کا نقیب ثابت ہو سکتا تھا۔ ای ژو سرخ، گرم شکر قندیاں اٹھائے وہاں سے واپس چل پڑا۔ وہ آدمی پھٹی ہوئی آواز میں چلا رہا تھا، "شہد جیسی میٹھی، گرم شکر قندیاں! " غالباً ایک عرصے تک اس کاروبار سے دور رہنے اور مشق نہ ہونے کے باعث اس کی آواز کھوکھلی اور بے سری محسوس ہو رہی تھی۔ ای ژو سوچنے لگا کہ اتنے سالوں سے مشق نہ ہونے کے باعث شاید اس کی کارکردگی بھی متاثر ہو گی۔ اب جب کہ اس نے قلم

اٹھا کر صحافی کی حیثیت سے اپنا پرانا پیشہ دوبارہ اختیار کر لیا تھا' تو کیا وہ اپنی اس شان دار کارکردگی کو دوہرا سکتا تھا' جس کا مظاہرہ اس نے چھٹے عشرے کے دوران میں کیا تھا؟

وہ بس پر سوار ہو گیا۔ اور جب بس روانہ ہوئی تو اس کا انجن زور زور سے کھڑ کھڑانے لگا۔

ای ژو نے پہلی ہی نظر میں تاڑ لیا تھا کہ اس بس میں کسی پرانی ڈاج کا انجن لگایا گیا ہے۔ اس وقت یہ بوسیدہ حال بس ایک بے حد عمودی ڈھلان پر چڑھ رہی تھی' اور اس کی ڈرائیور اسے حرکت میں رکھنے کے لئے اپنا پورا زور لگا رہی تھی۔ ای ژو کو اندازہ ہو چکا تھا کہ بہت جلد سلینڈر میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے گی' اور ویپورائزر کثافت سے بھی آلودہ ہو چکا ہے۔ تاہم یہ بیس سالہ ڈرائیور بہت مستعد اور حوصلہ مند تھی۔ اس کے مختصر بال' گردن کے گرد لپٹا ہوا اسکارف اور پھول دار بلاؤز' جس کا رنگ دھوپ اور پسینے کی وجہ سے پھیکا پڑ چکا تھا —— یہ سب چیزیں اسے ایک ایسی ہستی کی یاد دلا رہی تھیں' جسے وہ بہت قریب سے جانتا تھا۔ لیکن یہ ایک پرانی کہانی تھی۔ وہ پیچھے کی طرف سے ڈرائیور لڑکی کو غور سے دیکھتا رہا۔ اس کی وضع قطع دیہاتی لڑکیوں جیسی تھی اور وہ ان پیشہ ور ڈرائیوروں سے مختلف تھی جو دھوپ کا چشمہ لگاتی ہیں اور برتر نظر آنے کی کوشش میں لگی رہتی ہیں۔ شاید اس نے اپنا ڈرائیونگ لائسنس حال ہی میں حاصل کیا تھا؟ اس کا ماہرانہ انداز دیکھ کر ای ژو نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ بھاری سے بھاری ٹریکٹر بھی آسانی سے چلا لے گی۔ اس کے سیاہ بال' جو اتنے گھنے تھے کہ ان پر قینچی آسانی سے نہیں چل سکتی تھی' اس کا مضبوط جسم اور اس کے گداز شانے اسے ایک ایسی عورت کی یاد دلا رہے تھے' جس کی صورت اس کے دل پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو چکی تھی۔ اس عورت نے اس کی یادوں کی کتاب میں سب سے خوب صورت باب لکھا تھا' جس نے گذشتہ سالوں میں اسے

زندگی سے مایوس نہیں ہونے دیا تھا۔ یہ عورت اس کی نیونیو تھی ' جو یانگ چیاؤ ناؤ میں رہتی تھی!

کیا وہ اس کی خاطر واپس جا رہا تھا؟ اس کا جواب تو خود اسے بھی معلوم نہیں تھا۔ اسے اپنے دل پر ایک بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا۔ پھر نہ جانے کیسے اس پر اپنے اس صبر آزما سفر کا اصل مقصد عیاں ہو گیا۔ وہ نیونیو کو تلاش کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ بس کی کھڑکی کے باہر ' "کنول تالاب" کی سب سے اونچی چوٹی کسی پہاڑی گاؤں کی خاموش طبع ' حساس کسان لڑکی کی طرح جھلملاتے ہوئے بادلوں کے اوپر باوقار انداز میں کھڑی ہوئی تھی۔ اس چوٹی کو دیکھ کر اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اپنے گھر واپس جا رہا ہو۔ جب اسے پارٹی تنظیم کی جانب سے یہ اطلاع دی گئی تھی کہ اسے پارٹی میں ' جسے وہ اپنا گھر سمجھتا تھا ' دوبارہ شامل ہونے کی اجازت دے دی گئی ہے تو اس وقت بھی اس کے یہی احساسات تھے۔ لیکن بائیس سال کے طویل وقفے کے بعد ' اب نیونیو کیا کر رہی ہو گی؟ ای ژو بہت حساس اور جذباتی آدمی تھا اور یہی اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ اگر وہ ای ژو نہ ہوتا تو یہ کبھی محسوس نہ کرتا کہ اسے یہاں واپس آ کر نیونیو کے سامنے اظہار ممنونیت کرنا چاہئے ' جس نے اس کی جان بچائی تھی ' اور جو اس سے سچی محبت کرتی تھی۔ شاید اس کی واپسی نیونیو کے ذہنی سکون میں خلل ڈال سکتی کیوں کہ وہ اب کئی بچوں کی ماں بن چکی ہو گی! یہی وجہ ہے کہ وہ پورے سفر کے دوران میں اپنے عاجلانہ اقدام پر پچھتا رہا تھا اور خود کو قصوروار ٹھہرا تا رہا تھا کہ اس نے واپس آنے کا فیصلہ کیوں کیا تھا۔ اب پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی اسے راستہ دکھا رہی تھی ' اور وہ یہ سوچنے لگا کہ اس کا فیصلہ درست تھا۔ بہت جلد وہ ان لوگوں کے درمیان ہو گا ' جن سے وہ محبت کرتا تھا۔ نیونیو ' خالہ کو ' جو اس طرح اس کی دیکھ بھال کیا کرتی تھی جیسے وہ اسی کا بیٹا تھا ' اور گاؤں کے وہ لوگ جنہوں نے آٹھویں روٹ فوج کے اس کم سن سپاہی کو جوان ہوتے دیکھا تھا۔ ہاں ' وہاں محبت کے کئی زاویے تھے: نیونیو

کی محبت ' خالہ کوکی محبت اور آٹھویں روٹ فوج اور کمیونسٹ پارٹی کے لئے لوگوں کی محبت۔ وہ اپنی گم شدہ محبت کو تلاش کرنے آیا تھا! یہیں ' یانگ چیاؤ ناؤ میں اس نے پی چینگ کی راہ نمائی میں پہلی بار چھاپا مار لڑائی میں حصہ لیا تھا ' اور پھر اصلاحات اراضی اور سیاسی اقتدار کو مستحکم کرنے کے دور میں سرگرمی سے اپنا کردار ادا کیا تھا۔

"نیونیو! کیا تمہیں وہ کم سن سپاہی اب بھی یاد ہے جس کے پاس ایک چھوٹی سی بندوق ہوتی تھی ؟" وہ بے یقینی سے سوچتا رہا۔

وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا ' اور بس "کنول تالاب کمیون" کی طرف چڑھتی چلی جا رہی تھی ' اور اس کی کھڑ کھڑاتی ہوئی لوری سن کر بہت سے مسافر سو گئے تھے۔

(۲)

ای ژو نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک دن وہ چھائی دام * سے اس قصبے میں واپس آ سکے گا۔

وہ سرمئی مائل رنگ کی اس عمارت کے سامنے کھڑا ہوا تھا ' جہاں سے وہ بہت پہلے رخصت ہوا تھا۔ اس نے سرسری نظروں سے عمارت کا جائزہ لیا ' جس کا رنگ وقت کے ساتھ

* چھائی دام طاس صوبہ چھینگ ہائی میں واقع ہے جس کا رقبہ ۲ لاکھ مربع کلو میٹر ہے۔ اس طاس میں صحرا ' پہاڑیاں ' میدانی علاقے اور جھیلیں شامل ہیں۔ اس کے جنوب مشرقی حصے میں وسیع دلدل اور جھیل پھیلی ہوئی ہے۔ "چھائی دام" سے مراد منگول زبان میں "نمک کا دلدل" ہے۔ (مترجم)

ساتھ اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا' اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بائیس سال کی غیر حاضری کے بعد اس نے پہلی بار شیشے کا وہ دروازہ کھولا' اور اسے محسوس ہوا کہ اسے اس کی پرانی زندگی واپس مل گئی ہے' جب وہ میلے کچیلے لباس میں ہوتا تھا' اور اس کے سر پر ناتراشیدہ لمبے بال لہراتے رہتے تھے۔ دروازے کے شیشے پر دو مہربان اور معصوم آنکھوں کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے پرانے' آشنا چہروں کی تلاش میں نظریں دوڑائیں' لیکن اسے ایک بھی واقف کار دکھائی نہ دیا۔ وہ کئی کمروں میں گیا' لیکن ہر جگہ انتہائی سرد لہجے میں اس کا خیر مقدم کیا گیا' "تم کس سے ملنا چاہتے ہو؟" اور بعض لوگوں کا سلوک تو اس سے بھی بدتر تھا' کیوں کہ وہ کچھ پوچھنے کے بجائے انتہائی سرد مہری سے اسے گھورنے لگتے۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے سابق ایڈیٹر کے دفتر میں گیا' جہاں بالآخر اسے کئی آشنا چہرے نظر آئے۔ تاہم ان میں کسی نے بھی اسے آتے نہیں دیکھا۔ وہ جس میز پر بیٹھ کر کام کرتا تھا' اس کے سامنے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔ وہ اسے پہچان نہ سکا۔ وہ سنہری فریم کی درآمد شدہ عینک پہنے ہوئی تھی جس نے اس کے ایک تہائی چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی' جس کی وجہ سے وہ کسی قدر گھبراہٹ محسوس کرنے لگا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ بلند آواز میں وہی الفاظ دوہرا دے جنہیں چھٹے عشرے کے دوران میں ڈائریکٹر پی اکثر دردمندانہ لہجے میں دوہرایا کرتا تھا: "اگر تم اخبار کے دفتر کو جاگیردار کی حویلی میں تبدیل کر دو گے' تو عوام کی آواز سننے سے محروم ہو جاؤ گے۔ تمہیں عوام میں گھل مل جانا چاہیے' جس طرح ہم پرانے زمانے میں آزاد شدہ علاقوں میں کیا کرتے تھے' ان کے ساتھ ایک ہی کھانگ پر سوتے تھے' اور مل جل کر زندگی بسر کرتے تھے..." ای ژو نے اس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے

سوچا' "تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو' کامریڈ! میں تمہیں کھانہیں جاؤں گا' اور نہ میں تمہارا پرس چرانے آیا ہوں!"

"ای ژو' یہ تم ہو؟" کسی نے پرجوش لہجے میں چلا کر کہا۔

"ہاں' میں ہوں' 'تین فنا'!"

یہ سن کر بہت سے لوگ ہنس پڑے۔ ان دنوں میں نہ صرف اس کے پرانے ساتھی' بلکہ وہ لوگ بھی جنہوں نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا' پیار سے اس کے لئے یہی نام استعمال کرتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ جب ای ژو صرف سولہ سترہ سال کا تھا اور اس کا قد کم و بیش قرابین بندوق جتنا تھا' تو وہ "روزنامہ شینشی۔ چاہار۔ ھیبے" میں جنگی خبروں کی ایڈیٹنگ کیا کرتا تھا۔ چھٹے عشرے میں وہ اپنے دفتر کا ایک ممتاز اخبار نویس بن کر سامنے آیا۔ ان برسوں میں وہ رپورٹنگ کے لئے دور دور تک سفر کرتا تھا اور حکومت کے مختلف منصوبوں کے بارے میں بڑی سرگرمی کے ساتھ مضامین لکھا کرتا تھا۔ اسے پان من جوم کے مذاکرات امن کی رپورٹنگ کے لئے کوریا بھی بھیجا گیا تھا۔ تمام نوجوان صحافیوں کی نظروں میں وہ ایک سچا' پیشہ ور صحافی تھا۔

ای ژو ایک "پیشہ ور نامہ نگار" تھا' اور بڑی آسانی سے اجنبیوں کو اپنا دوست بنا لیتا تھا۔ اب اپنے اس پرانے کمرے میں اس نے باری باری نئے دوستوں سے ہاتھ ملایا۔ جب وہ کھڑکی کے قریب رکھی ہوئی میز کی طرف بڑھا تو وہ خوب صورت اور نازک اندام عورت کھڑی ہو گئی۔ پھر جیسے ہی اس نے اپنی سنہری فریم کی عینک اتاری' اس نے اس کا آشنا' دل کش چہرہ پہچان لیا۔

"لینگ سونگ..."

وہ خاموش رہی اور دل کش انداز میں مسکراتی رہی۔ اس کی پر خلوص مسکراہٹ یہ بتا رہی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تھے اور اب اس ملاپ کی خوشی کا اظہار کرنے کے لئے انہیں الفاظ کی ضرورت نہیں تھی۔ ای ژو کو یاد آیا' بائیس سال پہلے وہ شاعرانہ زبان میں عنفوان شباب سے گزر رہے تھے۔ اس زمانے میں جب وہ اس کے مضمون پر نظر ثانی کرنے کے بعد' بلکہ اسے نئے سرے سے تحریر کرنے کے بعد اسے چھاپا خانے میں بھیجتا تو اس وقت بھی وہ اسی طرح دل کش انداز میں اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا کرتی تھی۔ پھر وہ سرگوشی کے انداز میں اسے یہ بتاتی تھی کہ دفتر میں کیا کیا واقعات رونما ہوئے۔ اسے اس کے خوب صورت بال بہت دل کش لگتے تھے۔ وہ اس کی ہنسی سن کر مسحور ہو جاتا تھا' جو نقرئی گھنٹیوں کی آواز کی طرح گونجا کرتی تھی۔ اور اس کے بدن سے پھوٹتی ہوئی خوش بو اسے بے چین کر دیتی تھی۔ وہ اس کے اندر جس قسم کے احساسات ابھارتی تھی' انہیں وہ ناپسند کرتا تھا کیوں کہ بہ ہر صورت وہ اس کے بہترین دوست کی بیوی تھی۔ ان تمام عورتوں کی طرح جو شہرت کے پیچھے بھاگ رہی تھیں' وہ بھی ایک مشہور صحافی بننے کا خواب دیکھ رہی تھی۔

لینگ سونگ ادارتی عملے کی عورتوں میں سب سے زیادہ بیش قیمت اور خوب صورت لباس پہنا کرتی تھی۔ لیکن اب اس نے اپنی عینک اتاری تو ای ژو نے دیکھا کہ وقت نے اس کے چہرے پر اپنے نشانات ثبت کر دیئے ہیں' جھریاں ہلکی سہی' لیکن صاف نظر آ رہی تھیں۔ تاہم وہ خود کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کا سلیقہ رکھتی تھی۔ وہ اپنے پرکشش لباس میں توانا اور کم عمر نظر آ رہی تھی۔ خاص طور پر جب وہ دھیرے سے مسکراتی تھی' تو اور زیادہ تر و تازہ نظر آتی تھی۔

کیا پورے دفتر میں کوئی ایسا شخص تھا جسے' ۱۹۵۷ء میں لینگ سونگ کے شوہر کی وفات

کے بعد' ان دونوں کے معاشقے کا علم نہیں تھا؟ ایسی خبریں پر لگا کر اڑتی ہیں ۰۰۰ اس وقت ای ژوان پرانی یادوں کو تازہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کچھ یادیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں بھول جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔

"کیسی ہو؟" اس نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔

وہ دل کش انداز میں مسکرانے لگی۔ اس کے انداز میں یہ مفہوم مضمر تھا کہ جذبات کا اظہار کرنے کے لئے خاموشی الفاظ سے زیادہ پر اثر ثابت ہوتی ہے۔ ای ژو نے پلٹتے ہوئے دوسرے لوگوں سے پوچھا' "کامریڈ پی چینگ کا دفتر کہاں ہے؟"

پی چینگ اس وقت کہاں تھا' اس بارے مین لوگ مختلف قسم کی قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ انہوں نے کئی دنوں سے اپنے لیڈر کو نہیں دیکھا تھا۔ ان دنوں عوام کے درمیان اس کا اخبار تیزی سے مقبولیت حاصل کر رہا تھا۔ سرکولیشن اور خریداروں کی تعداد میں اضافے سے یہ ثابت ہو گیا تھا کہ معنوی اعتبار سے اخبار کا معیار بلند ہونے سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن کامریڈ پی چینگ کہاں تھا؟ کیا وہ مضمون لکھوانے کے لئے لوگوں سے رابطہ قائم کرنے گیا ہے؟ یقیناً' لینگ سونگ کو اس کا علم ہونا چاہئے۔

"میں نے باجی حہ ژو سے سنا ہے کہ وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے!" لینگ سونگ نے بتایا' اور اپنے فیشن ایبل گھنگھریالے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ پھر وہ پوچھنے لگی' "تمہیں معلوم ہے' آج کل وہ لوگ کہاں رہتے ہیں؟ وہ ایک نئی جگہ پر منتقل ہو گئے ہیں' اور اسے تلاش کرنا آسان نہیں ہے۔ دیکھو' میں اپنا مضمون مکمل کر چکی ہوں ۰۰۰" یہ کہہ کر اس نے اپنا مضمون' جو چاند گرہن کی سائنسی توضیح کے بارے میں تھا' اپنے گروپ لیڈر کے ہاتھ میں تھما دیا۔

ای ژو نے سوچا کہ حال ہی میں یہاں چاند گرہن ہوا ہو گا۔ اتنے سال گزر جانے کے باوجود لینگ سونگ ابھی تک بندھے ٹکے موضوعات پر مضامین لکھ رہی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس دوران میں دانش ورانہ سطح پر اس نے بہت معمولی سی ترقی کی تھی' اور وہ اپنا وقت اپنے گھنگھریالے بالوں پر ضائع کرتی رہی تھی۔ پھر اس نے ای ژو پر ایک چھچھلتی ہوئی نظر ڈالی۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس کے نتھنوں میں خفیف سی حرکت ہوئی' وہ مسکرائی' ہونٹ ذرا سے کھلے اور سفید سفید دانت چمک اٹھے۔ شاید وہ یہ کہنا چاہتی تھی' "تمہیں مجھ سے یہ کہنا ہو گا کہ میں تمہارے ہم راہ چلوں۔" بعض اوقات' ایک ذہین' خوب صورت عورت اپنی خواہش کا اظہار کرنے کے لئے یہ انداز بھی اختیار کرتی ہے!

"ازراہ کرم' مجھے ان کا پتا بتا دو! اگرچہ میں چھائی دام سے آیا ہوں' لیکن ان کا گھر ڈھونڈ نکالوں گا۔" اخبار کے دفتر سے باہر آنے کے بعد اس نے سوچا کہ اس کا فیصلہ درست ہی تھا۔ بہ ہر حال' بعض باتوں کو بھول جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔

قصبہ پہلے جیسا تھا' البتہ سڑکوں پر خاصی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔ ای ژو بیس سال سے بھی زیادہ عرصے سے چھائی دام طاس کے وسیع اور ویران علاقے میں رہائش پذیر تھا' جہاں میلوں تک کوئی ذی روح نظر نہیں آتا۔ اس کے لئے تو دور سے ابھرتی ہوئی کتے کے بھونکنے کی آواز بھی کشش رکھتی تھی۔ اب وہ لوگوں کے ہجوم میں گزر رہا تھا تو اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا جیسے وہ نمک کے کسی ایسے تالاب میں گر گیا ہو' جہاں وہ نہ ڈوب سکتا تھا اور نہ تیر سکتا تھا۔

تاہم' جب باجی حہ نے اس کے لئے دروازہ کھولا تو اس نے سکون کا سانس لیا' جارحانہ مزاج رکھنے والی اس غصہ ور عورت کے بال سفید ہو چکے تھے۔

"کیا تمہیں لاؤ پی کا تار مل گیا تھا؟ اس کا خیال تھا کہ تم ہوائی جہاز سے آؤ گے۔"

"میں نے ہوائی جہاز کا ٹکٹ خرید لیا تھا' لیکن پھر اسے واپس کر دیا۔ ایک تبتی بوڑھے' داداوانگ توئی نے ایک بار مجھ سے کہا تھا' 'یاک گھوڑے سے زیادہ تیز رفتار نہیں ہوتی' لیکن وہ قدم قدم فاصلہ طے کرتی ہوئی لہاسا تک پہنچ سکتی ہے! نوجوان' ذرا سوچو' اب تک کتنے شہ سوار گھوڑے کی پشت سے لڑھک چکے ہیں!' میرے خیال میں اس کے الفاظ میں خاصا وزن ہے•••" یہ کہہ کر ای ژو بے اختیار ہنس پڑا۔

"بکواس! میرے خیال میں تو تم ہوائی جہاز پر سفر کرنے سے ڈرتے ہو۔ لیکن ماضی میں تمہیں کسی بھی چیز سے خوف نہیں آتا تھا۔"

"چھوڑو' یہ بتاؤ' کہ پی کہاں ہے؟"

"وہ کئی دنوں تک تمہارا انتظار کرتا رہا۔ تم نہیں آئے تو وہ کہیں چلا گیا۔"

"آخر وہ ہے کہاں؟" اس نے محسوس کیا کہ پی چینگ کی طبیعت میں بے چینی اور اضطراب کا عنصر ابھی تک کم نہیں ہوا۔

"معلوم نہیں۔ لیکن وہ پہلے کی طرح کام میں جٹا رہتا ہے۔ دیکھو' وہ اتنی عجلت میں تھا کہ اپنی پیٹ کے درد کی گولیاں بھی لے جانا بھول گیا۔" پھر اس نے سوال کیا' "تم اخبار کے دفتر میں گئے تھے؟"

ای ژو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں' اور محسوس کیا کہ برسوں پہلے کی طرح کمرے میں کتابوں اور تصویروں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ پی کے رہن سہن کا ڈھنگ اب بھی وہی تھا۔

"تمہاری لینگ سونگ سے ملاقات ہوئی؟" حہ ژو نے بڑی فکرمندی کے ساتھ ای

ژو کی طرف دیکھا، جسے ہمیشہ سے اس خاندان کے ایک فرد کی حیثیت حاصل تھی۔ پی چینگ سے اس کی دوستی کا رشتہ بہت پہلے استوار ہوا تھا، جب شدید لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا۔

"لینگ سونگ کی زندگی کا راستہ بھی ہموار نہیں رہا۔ زندگی بعض اوقات ایک بڑا چکر لگا کر دو آدمیوں کو یک جا کر دیتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"اس سے ملاقات تو ہوئی تھی، لیکن میں اس سے پہلو بچا کر چلا آیا۔" ای ژو نے جواب دیا۔

"بکواس! ۰۰۰" باجی حہ نے اسے ڈانٹا، اگرچہ وہ ابھی صرف پانچ منٹ پہلے ہی آیا تھا۔

بعض اوقات چاند بادلوں میں چھپ جاتا ہے، اور بعض اوقات اسے گہن بھی لگ جاتا ہے۔ اچانک اسے خالہ کو کی سنائی ہوئی کہانی یاد آئی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب آسمانی کتا چاند کو کھانے لگتا ہے تو اس میں گہن لگ جاتا ہے۔ غالباً خالہ کو کی اس توضیح نے ہی اسے یانگ چیاؤ تاؤ آنے پر مجبور کیا تھا۔

لینگ سونگ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی، مسکراتی ہوئی اس کی طرف چلی آ رہی تھی۔ وہ سفید رنگ کی چست قمیص پہنے ہوئے تھی، جس میں اس کا حسن اور وقار اور زیادہ نکھر آیا تھا۔ اونچے کالر کے اوپر اس کی نازک اور متناسب گردن لو دے رہی تھی۔ اس کے چہرے کی خوب صورتی اب بھی برقرار تھی اور وہ شبنم میں بھیگے ہوئے پھول کی طرح تر و تازہ نظر آ رہا تھا۔ یہ چہرہ اس کے قریب، اور قریب آتا گیا۔ ای ژو کو الگ ہٹنے کی مہلت نہیں ملی۔ اس نے اپنا سرد، یخ رخسار اس کے رخسار پر رکھ دیا۔ اچانک اس نے زور سے اپنا سر ہلایا ۰۰۰ اور اس کی آنکھ کھل گئی۔ اب اسے احساس ہوا کہ وہ سو گیا تھا، اور اس کا چہرہ بس کی کھڑکی سے چپکا ہوا تھا!

یہ کتنا مضحکہ خیز خواب تھا! تاہم' اس میں کسی قدر حقیقت کا رنگ بھی جھلک رہا تھا۔
اس نے خود سے سوال کیا' "شاید خوابوں میں کسی قدر صداقت ضرور ہوتی ہے؟"

پرانی بس اچانک رک گئی۔ کچھ مسافر اتر کر زینہ نما کھیت کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے لمبے لمبے پائپ نکال کر تمباکو نوشی میں مصروف ہو گئے۔ وہ دور' آسمان کو دیکھتے رہے' جیسے نرم لہجے میں کہہ رہے ہوں' "نوجوان ڈرائیور' آرام سے کام کرو' ہمیں کوئی عجلت نہیں ہے۔ بعض اوقات گدھا بھی کام کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ بس کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔" دوسرے مسافر محض وقت گزاری کے لئے اس لڑکی کے گرد جمع ہو کر یہ دیکھنے لگے کہ وہ انجن کا نقص کس طرح دور کرتی ہے۔ وہ بس کے اگلے حصے پر' اکڑوں بیٹھ گئی اور بونٹ کھول کر انجن کا نقص تلاش کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس کا خوب صورت چہرہ تیل اور پسینے میں شرابور ہو گیا۔ اس نے اوپر کی طرف دیکھا' اور چلا کر کہا' "ماما' ایک دفعہ اور دباؤ!"

اس وقت ای ژو کے علاوہ بس پر صرف ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ عورت اس لڑکی کی ماں ہے۔ بیٹی کی طرح اس کے بال بھی مختصر اور شانے چوڑے تھے۔ وہ ڈرائیور کی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے غلطی سے بریک پر پاؤں رکھ دیا۔ اس پر وہ لڑکی چیتے کی طرح اچھلتی ہوئی جلے کٹے لہجے میں اپنی ماں سے کہنے لگی' "بریک نہیں ایکسیلریٹر!..."

ای ژو جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچنے کے لئے بے چین تھا۔ چناں چہ وہ لڑکی کی مدد کرنے کے ارادے سے نیچے اتر آیا۔ اس سلسلے میں وہ خاصا تجربہ رکھتا تھا' اور چھائی دام میں بیس سال سے ٹوٹی پھوٹی کاروں کی مرمت کرتا رہا تھا۔

"شین شین! تمہارا کام ختم نہیں ہوا؟" لڑکی کی ماں مضطرب نظر آ رہی تھی۔ لڑکی نے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا' "ماما' مسافر تو کوئی شکایت نہیں کر رہے ہیں' پھر آپ کو کیا عجلت ہے!"

اس کی ماں ڈرائیور کی نشست کے پہلو والے دروازے سے نیچے اتر آئی۔ "وہ انتظار کر سکتے ہیں' لیکن میں نہیں کر سکتی۔ میں جا رہی ہوں' پہاڑی عبور کر کے پہنچ جاؤں گی۔" معلوم نہیں' اسے اتنی عجلت کیوں تھی۔ اچانک ای ژو کو ایک جھٹکا سا لگا' اس عورت کی آواز اتنی آشناسی کیوں تھی؟

"ماما! ..." اس کی بیٹی بڑبڑانے لگی۔

"شین شین! گھبراؤ مت! میں جا رہی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ تیز تیز قدموں سے چل پڑی۔

ای ژو نے بے چینی سے سوچا' کاش وہ ایک بار پلٹ کر دیکھے' تاکہ وہ اس کے چہرے پر نظر ڈال سکے۔ لیکن یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ دانستہ طور پر اسے اپنا چہرہ نہیں دکھانا چاہتی تھی۔ جب تک وہ بس کے اگلے حصے کی طرف پہنچتا' اس وقت تک وہ عورت بہت دور جا چکی تھی۔ وہ پیچھے کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اسے اس کا انداز جانا پہچانا سا لگا۔

آخر کار پرانا انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ شین شین اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں فتح مندی کا احساس چمک رہا تھا۔ اس نے مسرت آمیز انداز میں اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ لہرایا' جو بہت دور نکل چکی تھی۔ پھر اس نے مسافروں سے کہا کہ وہ بس پر سوار ہو جائیں' اور ان کا وقت لینے پر ان سے معذرت کرنے لگی۔ ای ژو ان پہاڑی لوگوں کا صبر و تحمل دیکھ کر حیران رہ گیا۔ شکایت کرنے کے بجائے انہوں نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا'

"تمہاری ماں کے برعکس، ہم لوگ اور بھی دیر تک انتظار کر سکتے ہیں۔ کیا سب ٹھیک ہو گیا؟" لیکن ای ژو کو اچھی طرح معلوم تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ اس نے پیشہ ورانہ انداز میں مطلع کیا، "مجھے اندیشہ ہے کہ یہ زیادہ دور تک نہیں جا سکے گی۔"

شین شین نے غصے سے اس کی طرف دیکھا، اور کہا، "تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو؟ بس پر سوار ہو جاؤ، ورنہ ہم تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے!" وہ ناک بھوں چڑھاتے ہوئے، اچھل کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

وہ اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے ہنسنے لگا، "جیسی تمہاری مرضی۔

بس نے ابھی تھوڑا ہی سا فاصلہ طے کیا تھا کہ اس کا انجن بند ہو گیا۔ شین شین نیچے اتر کر مسکراتی ہوئی اس کے پاس آئی، "کیا تمہیں بس کمپنی نے بھیجا ہے، یہ دیکھنے کے لئے کہ مزدوروں، کسانوں اور تاجروں کی کو آپریٹو اپنا کام کس طرح انجام دے رہی ہے؟"

ای ژو ساحل اٹلانٹک سے آئی ہوئی یہ نئی اصطلاح ایک بار پھر سن رہا تھا! وہ زور سے ہنس پڑا۔ پھر اسے بتایا گیا کہ مختصر فاصلوں کے لئے ٹرانسپورٹ کی یہ سہولت ٹریکٹر اسٹیشن نے فراہم کی تھی تاکہ دیہات کے باشندوں کو اپنا سامان کاندھے یا پشت پر اٹھا کر لے جانے کی تکلیف سے چھٹکارا مل سکے۔ جاپان کے خلاف جنگ مزاحمت کے دوران میں وہ اناج اور خوراک اٹھا کر پہاڑیوں پر پہنچایا کرتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جب وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ہوا اوپر چڑھتا تھا تو اسے کس قدر مشکل پیش آتی تھی۔ لڑکی کی بے تکلفی اور اس کے ہونٹوں پر بکھری ہوئی مسکراہٹ نے اس کا دل موہ لیا۔ چناں چہ اس کی درخواست سننے کے بعد وہ نیچے اتر کر بس کے انجن کی طرف بڑھا۔ تاہم، اب اسے اتنی جلدی بھی نہیں تھی۔ اس نے اپنی دونوں شکر قندیاں نکالیں اور ایک شکر قندی شین شین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا، "شین شین،

کھاؤ! تمہیں بھوک لگی ہوگی۔ "

شین شین نے بلا تکلف شکر قندی لے لی، اور اس کا ایک بڑا سا ٹکڑا کاٹ کر منہ میں بھر لیا۔ پھر اسے نگلنے سے پہلے ہی وہ بول اٹھی، "شہد کی طرح میٹھی ہے! یہ ہمارے یانگ چیاؤ ناؤ کی ہے!"

ای ژو نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا، "کیا تم اسی چھوٹے سے پہاڑی گاؤں کی رہنے والی ہو؟"

شین شین کے منہ میں شکر قندی بھری ہوئی تھی، اس لئے اس نے محض اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہاری ماں بھی یانگ چیاؤ ناؤ کی رہنے والی ہے؟"

وہ بے اختیار ہنس پڑی، کیوں کہ اس کے خیال میں یہ ایک احمقانہ سوال تھا۔ "یہ شہد جیسی میٹھی شکر قندی ایک نئی قسم کی شکر قندی ہے، جو میری ماما کی اختراع ہے۔ جانتے ہو، لوگوں نے اسے کیا نام دیا ہے؟ وہ اسے 'نیو نیو' کہتے ہیں، جو میری ماما کا نام ہے!"

یہ نام سن کر ای ژو سکتے میں آ گیا۔ پھر اس نے اپنی نیو نیو کی تلاش میں دور پہاڑی کی طرف دیکھا۔ اس کا ہیولا ایک مبہم سے نقطے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ وہ پہاڑی کا نصف فاصلہ طے کر چکی تھی، اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے ہوئے اوپر چڑھتی جا رہی تھی۔ ای ژو نے ایکا ایکی میں پلٹ کر شین شین کی طرف دیکھا۔ وہ سوچنے لگا، "اب اس کی ایک بیٹی بھی ہے! یہی وجہ ہے کہ وہ مجھ سے اپنا چہرہ چھپا کر جلدی سے چلی گئی..."

اس نے شکر قندی کا ایک ٹکڑا کاٹ کر منہ میں بھر لیا۔ شکر قندی میٹھی تھی، لیکن اس کی مٹھاس اس کے تاسف کی تلخی کو ختم نہیں کر سکتی تھی۔ مجھے یہاں نہیں آنا چاہئے تھا! مجھے

اس کا ذہنی سکون تباہ کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا!

(۳)

کھڑکی کے باہر، خوب صورت چاندنی میں نہائے ہوئے پیڑ باوقار انداز میں رقص کر رہے تھے۔ ای ژوکمیون کے گیسٹ ہاؤس میں تھا، اور اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ نیونیو اور اس کی چہیتی بیٹی کو دیکھ کر اس کے دل کو اداسی نے اپنی گرفت میں لے لیا تھا؟ کیا اس کی وجہ یہ الم ناک خبر تھی کہ خالہ کو فوت ہو چکی ہے؟ یا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ساتھ والے کمرے میں سویا ہوا مہمان زور زور سے خراٹے لے رہا تھا اور اسے پی چینگ کی یاد دلا رہا تھا؟

پرانے زمانے میں، ایسی خوب صورت چاندنی راتوں میں وہ بستر سے اٹھ کر جلدی جلدی کپڑے پہنتا تھا اور پی چینگ کے ساتھ یانگ چیاؤ ناؤ جانے کے لئے سب سے اونچی چوٹی کی طرف چڑھنے لگتا تھا۔ وہ تالاب کے کنارے پہنچ کر صاف شفاف، میٹھے پانی کے گھونٹ بھرتا، اور پھر وہ دونوں یانگ چیاؤ ناؤ کی طرف دوڑنے لگتے۔ راستے میں پی چینگ خنک ہوا سے لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے کوٹ کے بٹن کھول دیتا تھا۔ وہ این۔ آستراوسکی کے ناول "جب جذبہ فولاد بنا" کے کرداروں، پاویل اور تانیا کی محبت کے بارے میں باتیں کرتا رہتا، یا پھر لو شیون کے کردار اے کیو کا ذکر کر چھیڑ دیتا، جو چینی کسانوں کے احساسات کی ترجمانی کرتا تھا۔

۰۰۰ تھوڑی دیر بعد وہ گھر پہنچ جاتے۔ نیونیو اور خالہ کو ان کا انتظار کر رہی ہوتیں۔ دونوں کھجور کی میٹھی' خوش بودار شراب پیتے' اور جلد ہی اونگھنے لگتے۔ تھوڑی ہی دیر میں پی چینگ کھانگ پر لیٹ کر زور زور سے خراٹے بھرنے لگتا۔

اس وقت ساتھ والے کمرے کے آدمی نے بھی اس کی نیند حرام کر دی تھی' لیکن اس کے خراٹے پی کے خراٹوں سے زیادہ زوردار نہیں تھے۔ جب ای ژو پہلے پہل یانگ چیاؤ ناؤ آیا تھا' تو اس کی عمر لڑکوں کی لیگ کے لیڈر سے کچھ ہی زیادہ تھی۔ اس کی نیونیو بھی اس وقت ایک چھوٹی سی لڑکی تھی' اور اس کے سر پر دو چھوٹی چھوٹی چٹیائیں نظر آیا کرتی تھیں۔ وہ مسکراتے ہوئے پی چینگ سے کہا کرتی تھی' "ڈائریکٹر پی' آپ کے خراٹے بہت شان دار ہوتے ہیں!"

ایسے موقع پر خالہ کو مسکرا کر نیونیو کو ڈانٹنے لگتی۔

پی چینگ ہنس پڑتا' "خالہ کو! میں بہت شرمندہ ہوں' آپ دونوں کو میرے خراٹوں کی وجہ سے زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ تو آپ کو برداشت کرنا ہی پڑے گا۔ جب میں ین آن میں تھا تو میں نے کئی غیر ملکی ڈاکٹروں سے مشورہ کیا تھا' لیکن وہ بھی اس کا علاج نہ کر سکے۔ بس' اب جاپانیوں کی شکست تک انتظار کرو۔"

"کیوں؟" نیونیو پوچھ بیٹھتی' "کیا اس کے بعد آپ خراٹے نہیں لیا کریں گے؟"

وہ چٹکی سے اس کی ناک دباتے ہوئے کہتا' "نہیں' پھر میں یانگ چیاؤ ناؤ سے چلا جاؤں گا ۰۰۰ اور کھجور کی خوش ذائقہ شراب سے محروم ہو جاؤں گا۔"

"اور ہم تمہارے خراٹوں سے محروم ہو جائیں گے ۰۰۰" خالہ کو کے اس جملے کا مفہوم کافی عرصے بعد اس کی سمجھ میں آیا۔

"واقعی' یہ باتیں ماضی کا حصہ بن چکی ہیں۔ ..." ۱۹۵۷ء میں پارٹی برانچ کی ایک میٹنگ میں ای ژو پرانے واقعات کے حوالے سے ان خراٹوں کا ذکر کر رہا تھا' "اب خالہ کو ڈائریکٹر پی کے طوفانی خراٹے سنائی نہیں دیتے۔ میں اس کے سکریٹری کی حیثیت سے برسوں سے اس کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ لیکن اب مجھے بھی شاذ و نادر ہی اس کے خراٹے سنائی دیتے ہیں۔ وہ ان دنوں دفتری اور سیاسی میٹنگوں میں مصروف رہتا ہے۔ جو وقت باقی بچتا ہے' کامریڈ حہ ژو اس کو ادھر ادھر دوڑاتی رہتی ہے۔ پچھلی بار خالہ کو آئیں تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرنے کے لئے پانچ منٹ بھی نہ نکال سکا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ خالہ کو کا خیال رکھنا' اور چلا گیا۔ خالہ کو اس کے لئے کھجور کی شراب کی چار بوتلیں' خشک کھجور اور اخروٹ لے کر آئی تھیں۔ ..."

ای ژو کئی سالوں تک پی چینگ کے ساتھ کام کر چکا تھا' اور اس نے اس سے یہ سبق سیکھا تھا کہ بہت زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ مثال کے طور پر' اس نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی تھی کہ پی چینگ نے کس طرح اس کے ہاتھ پر پانچ یوان کے نوٹوں کی ایک گڈی رکھتے ہوئے کہا تھا' "ازراہ کرم' یہ خالہ کو کو دے دینا' اور ان سے کہنا کہ وہ تمہارے ساتھ رہیں۔ آٹھ دس دن کی چھٹی لے لو تاکہ ان کے ساتھ رہ سکو۔ میں ایڈیٹنگ آفس سے اس کی منظوری دلا دوں گا۔ وہ جو بھی چیز چاہیں' انہیں لے کر دے دینا۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ حہ ژو انہیں ہمارے گھر میں نہیں رہنے دینا چاہتی۔ شراب کی یہ بوتلیں بھی تم اپنے ساتھ لے جانا' کیوں کہ میری بیوی پاناما کی نمائش میں انعام یافتہ شرابوں کے علاوہ کسی اور شراب کو ہاتھ تک نہیں لگاتی۔ "

ای ژو کو اندازہ تھا کہ حہ ژو نے پی پر کسی قدر دباؤ ڈالا ہو گا۔ اس نے نوٹ لینے سے

انکار کر دیا' اور کہا' "تم سمجھتے ہو کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں؟"

پی چینگ نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا' "یہ نوٹ کسی بھی طرح میری شرمندگی کا ازالہ نہیں کر سکتے۔" پھر وہ غصے سے بولا' "ہم جاپانیوں سے لڑ سکتے ہیں' دشمنوں کو شکست دے سکتے ہیں لیکن ادنیٰ بورژوا ذہنیت کو ختم نہیں کر سکتے۔"

ای ژو نے دردمندی سے پی کی طرف دیکھا۔ وہ بھی ان دنوں ایک جذباتی بحران سے گزر رہا تھا۔ لینگ سونگ جس کا شوہر حال ہی میں فوت ہو گیا تھا' بری طرح اس کے پیچھے پڑ گئی تھی اور اس پر دباؤ ڈال رہی تھی کہ وہ نیونیو کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس کا ہو جائے۔

خالہ کو کو پی چینگ کی مجبوری کا علم تھا' اس لئے وہ اس سے ناراض نہیں ہوئیں۔ آزادی کے بعد وہ تیسری بار اس سے ملنے کے لئے شہر آئی تھیں۔ وہ ای ژو کے ساتھ کنوارے مردوں کی اقامت گاہ میں چلی آئیں جو اخبار کی عمارت کی پشت پر تھی۔ پانچ منزلہ عمارت کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے انہوں نے دھیرے سے کہا' "مجھے معلوم ہے 'لاؤ پی' اب ایک بہت اہم کادر بن چکا ہے۔ ویران پہاڑی وادی سے آنے والی مجھ جیسی بوڑھی عورت ان کے شان دار مکان میں رہنے کی اوقات نہیں رکھتی۔" ای ژوان کا مطلب اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اگر پی چینگ کی خوب صورت 'نوجوان بیوی اس مکان میں نہ ہوتی' تو خالہ کو زندگی بھر پی چینگ کے ساتھ رہ سکتی تھیں۔ ای ژو کو یاد آیا کہ آزادی کے بعد جب خالہ کو پہلی بار ان کے گھر گئی تھیں تو کس طرح انہوں نے حہ ژو ناراض کر دیا تھا۔ وہ ان کی ملازمہ کو حہ ژو کی ماں سمجھ بیٹھیں اور انہوں نے اس سے یہ کہہ دیا کہ تمہاری بیٹی بہت خوب صورت ہے۔ پھر انہوں نے حہ ژو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بڑی خوش قسمت ہے کہ اسے پی جیسا شان دار شوہر مل گیا' وہ زور زور سے خراٹے ضرور لیتا ہے لیکن جب وہ اس کی عادی ہو جائے گی تو اسے زیادہ

کوفت محسوس نہیں ہوگی۔ حہ ژو نے اس بات کا برا نہیں منایا۔ وہ ہنس پڑی اور اس طرح یہ بات آئی گئی ہو گئی۔ لیکن خالہ کو کی دوسری باتیں اسے بہت بری لگیں۔ جب خالہ کو کو معلوم ہوا کہ وہ بوڑھی عورت ان کی ملازمہ ہے' تو انھوں نے سر ہلاتے ہوئے حہ ژو سے کہا' ''تم جوان اور مضبوط ہو' تمہیں ملازمہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟'' پھر وہ پی کی طرف مڑتے ہوئے فہمائشی لہجے میں بولیں' ''تم وہی آٹھویں روٹ فوج کے سپاہی ہو؟''

۱۹۵۴ء میں وہ دوسری بار پی سے ملنے گئیں۔ یہ قومی خوش حالی کا زمانہ تھا' اس لئے وہ اپنے ساتھ بہت سارا سامان لے کر آئی تھیں: باجرا' کھجوریں' آلو' کھجور کی شراب' تلے ہوئے سموسے' ابلے انڈے' اور مختلف اقسام کی اچھی اچھی چیزیں جو یانگ چیاؤ ناؤ میں دست یاب تھیں۔ وہ انتہائی خوش تھیں' حہ ژو سے بھی زیادہ خوش تھیں جس نے چند ہی روز قبل ایک صحت مند بچے کو جنم دیا تھا۔ انقلابی جنگ کے دوران میں خالہ کو کا شوہر اور ان کے بیٹے شہید ہو گئے تھے' اس لئے وہ بچوں سے بہت پیار کرتی تھیں۔ انہوں نے بچے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اسے بھینچ بھینچ کر پیار کرنے لگیں' بالکل اسی طرح جیسے وہ ای ژو کو پیار کرتی تھیں جب وہ ایک کم سن سپاہی تھا۔ ای ژو نے دیکھا کہ حہ ژو کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا۔ وہ ڈر رہی تھی کہ کہیں خالہ کو کسی بیماری کے جراثیم نہ لے کر آئی ہوں۔

اس بار خالہ کو کے ساتھ نیو نیو بھی آئی تھی۔ وہ تمام تحائف وہی اٹھا کر لائی تھی۔ اس کے بال مختصر اور شانے چوڑے تھے۔ جب وہ اندر آئی تو اس کے چہرے پر سرخی دوڑ رہی تھی۔

اس بار خالہ کو کا قیام بہت مختصر رہا' کیوں کہ نیو نیو ان بچوں کے بارے میں فکر مند تھی جو اس کے کچھ ہی عرصہ پہلے بوئے تھے۔ جب خالہ کو اور نیو نیو یانگ چیاؤ ناؤ واپس چلی گئیں تو بالآخر حہ ژو نے طوفان کھڑا کر دیا۔ ہوا یوں کہ ای ژو ایک مضمون کے بارے میں معلومات

حاصل کرنے کے لئے ان کے گھر گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ غصے میں بھری بیٹھی ہے۔ پی چینگ ایک ایسا چھاپا مار لیڈر تھا جس سے اس کے دشمن سب سے زیادہ خوف کھاتے تھے۔ وہ ایک متاثر کن مقرر اور ایک مشہور اخبار کا چیف ایڈیٹر تھا۔ لیکن اپنی بیوی کی جلی کٹی باتیں سن کر وہ ٹھنڈی سانس بھرنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ پھر حہ ژو نے ای ژو کو بھی اپنی ڈانٹ پھٹکار کا نشانہ بنا ڈالا' "میں نے سنا ہے کہ تم اس کند ذہن لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"باجی حہ! تم اسے کند ذہن سمجھتی ہو؟"

"ایک اخبار نویس کی حیثیت سے تم تیزی سے شہرت حاصل کر رہے ہو۔ کیا یہ رشتہ تمہارے لئے سودمند ثابت ہو سکتا ہے؟"

پی چینگ نے اسے روکنا چاہا' لیکن وہ اپنی جگہ ڈٹی رہی' "تم اس معاملے میں اپنی ٹانگ مت اڑاؤ۔ میں اپنی رائے کا اظہار کرنے کا حق رکھتی ہوں۔"

"باجی حہ!" ای ژو نے مسکراتے ہوئے پوچھا' "یہ رشتہ سودمند کیوں نہیں ہے؟ اچھا' یہ بتاؤ کہ تمہارے ٹیرس پر اگے ہوئے نیلے پھولوں کا کیا نام ہے؟"

اسے اس پھول کا نام معلوم نہیں تھا' اور اس بارے میں پی چینگ کی معلومات بھی محدود تھیں۔

"وہ بتا سکتی ہے۔" ای ژو نے فخریہ لہجے میں کہا۔

حہ ژو تنک کر بولی' "اگر تم اس سے شادی کرنا ہی چاہتے ہو' تو تمہاری مرضی!..."

ایک دن پہلے ای ژو' نیو نیو کو شہر کی سیر کرانے کے لئے لے گیا تھا۔ وہ نباتیاتی باغ میں

بھی گئے تھے جو حال ہی میں تعمیر ہوا تھا۔ باغ کی سیر کرتے ہوئے نیونیو نے سرسری لہجے میں کہا' "میں نے زندگی میں پہلی بار نیلے رنگ کے اتنے خوب صورت پھول دیکھے ہیں!"

"کہاں ہیں؟" ای ژو نے چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے سوال کیا۔

نیونیو کے چہرے پر ایک دل کش مسکراہٹ پھیل گئی' "یہاں نہیں' ڈائریکٹر پی کے صحن میں۔ تمہیں ان پھولوں کا نام معلوم ہے؟ ارے' تم جیسا مشہور رپورٹر بھی اتنی سی بات نہیں جانتا۔ میں نے لغت میں دیکھا تھا' بہت دل کش نام ہے!"

ای ژو جواب کا انتظار کرتا رہا۔

" 'بھول نہ جانا' ۔ " وہ دھیرے سے بولی۔

"آہ! نیونیو! تم ڈرتی ہو کہ میں تمہیں بھول جاؤں گا۔ "

وہ اس وقت سرخ پھلیوں والے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے تھے۔ نیونیو مسکرا دی' اس کی مسکراہٹ میں جذبات کا ایک گہرا سمندر موج زن تھا۔ بالکل اسی طرح' جب وہ بائیس سال پہلے "کنول تالاب" چوٹی پر ایک شفاف چشمے کے کنارے کھڑے ہوئے تھے تو نیونیو نے پیار بھرے لہجے میں کہا' "اب تم ایک مشہور آدمی ہو۔ میں اکثر اخبار میں تمہارا نام پڑھتی ہوں۔ "

"نیونیو' تمہارا نام تو میرے دل پر نقش ہے۔ "

۱۹۵۷ء میں خالہ کو تنہا آئیں۔ حال ہی میں ان پر ایک شدید بیماری نے حملہ کیا تھا' اور وہ موت کے منہ میں جاتے جاتے بچی تھیں۔ شاید اب وہ یہ محسوس کر رہی تھیں کہ زندگی انہیں زیادہ مہلت نہیں دے گی۔ چناں چہ انہوں نے اپنی بچی کھچی پونجی سے ایک تابوت خرید لیا تھا۔ اب ان کی صرف ایک ہی آرزو تھی کہ ان دونوں یتیم بچوں کی شادی ہو جائے۔ ای

ژو کے والدین سرخ فوج میں تھے اور انقلابی جنگ کے دوران میں شہید ہو گئے تھے۔ نیونیو کے والدین غریب کان کن تھے' اور کام کرتے ہوئے زہریلی گیس کا شکار ہو گئے تھے۔ اس دن' خالہ کو ننھی نیونیو کو اس کے غار نما مکان کے دروازے کے سامنے پڑا پایا۔ وہ بھوک سے ایڑیاں رگڑ رہی تھی۔ خالہ کو اسے اپنے گھر لے گئیں اور اپنی منہ بولی بیٹی بنالیا۔

خالہ کو تیسری بار آئیں تو انہوں نے ای ژو کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا۔ وہ مردوں کے اقامت گاہ کے ایک ایک کمرے میں جا کر ایڈیٹروں' آرٹسٹوں' فوٹوگرافروں' پروف ریڈروں اور دوسرے کارکنوں کی گندی چادریں' تولیے' قمیصیں اور پاجامے اکٹھا کرتیں اور انہیں دھونے بیٹھ جاتیں' بالکل اسی طرح جیسے وہ ایک زمانے میں یانگ چیاؤ ناؤ میں سرخ فوج کے سپاہیوں کے کپڑے دھویا کرتی تھیں۔

ان نوجوانوں کی خدمت کرتے ہوئے انہیں ماضی کا زمانہ یاد آجاتا' البتہ انہیں صرف اس بات کی کمی محسوس ہوتی تھی کہ اخبار کے کارکن گیت نہیں گایا کرتے۔ ماضی میں' سرخ فوج کے سپاہی جہاں کہیں جاتے تھے' گیت ضرور گاتے تھے۔ اور ان گیتوں کو سن کر لوگوں کے دلوں میں انقلابی جدوجہد کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ای ژو سے کہا' "'ہوا گرج رہی ہے' سناؤ! میں نے کئی سالوں سے یہ گیت نہیں سنا۔" چناں چہ دونوں لہک لہک کر یہ گیت گانے لگے۔ اخبار کے کارکنوں نے دیکھا کہ بوڑھی انقلابی ماں مسکرا رہی ہے اور اس کے رخساروں پر گرم گرم آنسو لڑھک رہے ہیں۔ اس وقت کوئی بھی یہ نہ دیکھ سکا کہ پی چینگ دروازے کے باہر کھڑا ہوا اپنے رخساروں پر بہتے ہوئے آنسو پونچھ رہا ہے۔

آخر جب ان کی نظر چیف ایڈیٹر پر پڑی' تو وہ ایک ایک کر کے ای ژو کے کمرے سے باہر نکل گئے۔ جب کمرے میں ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہ رہا تو پی چینگ نے ٹھنڈی سانس

بھرتے ہوئے ای ژو سے کہا' "تم نے پچھلی بار مجھ سے جو کچھ کہا تھا' وہ بالکل درست تھا۔ ہمیں اسباب تلاش کرنے کے لئے صرف باہر نہیں دیکھنا چاہئے' اپنے اندر بھی جھانکنا چاہئے۔ کیا ہم ایک ایسی چیز سے محروم نہیں ہو گئے ہیں' جو ہمارے لئے سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے؟"

"ڈائریکٹر پی' میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"تمہارے پاس شراب نہیں ہے کیا؟"

"میرے پاس پاناما کی نمائش میں انعام یافتہ شراب نہیں ہے!"

وہ کھجور کی شراب کے ساتھ مرغی کی بھنی ہوئی ٹانگیں کھا رہے تھے اور خالہ کو انہیں پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ ماضی میں وہ اسی طرح انہیں بھاپ میں پکا ہوا باجرا کھلا کر خوش ہوا کرتی تھیں۔ بعض اوقات وہ ایسے موضوعات پر گفتگو کرنے لگتے' جو خالہ کو کی سمجھ سے باہر ہوتے تھے۔

"خالہ! کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" پی نے پوچھا' "میں عام لوگوں سے کٹ کر رہ گیا ہوں' اور مجھے یہ بات پسند نہیں ہے۔"

خالہ کو کسی حد اس کی بات کا مطلب سمجھ گئیں۔ "فکر مت کرو۔ گھر کے اندر بعض اوقات جھگڑا بھی ہو جاتا ہے! اس کے بعد ہم سب کو عقل آ جائے گی۔"

"عوام ہمیشہ ہمیں معاف کر دیتے ہیں۔" پی نے کہا۔

ای ژو نے پارٹی برانچ کی میٹنگ میں پر زور تقریر کی' "۰۰۰ سچ بتایئے' شہر آنے کے بعد ہم نے اپنے دیہاتی بھائیوں کے مفادات کا کس قدر خیال رکھا ہے؟ ہم عام آدمیوں سے کٹ کر رہ گئے ہیں جو انقلابی جدوجہد کے زمانے میں ہمیں بھاپ میں پکا ہوا باجرا کھلاتے تھے'

ہمیں اپنی ہتھ گاڑیوں اور اسٹریچروں پر سوار کر کے ہمارا بوجھ کھینچتے تھے۔ ان کی مدد سے ہماری پارٹی دشمنوں کے خلاف فتح مند رہی۔ اسی لئے ہماری پارٹی بار بار یہ تلقین کرتی ہے کہ ہمیں عوام الناس کے ساتھ گہرا رابطہ قائم کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے اس شان دار روایت کو چھوڑ دیا تو ہم سب کچھ ہار جائیں گے۔ "اس نے لینگ سونگ کی طرف دیکھا' جو اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ حال ہی میں پارٹی میں شامل ہوئی تھی' اس لئے اس کا لباس بہت سادہ تھا۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد اس نے ای ژو کے ہاتھ میں ایک پرچی تھما دی۔ پرچی پر لکھا ہوا تھا: "اگر تم برا نہ مانو' تو میں خالہ سے ملنے کے لئے تمہارے ساتھ چلوں۔"

وہ شیشے کا دروازہ کھول کر سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگی تو اس نے پلٹ کر ای ژو کی طرف دیکھا اور آنکھیں جھپکانے لگی۔ شاید وہ اس سے پوچھ رہی تھی: "تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟" ای ژو نے دونوں ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دئے۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

جب لینگ سونگ کا شوہر اسپتال میں داخل تھا تو وہ ای ژو کی قربت حاصل کرنے کے لئے بے تاب نظر آتی تھی۔ لیکن ای ژو اس صورت حال سے پریشان تھا۔ شوہر کی موت کے بعد وہ اپنی آنکھوں سے اس کا تعاقب کرنے لگی۔ وہ اسے نظرانداز کرنے کی جتنی بھی کوشش کرتا' اسے یہی محسوس ہوتا کہ اس کی نظریں اس پر جمی ہوئی ہیں۔

جب وہ ای ژو کے کمرے میں آئی تو اس نے خالہ کو کے سامنے اس قدر خلوص اور گرم جوشی کا مظاہرہ کیا کہ خالہ کو اس سے بہت متاثر ہوئیں۔ ای ژو کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا ارادہ کیا ہے۔ اچانک وہ ایک ٹکٹ نکالتے ہوئے بولی' "ارے' میں آپ کو یہ ٹکٹ دینا تو بھول ہی گئی! یہ اوپیرا کا ٹکٹ ہے۔ آپ جائیں گی؟"

اس نے ایک ٹیکسی روکی 'اور خالہ کو کو روانہ کر دیا۔

واپس آتے ہی اس نے اپنی جیکٹ اتار دی۔ ای ژو نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک خوب صورت 'نوجوان عورت کھڑی ہوئی ہے۔ سفید رنگ کی اونی قمیص کے نیچے اس کے گداز شانے 'اور پستانوں اور کمر کے دل کش خطوط واضح طور پر جھلک رہے تھے۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں ای ژو پر جمی ہوئی تھیں۔ "ای ژو' آج تم نے 'بھول نہ جانا' کا ذکر کیا تھا۔ کیا میں اس پھول جیسی نہیں لگتی؟"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر تمہارا یہ پھول نیو نیو ہے' جیسا کہ کچھ دیر پہلے خالہ کو نے مجھے بتایا تھا۔ لیکن موازنہ کرو! کون زیادہ خوب صورت ہے' وہ یا میں؟ کون بہتر ہے؟"

ای ژو نے اس قسم کی باتیں کبھی نہیں سنی تھیں۔ "لینگ سونگ! ہو سکتا ہے' تم نیو نیو سے ہزار گنا یا دس ہزار گنا زیادہ خوب صورت ہو۔ لیکن محبت کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ میں تمہارا احترام کرتا ہوں! میں تمہارا ممنون ہوں! ہم اچھے دوستوں کی طرح رہ سکتے ہیں۔ ایک دن تمہیں تمہاری خوشی مل جائے گی۔"

"ای ژو' میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ اگر میرا شوہر زندہ ہوتا' تو میں اس سے طلاق لے کر تم سے شادی کر لیتی۔ میں پہلی نظر میں تمہاری ہو گئی تھی۔ محبت ظالم ہوتی ہے! ہو سکتا ہے' میں نیو نیو جتنی اچھی نہ ہوں' لیکن میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ تم میرے ہو! ہم کل ہی شادی کر لیں گے۔ ہر عورت کو اپنی محبت' اپنی خوشی اور اپنا مرد جیتنے کا حق ہوتا ہے!" یہ کہہ کر وہ ای ژو کے سینے سے لپٹ گئی' اور اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ اس کے چہرے سے رگڑنے لگی۔

(۴)

شین شین، ای ژو کی کارکردگی دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ جب اس انجن کا نقص دور کر دیا تو وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ جب بس "کنول تالاب" پر پہنچی تو اس نے بڑے پر خلوص لہجے میں اسے دعوت دی کہ وہ پہاڑی عبور کر کے یانگ چیاؤ ناؤ چلے، جہاں اس کا گھر ہے۔ ای ژو بہ خوشی اس کے ساتھ چلا جاتا، لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ رات "کنول تالاب" پر گزارے گا۔ ایک ایسے آدمی کی حیثیت سے جو پچاس سال کا ہونے والا تھا، وہ لفظ " احتیاط " کا مفہوم اچھی طرح سمجھتا تھا۔

اگلی صبح اس نے گیسٹ ہاؤس سے نکل کر آگے کا سفر شروع کیا۔ پہاڑی پر چڑھتے ہوئے وہ صبح کی تازہ اور خوش گوار ہوا سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ بائیس سال بعد وہ پہلی بار اس پہاڑی راستے سے گزر رہا تھا!

آخری بار ای ژو یانگ چیاؤ ناؤ سے جا رہا تھا تو اسے اور نیو نیو کو یقین تھا کہ دس پندرہ دن بعد وہ دوبارہ یک جا ہو جائیں گے۔ چند قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ نیو نیو اپنی جگہ کھڑی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ اس نے چلا کر کہا تھا، "نیو نیو! میں زیادہ سے زیادہ دو ہفتے میں اپنا کام ختم کر کے واپس آ جاؤں گا!"

لیکن اب وہ بائیس سال بعد واپس آ رہا تھا۔

اسے وہ شام یاد آئی جب اس نے خود کو لینگ سونگ کی محبت کے دام سے آزاد

کرا یا تھا۔ جب اس دن خالہ کو تھیٹر سے واپس آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ای ژو اپنے اور خالہ کو کا سامان باندھ رہا ہے۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟"

"یانگ چیاؤ ناؤ واپس جا رہا ہوں۔"

"کس لئے؟"

"میں نیو نیو سے شادی کرنا چاہتا ہوں!"

خالہ کو خوشی سے کھل اٹھیں' اور انہوں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا' "میں نے بہت پہلے کہا تھا' خدا کرے ای ژو اپنی نیو نیو کو بھی نہ بھولے۔ نیو نیو نے دو بار ای ژو کی جان بچائی ہے!"

ہاں' نیو نیو نے دو بار اس کی جان بچائی تھی۔ ایک بار مقامی زمین دار کے پالتو غنڈوں نے اسے گھیر لیا تھا۔ لیکن نیو نیو نے چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور اسے موت کے منہ سے نکال لائی۔ دوسری بار لونگ تھان کھو کی مہم کے دوران میں اس نے اسے لاشوں کے درمیان نیم مردہ حالت میں پڑا پایا تھا' اور اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لے آئی تھی۔

پھر ای ژو نے خالہ کو کو بتایا کہ ان کی غیر موجودگی میں کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ لینگ سونگ اس کے کمرے سے باہر جاتے وقت حقارت آمیز لہجے میں بولی' "تم ولی بنے پھرتے ہو! کل یہ خبر تمام لوگوں تک پہنچ جائے گی کہ میں نے رات تمہارے ساتھ بسر کی تھی۔" چناں چہ خالہ کو اور ای ژو نے فوری طور پر وہاں سے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ اپنا سامان اٹھا کر ڈائریکٹر ہی کے گھر گئے تاکہ اس سے رخصت ہو سکیں۔ حہ ژو سوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔ وہ ای ژو کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی' لیکن جوں ہی اس کی نظر خالہ کو پر پڑی' اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ وہ

کھڑی ہو گئی' تاکہ خالہ کو سوفے پر بیٹھ جائیں۔ جب ای ژو نے اسے اپنے ارادے سے مطلع کیا تو اس نے کہا' "کیا لاؤ پی کا انتظار کرنا ضروری ہے؟ وہ تو ہر وقت میٹنگوں میں مصروف رہتا ہے' نہ جانے کب آئے؟"

"ہم انتظار کر لیتے ہیں۔" خالہ کو نے کہا' کیوں کہ وہ پی سے ملے بغیر نہیں جانا چاہتی تھیں۔ شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ اب زندگی اسے مزید مہلت نہیں دے گی۔

حہ ژو نے پانچ یوان کے دو نوٹ دراز سے نکال کر خالہ کو کے ہاتھ میں تھما دئے۔

"میں تمہیں چھوڑنے نہیں جاؤں گی۔ یہ لے لو' راستے میں ضرورت پڑے گی یا تم اس سے کپڑا خرید کر اپنے لئے جیکٹ بھی بنا سکتی ہو۔"

ای ژو غصے سے سلگ اٹھا۔ اس نے دیکھا کہ خالہ کو کے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ پہاڑی وادی سے آنے والے لوگوں کی کتنی توہین کی جاتی ہے! ماضی میں' ایک بار دشمن پی کو ڈھونڈتے ہوئے خالہ کو کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے ان پر بہت دباؤ ڈالا' لیکن خالہ کو نے اپنی جان کا خطرہ مول لیتے ہوئے پی کا پتا بتانے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے انہیں روئی کی طرح دھن ڈالا' لیکن وہ ان کی زبان نہ کھلوا سکے۔ کیا پانچ یوان کے یہ دو نوٹ اس کی جان بچانے کا صلہ بن سکتے تھے؟

راستے بھر خالہ کو کے ہونٹوں پر ایک بار بھی مسکراہٹ نمودار نہیں ہوئی۔ جب وہ یانگ چیاؤ ناؤ پہنچ گئے' اور خالہ کو نے اپنے کمرے میں داخل ہو کر نیو نیو کو دیکھا تو ان کا چہرہ کھل اٹھا۔

"نیو نیو! دیکھو' میں تمہارے لئے کسے پکڑ کر لائی ہوں۔"

تاہم' نیو نیو کو ذرا سی بھی حیرانی نہیں ہوئی۔ وہ ہلکے نیلے رنگ کے اس پھول' "بھول

نہ جانا" کو کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔

"ارے، میرا قیدی کہاں ہے؟" خالہ کو نے دروازے کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔

اس تصور سے کہ وہ اپنی محبوبہ 'نیو نیو سے شادی کرنے والا ہے' ای ژو شرما گیا۔ چناں چہ اس نے اپنا بیگ نیچے رکھا' اور بالٹی اٹھا کر کنویں سے پانی لانے کے لئے چلا گیا۔ انقلابی جدوجہد کے زمانے میں سرخ فوج کے سپاہی جب کسی گاؤں میں جاتے تو سب سے پہلے یہی کرتے تھے۔ شام کو ان تینوں نے کھانگ کے سرہانے بیٹھ کر بھاپ میں بنا ہوا باجرا کھایا۔ جب وہ ایک پیالہ ختم کر چکا تو نیو نیو نے شرماتے ہوئے اسے دوبارہ بھر دیا۔ اس پہاڑی گاؤں کا دستور تھا کہ شوہر کو کھانا بیوی پیش کرتی ہے۔ شروع میں ای ژو اپنے لئے خود کھانا نکالنا چاہتا تھا' لیکن خالہ کو نے اسے روک دیا۔ "یہ کام نیو نیو کو کرنے دو۔ تم دونوں کو بہت پہلے ہی میاں بیوی کے رشتے میں بندھ جانا چاہئے تھا۔"

زندگی کے بعض خوب صورت لمحات لوح ذہن پر ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔ خوشی کے دن کبھی بھلائے نہیں بھولتے۔ ...

تیسرے دن شام کو جب نیو نیو اور ای ژو ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' اخبار کے دفتر سے ایک تار موصول ہوا۔ ای ژو کو فوری طور پر واپس طلب کیا گیا تھا۔ روانگی کے وقت وہ چند لمحوں تک تالاب کے کنارے کھڑے رہے۔ ای ژو صرف اتنا ہی کہہ سکا' "قسمت میں یہی لکھا تھا' نیو نیو!"

"کوئی بات نہیں۔ تم جلد ہی واپس آ جاؤ گے۔" وہ اسے دلاسا دینے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہاں' میں جلد ہی واپس آ جاؤں گا!"

"میں اپنا بدن اور اپنی روح تمہیں سونپ چکی ہوں۔ میں ہمیشہ کے لئے تمہاری ہو چکی ہوں۔" وہ بولی۔ اس کی آنکھوں میں اعتماد کا رنگ چمک رہا تھا' ایک بیوی کی پاک دامنی اور سچائی کا بھرپور عکس جھلک رہا تھا۔

یہ سچی محبت تھی' ای ژو کی زندگی کی پہلی اور آخری محبت!

ای ژو بہ عجلت اپنے دفتر پہنچا۔ اس کا خیال تھا کہ اسے کسی ہنگامی کام کے سلسلے میں طلب کیا گیا ہے۔ اس کی کارکردگی سے ہر شخص واقف تھا۔ لیکن اس کی توقع کے برعکس کچھ ہی دنوں بعد اسے "دائیں بازو کا موقع پرست" قرار دے کر "جسمانی مشقت کے ذریعے اصلاح" کے لئے ویران اور سنسان چھائی دام طاس میں بھیج دیا گیا۔ اس کی اس سزا میں لینگ سونگ کے من گھڑت الزام نے بھی خاصا بڑا کردار ادا کیا تھا۔

لیکن یہ بہت پرانی بات تھی۔ اب واپس آتے وقت اسے حہ ژو نے بتایا تھا کہ لینگ سونگ نے ۱۹۵۸ء میں ایک بوڑھے آدمی سے شادی کر لی تھی' جو عمر میں اس سے بیس سال بڑا تھا۔ وہ آدمی بہت دولت مند تھا' لیکن لینگ سونگ کو محبت اور خوشی نصیب ہوئی یا نہیں' اس کا علم کسی کو نہیں تھا۔ "ثقافتی انقلاب" کے آغاز پر اس بوڑھے آدمی کو سختی کے ساتھ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ حراست کے دوران میں اس پر دل کا دورہ پڑا اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر گیا۔ ۰۰۰ اب حکومت نے اس کی حیثیت بہ حال کرنے کے علاوہ' اسے دس ہزار یوان بھی ادا کئے تھے۔ ۰۰۰ حہ ژو مزید تفصیلات بتانا چاہتی تھی' لیکن ای ژو نے اسے روک دیا۔ "مجھے دوسروں کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

ای ژو چوٹی پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سامنے ایک آدمی لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا یانگ چیاؤ ناؤ کی طرف جا رہا ہے۔ اس کا انداز دیکھ کر اسے ایک ایسا آدمی یاد آ گیا' جسے وہ اچھی طرح جانتا

تھا۔

(۵)

ای ژو کو محسوس ہوا کہ وہ آدمی پی چینگ ہے۔ ناممکن! اس نے آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بناتے ہوئے، غور سے دیکھا، لیکن لمحے بھر میں وہ ہیولا قبرستان کی قبروں کی تختیوں کے پیچھے سے گزرتا ہوا گاؤں کی حدود میں پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ای ژو کو یقین تھا کہ وہ آدمی پی چینگ ہی ہے۔ اسے یاد آیا کہ "ثقافتی انقلاب" کے دوران میں پی چینگ کو "دائیں بازو کا موقع پرست" قرار دے کر جسمانی مشقت کے ذریعے اپنی "اصلاح" کرنے کے لئے کوچھی لیان کے ایک جنوبی گیا ھستان میں بھیج دیا گیا تھا۔ جب کبھی اناج لوٹنے والا گروہ سرکاری گودام پر حملہ کرتا، تو حواس باختہ لیبر لیڈر مدد حاصل کرنے کے لئے فوجی دستے کو فون کرنے لگتا۔ لیکن پی چینگ کے پاس ایک بہتر حل موجود تھا۔ وہ ہاتھ لہراتے ہوئے بلند آواز میں کہتا، "جو لوگ سچے کیمونسٹ ہیں، وہ آگے بڑھیں! اناج عوام کی، ریاست کی ملکیت ہے۔ ہم باغی لٹیروں کو اس پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے! آؤ، یہ ہم کیمونسٹوں کے لئے اپنے جوہر دکھانے کا بہترین موقع ہے۔ جن لوگوں کے پاس بندوقیں اور دستی بم ہیں، وہ آگے رہیں! جن لوگوں کے پاس ہتھیار نہیں ہیں، وہ لاٹھیاں استعمال کریں! کامریڈو، میرے پیچھے آؤ!"

ڈائریکٹر پی سخت حالات میں گھرا ہونے کے باوجود حرکت میں آجاتا۔ اور ایک لاٹھی اٹھا کر اپنے گروپ کے ساتھ لٹیروں کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوتا۔ ایک بار ای ژو بھی

اس کے ساتھ تھا' کیوں کہ وہ اپنے پرانے لیڈر سے ملنے کے لئے آیا ہوا تھا۔

"جنگ کرو!" پی چینگ نے گرج کر کہا۔

اس دستے کو دیکھتے ہی لٹیرے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب وہ اناج کے گودام میں واپس پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ لیبر لیڈر اب بھی ٹیلی فون کا ریسیور ہاتھ میں اٹھائے ہوئے ہے:

"جلدی سے کچھ مسلح دستے بھیج دیجئے! ..."

تو یہ پی چینگ تھا' ایک ایسا آدمی جو آہنی عزم کا مالک تھا!

چھائی دام طاس کے کیمپ میں ای ژو بیرونی دنیا سے کٹ کر رہ گیا۔ اس دوران میں اس نے صرف نیونیو کو ایک خط روانہ کیا جس میں اس نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ تلقین کی کہ وہ اسے مردہ سمجھ کر بھول جائے اور اس کا انتظار نہ کرے۔ گویا' ایک طرح سے یہ الوداعی کلمات تھے۔

۱۹۵۹ء میں پی چینگ کو بھی شہر بدر کر کے کوہ چھی لیان کے جنوبی گیا ھستان میں بھیج دیا گیا۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ ای ژو چھائی دام طاس میں ہے' لیکن اسے اس کا پتا نہ مل سکا۔ چناں چہ اس نے ان ٹرکوں پر جو اناج لے کر چھائی دام جاتے تھے' تقریباً سو پرچیاں چسپاں کر دیں۔ ان پرچیوں پر اس نے اپنا پتا لکھنے کے ساتھ ساتھ یہ پیغام بھی لکھا تھا: "ای ژو' مجھ سے جلد از جلد ملنے کی کوشش کرو۔"

چھ ماہ بعد ای ژو ایک ٹرک کی مرمت کر رہا تھا کہ اسے اپنے پرانے لیڈر کی لکھی ہوئی ایک پرچی نظر آئی۔ وہ پی چینگ سے ملنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ جب ان کی ملاقات ہوئی تو پی چینگ نے اس سے کہا' "ای ژو' آؤ! ہم تین بار گلے ملتے ہیں۔" پھر اس نے اپنی اندر کی جیب سے ایک پیکٹ نکالا' جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ "چھ ماہ قبل خالہ کو مجھ سے ملنے کے لئے

یانگ چیاؤ ناؤ سے آئی تھیں' اور انہوں نے چند دن تک میرے ساتھ ہی قیام کیا تھا۔ ہم نے جی بھر کے باتیں کیں۔ رخصت ہونے سے پہلے انہوں نے مجھ سے کہا'' شاید میں وہ دن دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہوں' جب تمہاری حیثیت بہ حال کی جائے گی۔ لیکن میں تمہارے لئے دعا کرتی رہوں گی۔' پھر انہوں نے دو پیکٹ نکالے۔ انہوں نے اپنا تابوت ۱۸۰ یوان میں بیچ دیا تھا' اور یہ رقم ہم دونوں میں تقسیم کر دی۔ ... '' پی چینگ اپنے آنسو ضبط نہ کر سکا' اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

'' ہماری پارٹی ہمیں کبھی نہیں بھول سکتی۔ ہمارے عوام ہمیں کبھی نہیں بھول سکتے۔ ای ژو! یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ عوام ہمارے مشفق سرپرست کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ''

ای ژو نے پیکٹ کھولا اور دیکھا کہ اس میں ۹۰ یوان کے نوٹ ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

جب ای ژو رخصت ہونے لگا تو اس نے محسوس کیا کہ پی چینگ اس سے کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن پی چینگ خاموش رہ گیا۔ اس نے اشارتاً صرف یہ کہا کہ ای ژو کو یانگ چیاؤ ناؤ واپس جانا چاہئے۔ ای ژو نے سوچا' نہیں مجھے واپس نہیں جانا چاہئے۔ اگرچہ میرے اوپر سے '' دائیں بازو '' کا لیبل اتار دیا گیا ہے' لیکن میری پریشانیوں کے دن ابھی ختم نہیں ہوئے۔ اس لئے مجھے ایک معصوم لڑکی پر اپنی بد نصیبی تھوپنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ ... اس نے پی کی سوجی ہوئی ٹانگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا' '' لاؤ پی! اپنا خیال رکھو۔ ''

'' مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ '' پی نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

الوداع کہتے وقت ای ژو نے اپنے پرانے لیڈر کی جیب میں ٦ کلو گرام اناج کے کوپن*

---

* حکومت چین اناج کی رسد پر کنٹرول کرنے کے لئے شہریوں کو اناج کے کوپن جاری کرتی ہے۔ ایک مہینے میں ہر شہری کو سولہ سترہ کلو گرام اناج کے کوپن دئے جاتے ہیں۔ (مترجم)

ڈال دیئے' جو اس کا کل اثاثہ تھا۔ پھر وہ اچھل کر بس میں بیٹھ گیا۔ پی نے جذبات سے لرزتی ہوئی آواز میں پکار کر کہا' "ای ژو' ان کوپنوں کے بغیر تمہارا گزارہ کیسے ہو گا؟"

"فکر مت کرو! اپنا خیال رکھو!" بس چل پڑی۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ لہرانے لگا۔

پی چینگ زور سے چلایا' "یاد رکھنا' عوام ہماری خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے!"

یہ بہت پہلے کا واقعہ تھا... جولائی کے وسط میں دستور کے مطابق لوگ اپنے رشتے داروں کی قبروں پر جا کر انہیں نذرانہء عقیدت پیش کرتے ہیں۔ غالباً پی چینگ بھی خالہ کو کی قبر پر حاضری دینے کے لئے آیا تھا؟

اب ای ژو اس چھوٹے سے پہاڑی گاؤں' یانگ چیاؤ ناؤ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ بائیس سال سے یہاں نہیں آیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے نیونیو سے ملنا چاہئے یا نہیں۔ چناں چہ وہ ایک چٹان پر بیٹھ کر اس جانے پہچانے گاؤں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر خود بہ خود ایک بار پھر اس کے قدم اس کی طرف اٹھنے لگے۔

وہ گاؤں کے وسط میں ایک چھوٹے سے صحن میں داخل ہوا۔ وہاں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہر چیز جوں کی توں دکھائی دے رہی تھی۔ دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ اسے اس کی کنجی مل گئی جو ہمیشہ کی طرح کھجور کے درخت کے تنے کے ایک سوراخ میں رکھی ہوئی تھی۔ وہ دروازہ کھولنے ہی والا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رہ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب یہ اس کا گھر نہیں رہا' اس لئے اسے اندر جانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ چند لمحوں تک وہ ذہنی کشمکش میں مبتلا رہا' پھر نہ جانے کیسے اندر چلا گیا۔

اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود کمرے میں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

اچانک اس کی نظر میز پر رکھے ہوئے کاغذ کے ایک پرزے پر پڑی۔ اس پر نیونیو نے اپنی خوش نما لکھاوٹ میں یہ لکھا تھا:

میں شین شین کے ساتھ کچھ چیزیں خریدنے کے لئے جا رہی ہوں، خالہ کو کی قبر پر چڑھانی ہیں۔ تمہارا کھانا کڑھائی میں ہے، اسے گرم کر کے کھا لینا۔ اگر انتظار نہ کر سکو تو خالہ کو کی قبر پر آ کر ہم سے مل سکتے ہو۔

ظاہر ہے، یہ نوٹ نیونیو نے اپنے شوہر کے لئے لکھا تھا۔ ای ژو کے ہونٹوں پر غم آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ دروازے کے پردے سے اس نے اندر والے کمرے میں جھانک کر دیکھا، جس میں نیونیو اور خالہ کو رہا کرتی تھیں۔ پردہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ اسے وہاں بہت سارے جوتے نظر آئے۔ جاپان کے خلاف جنگ مزاحمت کے دوران میں ویمن سیلویشن کور کی اراکین سرخ فوج کے سپاہیوں کے لئے بالکل اسی قسم کے جوتے بنایا کرتی تھیں۔

وہ کمرے میں داخل ہو کر کھانگ کے پاس کھڑا ہو گیا اور ان جوتوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ سارے جوتے ایک ہی سائز اور ایک ہی ساخت کے تھے۔ اسے یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہوئی کہ ہر جوڑی پر اس کی تیاری کا سن بھی لکھا ہوا تھا: ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء، ۱۹۵۹ء ۱۰۰۰ اس نے انہیں گنا، کل ملا کر بائیس جوڑی جوتے تھے۔ اب ای ژو کے سامنے ساری تصویر واضح ہو گئی۔ اس کا سر چکرانے لگا، وہ نیچے گرا، اور اس کے ساتھ ہی چولھے پر رکھی ہوئی کڑھائی کا ڈھکن بھی نیچے جا گرا۔ پکی ہوئی شکر قندیاں اب تک گرم تھیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ چولھے کے اوپر کاغذ کا ایک پرزہ رکھا ہوا ہے:

پاپا:

یہ آپ کی پسندیدہ شہد جیسی میٹھی شکر قندی ہے۔ کیا آپ کو اس کا نام معلوم ہے؟ اس کا نام ہے 'نیونیو۔

آپ کی بیٹی 'شین شین

وہ باہر والے کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک دیوار پر اس کی ایک تصویر لٹکی ہوئی ہے' جو کوریا میں پان من جوم ہال کے سامنے کھینچی گئی تھی۔ اس میں وہ فوجی کوٹ پہنے ہوئے تھا' لیکن سر پر ٹوپی نہیں تھی' اور اس کے سر کے بال مرغے کی دم کی طرح اوپر اٹھے ہوئے تھے۔ اس کی تصویر کے ساتھ ہی ایک سرٹیفکٹ آویزاں تھا' جس میں شین شین کو ایک ماہر ٹریکٹر ڈرائیور کی حیثیت سے خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔

کافی دیر تک ای ژو کا ذہن ماؤف رہا۔ پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ سورج مغرب میں غروب ہو رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے لونگ تھان کھو کی طرف چل پڑا' کیوں کہ اس کے خیال میں خالہ کو وہیں دفن تھیں۔ خالہ کو کا شوہر اور ان کے بیٹے لونگ تھان کھو کے معرکے میں شہید ہوئے تھے' اور انہیں میدان جنگ کے قریب پہاڑی پر دفن کیا گیا تھا۔ وہ اپنی بیوی سے 'اس عورت سے ملنے جا رہا تھا جو انتظار کے اداس لمحوں میں اس کے لئے جوتے سیتی رہی تھی۔ وہ اپنی ٹریکٹر ڈرائیور بیٹی سے ملنے جا رہا تھا' اور خالہ کو کی قبر پر حاضری دینے جا رہا تھا۔ ہاں' خالہ کو' جو اس کے لئے ماں کا درجہ رکھتی تھیں۔ اب اس کی سمجھ میں آیا۔ خالہ کو نے محض اس خیال سے کہ اس کے کام پر برا اثر نہ پڑے' پی چینگ کو یہ یاد دلانے سے منع کر دیا

تھا کہ اس کی ایک بیوی بھی ہے جو اس کا انتظار کر رہی ہے اور ایک بیٹی بھی ہے ' جسے اس نے اب تک نہیں دیکھا۔ وہ ایک ماں کا دل رکھتی تھیں اور ان دونوں یتیموں ' نیونیو کو اور اسے اچھی طرح جانتی تھیں۔ یہ کتنی الم ناک بات تھی کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں تھیں اور ان دونوں کی یک جائی کا منظر نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ پہاڑی پر ڈوبتے ہوئے سورج کی آخری کرنیں رقص کر رہی تھیں۔ ای ژو ' لونگ تھان کھو پہنچ چکا تھا۔

یہ قمری مہینے کا پندرہواں دن تھا ' جب آسمان پر پورا چاند نمودار ہوتا ہے۔ سورج ڈوبنے سے پہلے ہی مشرق میں چاند ابھر آیا۔ اندھیرا گہرا ہوا تو آسمان دل کش چاندنی سے چمک اٹھا۔ ای ژو ' خالہ کو کی قبر تلاش کر رہا تھا کہ اسے کسی کی آواز سنائی دی ' "پاپا!" اس نے دیکھا ' شین شین دوڑتی ہوئی اس کی طرف چلی آ رہی تھی۔ نیونیو ایک قبر کے سامنے خاموش کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں وہ جملہ ادا کر رہی تھی جو اس نے جدائی کے آخری لمحے میں ' بائیس سال پہلے ای ژو سے کہا تھا: "تم واپس آؤ گے ' مجھے معلوم ہے ' تم ضرور واپس آؤ گے!"

شین شین نے دھیرے سے کہا ' "پاپا ' کل ماما کے اندر اتنا حوصلہ نہ تھا کہ وہ آپ سے بات کر سکتیں۔ بعد میں انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے اندر ذرا سی بھی تبدیلی نہیں آئی!"

"یقیناً ' تبدیلی کیسے آتی؟ اسی لئے تو ہم نے تمہارا نام شین شین رکھا تھا ' جس کا مطلب ہے ' ' دو دلوں کی یک جائی ' ۔"

اچانک کہیں قریب ہی سے ایک آواز ابھری ' "نہیں ' یہ دونوں کبھی تبدیل نہیں ہوں گے ' کیوں کہ اچھے دن ضرور آئیں گے۔ ..."

"ڈائریکٹر پی! ..." ای ژو اور نیونیو حیرت سے بہ یک آواز چلا اٹھے۔

پی چینگ تیز تیز قدموں سے ان کے پاس آیا۔ اس نے آتے ہی نیو نیو اور ای ژو کو اپنے بازوؤں میں بھرلیا۔ اس کی خوشی کا عالم قابل دید تھا۔

اچانک شین شین نے کہا، "ماما! پاپا! چاند! چاند کی طرف دیکھئے!..." اس کے ساتھ ہی انہیں ڈھول تاشوں اور پٹاخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ لوگ زور زور سے چلا رہے تھے، "دیکھو! آسمانی کتا چاند کو کھانے والا ہے!"

چاند میں گرہن لگ رہا تھا۔ جلد ہی پہاڑی پر اندھیرا چھانے لگا۔ چھ بجے سے سات بجے تک مکمل اندھیرا چھایا رہا، اور اس خاندان کے تمام افراد خالہ کو کی قبر کے سامنے بیٹھے رہے۔

بالآخر سوا سات بجے ایک بار پھر آسمان پر چاند نمودار ہو گیا۔

ساڑھے آٹھ بجے تک پورا آسمان روشن ہو گیا۔ انہوں نے اتنی خوب صورت چاندنی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ شین شین نے اچھلتے ہوئے بلند آواز میں، جیسے وہ قبر میں سوئی ہوئی اپنی نانی سے بات کر رہی ہو، کہا، "اندھیرا دور ہو گیا! چاند پھر سے ہم پر روشنی پھیلا رہا ہے!"

ہاں، یہ ایک خوب صورت رات تھی، اور یہ رات ایک خوش گوار دن کا پیغام لے کر آئی تھی۔

وانگ ژون زی

وانگ ژون زی

وانگ ژون زی ۱۹۴۶ء میں صوبہ شان توُنگ کی کاؤنٹی ' ون تنگ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں ون تنگ ٹیچرز ٹریننگ اسکول سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد پہلے انہوں نے تدریس اور پھر صحافت کا پیشہ اپنایا۔ ۱۹۷۰ء میں وہ یان تھائی پر یفیکچر کے ثقافتی بیورو کے "شعبہء تحریر و تالیف" میں شامل ہوئے۔ اس وقت وہ یان تھائی میں ڈراما نگاری کے سرکاری محکمے میں ملازم ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں انہیں چینی ادیبوں کی انجمن کا رکن بنایا گیا۔

وانگ ژون زی نے ساتویں عشرے کے اواخر سے اپنے ادبی کیریر کا آغاز کیا' اور اس دور میں ان کی متعدد نظمیں ' رپورتاژ اور افسانے منظر عام پر آئے۔ ۱۹۷۹ء سے وہ تقریباً بارہ افسانے لکھ چکے ہیں' جن میں "اوائل بہار" اور "بھائی لیانگ اور بہن فانگ" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان کی کہانی "کیکڑوں کی خریداری" کو جو ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی' افسانہ نگاری کے قومی مقابلے میں انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

مالکہ

وانگ ژون زی

(۱)

ساٹھ سالہ سو چھنگ ایک دبو سااور زود حس آدمی تھا۔ گھر پر اس کی بیوی 'لی پھیو لان کا حکم چلتا تھا۔ سرکاری کاغذات میں گھرانے کی سربراہ کی حیثیت سے اسی کا نام درج تھا اور پیداواری بریگیڈ سے رقم اور اناج کی وصولی کے وقت بھی اسی کی مہر* استعمال کی جاتی تھی۔

* چین میں قدیم زمانے سے دست خط کے بجائے ذاتی مہریں استعمال کرنے کا رواج عام رہا ہے۔

سوچھنگ شام کو کھیتوں سے واپس آکر کھانا کھاتا' منہ دھوتا اور ریڈیو آن کر دیتا۔ اسے خبریں اور کاشت کاروں کے خاص پروگرام سننے کا بہت شوق تھا' اور گیت اور اوپیرا سے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ یہ پروگرام اس کی بصارت اور بصیرت میں اضافہ کرتے ہیں۔ وہ دن بھر میں بس ایک یہی کام کرتا تھا۔ چھوٹے بڑے سارے گھریلو امور اس نے اپنی بیوی پر چھوڑ رکھے تھے' جن میں کھانا پکانے سے لے کر مرغیاں پالنے تک بہت کچھ شامل تھا۔

کچھ دنوں سے دور اور قریب کے تمام دیہات کے کاشت کاروں میں ٹیوب ویل کھدوانے کا شوق تیزی سے پھیلتا جارہا تھا' کیوں کہ اس طرح انہیں نہانے دھونے کا پانی ان کے گھروں کے اندر ہی مل جاتا تھا۔ سوچھنگ کے گاؤں میں بھی کئی گھرانے اس قسم کے ٹیوب ویل کھدوا چکے تھے۔ جب سوچھنگ سے اس کی رائے دریافت کی گئی تو اس نے کہا' "میں اپنی بیوی سے مشورہ کروں گا۔"

اس کی بیوی کا جواب یہ تھا: "ہم بھی ٹیوب ویل کھدوائیں گے۔ جو کام دوسرے لوگ کر سکتے ہیں' وہ ہم بھی کر سکتے ہیں۔ ہم ذہنی اور جسمانی طور پر کسی سے کم تو نہیں ہیں۔"

چناں چہ اس نے اپنے پڑوسیوں کو انتہائی پر اعتماد لہجے میں بتایا' "یقیناً' ہم بھی ٹیوب ویل کھدوائیں گے۔ اگر تم یہ کام کر سکتے ہو' تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔"

سوچھنگ دل ہی دل میں اپنی بیوی کے گن گایا کرتا تھا' کیوں کہ واقعی وہ ایک باصلاحیت عورت تھی۔ اس کے پیر بڑے تھے' اور وہ پیچھے کی طرف جوڑا باندھتی تھی۔ وہ اپنے شوہر سے دس سال چھوٹی تھی۔ اسے بولنے کا بہت شوق تھا اور وہ محنتی بھی بہت تھی۔ گھر کے اندر اور باہر کے تمام امور وہی نمٹاتی تھی —— موسم تبدیل ہونے سے پہلے موزوں لباس تیار

کرنا' چھت کی مرمت کرنا' سور کے بچوں کو باڑے میں بند کرنا••• وہ ایک ایک بات کا خیال رکھتی تھی اور تمام باریکیوں پر نظر رکھتی تھی۔ وہ سال ہا سال سے گھر کا خرچ بڑی عمدگی سے چلا رہی تھی' اور ایک پیسا بھی ضائع نہیں کرتی تھی۔ تاہم ضرورت کے وقت وہ پوری فراخ دلی کا مظاہرہ کرتی تھی۔

ٹیوب ویل کی کھدائی سے ایک دن پہلے شام کو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سو چھنگ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اپنا پائپ سلگایا اور ریڈیو آن کر دیا۔ پہلے تو وہ غور سے سنتا رہا' اور پھر اچانک اس نے ریڈیو بند کر دیا۔

چھیو لان بھی جو دوسرے کمرے میں برتن دھو رہی تھی' اس پروگرام سے محظوظ ہو رہی تھی۔ اس نے اپنا گیلا ہاتھ بڑھا کر اندر والے کمرے میں دیوار سے لٹکی ہوئی ڈوری کھینچ دی' اور ریڈیو دوبارہ آن ہو گیا۔ پھر وہ ریڈیو کی طرف کان لگائے دوبارہ برتن دھونے میں مصروف ہو گئی۔

سو چھنگ بے زاری کے عالم میں پائپ پیتا رہا۔ پائپ میں سے تیسری بار راکھ جھاڑنے کے بعد اس نے پھر سے ریڈیو بند کر دیا۔ چھیو لان کا پارا چڑھنے لگا۔ وہ تیزی سے اندر آئی اور ایپرن سے ہاتھ خشک کرتے ہوئے زور سے چلائی' "یہ تو حد ہو گئی! تم نہیں سننا چاہتے' لیکن میں تو سننا چاہتی ہوں۔"

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔" وہ دھیرے سے بڑبڑایا' "میں سونا چاہتا ہوں۔" دوسرے ہی لمحے چھیو لان کا غصہ کافور ہو گیا' اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی پر رکھ دیا۔ "بخار تو نہیں ہے۔ کیا تمہیں کمزوری محسوس ہو رہی ہے؟"

وہ زیرِ لب بولا' "اوں•••"

"میں تمہارے لئے سوپ بناتی ہوں۔ تم ہمیشہ لاپروائی کرتے ہو۔ دیکھو' اب بیمار پڑ گئے نا!"

چند ہی لمحے بعد وہ سوپ بنا کر لے آئی۔ سوچھنگ دو پیالے پی گیا' اور اسے خوب پسینا آنے لگا۔ وہ بستر پر لیٹ گیا' لیکن رات بھر بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا۔ وہ بار بار بستر سے اٹھ کر پائپ پیتا اور کھڑکی کے تختے پر راکھ جھاڑتا رہتا۔ صبح ہوتے ہوتے یہ تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی اور اس نے اپنی بیوی کو جگا دیا۔

پھیو لان نے اپنی آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا' "تمہاری طبیعت بہتر نہیں ہوئی؟"

"میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"کہو۔"

سوچھنگ نے اس پر ایک سرسری سی نظر ڈالی اور سر جھکا لیا۔ اس نے اپنا پائپ تمباکو کے بٹوے میں ڈالا' لیکن کچھ دیر تک اسے بھرنے کی کوشش نہیں کی۔ پھیو لان بے چین ہو کر اٹھ بیٹھی اور اپنے کپڑے پہنتے ہوئے بولی' "تم گونگے تو نہیں ہو گئے ہو۔"

سوچھنگ نے ہمت کرتے ہوئے کہا' "ہمیں کنواں نہیں کھدوانا چاہئے۔"

"کیوں؟"

"تم نے سنا نہیں' ریڈیو پر کیا کہا جا رہا تھا؟"

"کیا کہا جا رہا تھا؟"

"میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی جانتی ہو۔"

پھیو لان لحاف ایک طرف ہٹا کر بستر سے باہر نکل آئی' "تو پھر اسے اپنے تک محدود رکھو۔"

سو چھنگ نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ " اتنا غصہ مت دکھاؤ۔ ٹھیک ہے' میں بتاتا ہوں۔ "

"اب بتا بھی چکو! میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔ "

وہ اس کے قریب آتے ہوئے دھیرے سے بولا' "ہاؤ شان کے پرانے زمین داروں اور امیر کسانوں کی درجہ بندی ختم کر دی گئی ہے' یہاں تک کہ چاؤ پائی وان کو بھی جو آٹھ سال تک جیل میں بند رہا ہے' اس زمرے سے خارج کر دیا گیا ہے۔ "

"مجھے معلوم ہے۔ "

"اب ان کے دن پھر گئے ہیں۔ انہیں ماضی کے غریب کسانوں اور کھیت مزدوروں کے برابر حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ "

"ہاں!" چھیو لان اپنے ہونٹ چبا رہی تھی۔

سو چھنگ نے اپنا پائپ سلگایا اور اس کا دھواں اڑانا شروع کر دیا۔ "اس لئے ہم کنواں نہیں کھدوائیں گے' کیوں کہ شاید ہماری محنت ضائع ہو جائے گی۔ "

"کیسے؟"

" تم ایک کند ذہن عورت ہو۔ میں تمہیں سادہ الفاظ میں بتاتا ہوں۔ ہمارا یہ مکان زمین دار لیو چن کوئے کی ملکیت تھا۔ وہ ابھی زندہ ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بہت امیر ہے اور جاپان میں ایک ہوٹل کا مالک ہے۔ اس نے ہماری کاؤنٹی کی حکومت کو ایک کار' ایک ٹیلی ویژن اور بہت سی دوسری چیزیں دی ہیں۔ اگر لیو چن کوئے مر جائے تو بھی اس کے بیٹے اور پوتے ہمارے اس مکان پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ایک دن یہ ہم سے چھن جائے گا۔ تم دیکھتی جاؤ۔ "

"تم یوں ہی خیالی گھوڑے دوڑا رہے ہو۔ "

"میں خیالی گھوڑے دوڑا رہا ہوں ؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہاری حکومت کی پالیسیاں ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں؟ آدمی کو اتنا زیادہ پر اعتماد نہیں ہونا چاہئے۔ "

پھیو لان نے اپنا سر جھکا لیا' اور چپکی ہو رہی۔

"میں نے گھریلو معاملات میں تمہیں تمام اختیارات دے رکھے ہیں' لیکن اس بار تمہیں میری بات سننی ہی پڑے گی۔ اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ "

پھیو لان نے زور کا قہقہہ لگایا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟" سو چھنگ نے حیرت سے پوچھا۔

پھیو لان اپنے شوہر کی پشت پر مکیاں چلاتی رہی' اور مسلسل ہنستی رہی۔ سو چھنگ نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھتے ہوئے کہا' "بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ کیا تم پڑوسیوں کو جگانا چاہتی ہو' ایں؟"

پھیو لان نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا' "احمق! میں نے تم پر اپنا سوپ بھی ضائع کر دیا۔ سورج کبھی مغرب سے طلوع نہیں ہو سکتا۔ میں یہ نہیں مانتی کہ کمیونسٹ پارٹی ہمیں دوبارہ مصائب اور آلام کی آگ میں پھینک سکتی ہے۔ اب اپنے ذہن پر زیادہ بوجھ مت ڈالو اور سو جاؤ۔ "

جب پھیو لان بستر سے اٹھی تو اس وقت تک چاروں طرف اجالا پھیل چکا تھا۔ اس نے سامنے والے کمرے کی طرف رخ کر کے آواز لگائی' "شین ہوائے' اٹھنے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟ تمہارے سر پر سورج چمک رہا ہے!"

اس کا غیر شادی شدہ بیٹا' شین ہوائے اپنے کپڑوں کے بٹن بند کرتا ہوا باہر نکلا۔

"ماما، مجھے کوئی کام کرنا ہے؟"

اس نے اسے کچھ پیسے دیتے ہوئے کہا، "جاؤ، جا کر کچھ پٹاخے خرید لاؤ۔"

"کس خوشی میں؟ ہم کوئی مکان تو تعمیر نہیں کر رہے ہیں۔" سو چھنگ نے کہا۔

"بس میں ان کی آواز سننا چاہتی ہوں۔" اس کی بیوی نے گرج کر کہا۔

دستور کے مطابق، مکان کی تعمیر شروع کرتے وقت وہاں کے کسان پٹاخے چھوڑا کرتے تھے، لیکن کنویں کی کھدائی شروع کرنے سے پہلے آج تک کسی نے پٹاخے نہیں چھوڑے تھے۔ تاہم چھیو لان اپنے فیصلے پر ڈٹی رہی۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ وہ صحن کے وسط میں کھڑا ہو کر وہ بانس اٹھالے جس میں پٹاخوں کی لڑیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ وہ انہیں آگ دکھادے۔ بے چارے سو چھنگ نے کئی تیلیاں جلائیں، لیکن ناکام رہا۔ چھیو لان نے ماچس کی ڈبیا چھین لی اور پٹاخوں کو خود اپنے ہاتھ سے آگ دکھا دی۔ شور سن کر بہت سارے لوگ ان کے صحن میں جمع ہو گئے، اور بچے ادھر ادھر دوڑتے ہوئے وہ پٹاخے چننے لگے جو پھٹ نہیں سکے تھے۔ دھوئیں کے ساتھ چاروں طرف کاغذ کے پرزے اڑتے پھر رہے تھے، اور اس طرح یہ ایک ہنگامہ خیز منظر بن گیا تھا!

"شین ہوائے، بانس کو اور اوپر اٹھاؤ!" چھیو لان نے آواز لگائی۔

تماشائی آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ چھیو لان جیسی کفایت شعار بلا مقصد اپنے پیسے کیوں ضائع کر رہی ہے۔

جب آخری پٹاخے چل چکے تو چھیو لان نے سو چھنگ کو پھاوڑا تھماتے ہوئے بلند آواز میں کہا، "شین ہوائے کے ابا، کھدائی شروع کرو!"

سو چھنگ بد حواس ہو گیا، اور اس نے پوری مستعدی سے زمین پر پھاوڑا چلانا شروع کر

دیا۔

(۲)

بیس فیٹ کھدائی کے بعد معلوم ہوا کہ کنویں کی تہ میں ایک چٹان بچھی ہوئی ہے۔ چوں کہ ابھی تک پانی نکلنے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے تھے' اس لئے سوچھنگ نے یہ رائے پیش کی کہ گڑھے کو بھر دینا چاہئے۔ لیکن پھیو لان نے اس کی ایک نہ سنی۔ اس نے کہا کہ چوں کہ یہ گڑھا ہمارے پڑوسیوں کے کنووں کی سیدھ میں ہے اس لئے جلد یا بہ دیر اس میں سے پانی ضرور نکل آئے گا۔ غالباً پانی اس چٹان کے نیچے تھا۔ اس نے ایک راج کو بلا بھیجا کہ وہ بارود سے اس چٹان کو اڑا دے۔

جب چٹان کو بارود سے اڑانے کی تیاریاں مکمل ہو گئیں تو اچانک لاؤڈ اسپیکر پر یہ اعلان ہوا کہ پھیو لان فوراً بریگیڈ کے کیشیر سے رابطہ قائم کرے کیوں کہ اسے ایک اہم معاملے میں اس سے گفتگو کرنی ہے۔ پھیو لان اس وقت اپنی کھڑکیوں کے شیشوں پر کاغذ کی پٹیاں چپکا رہی تھی' تاکہ انہیں ڈائنامائٹ کے دھماکے سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ چناں چہ اس نے اپنے شوہر سے کہا' "جاؤ' جاکر دیکھو کہ کیا معاملہ ہے۔"

"لیکن وہ تو تم سے ملنا چاہتے ہیں۔" سوچھنگ نے تنک کر کہا' اور حیرانی سے اپنے ہاتھ ملنے لگا۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔ تم اس کا پیغام تو لا سکتے ہو۔"

تھوڑی دیر سوچھنگ واپس آ گیا اور اپنی بیوی کو کھینچتا ہوا اندر والے کمرے میں لے

گیا۔ ''شین ہوائے کی ماں 'لیو•••لیو•••چن کوئے واپس •••آگیا ہے!'' وہ اتنا بدحواس تھا کہ اس کے منہ سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔

پھیو لان کو سکتہ ہو گیا' اور وہ دروازے سے جا لگی۔

''وہ کاؤنٹی کے گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ کل اپنا پرانا مکان دیکھنے آئے گا۔ اب تم خود ہی سمجھ سکتی ہو کہ اس نے کیا منصوبہ بنا رکھا ہے•••''

پھیو لان گم صم کھڑی رہی۔

''اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ایک آدمی کاؤنٹی سے آیا ہوا ہے۔ وہ کوئی اہم افسر دکھائی دیتا ہے' اور اس کا لب ولہجہ بھی افسروں جیسا ہی ہے۔ اس وقت وہ اکاؤنٹس آفس میں بیٹھا ہوا پارٹی سکریٹری سے کچھ بات چیت کر رہا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ کچھ دیر بعد وہ لوگ ہمارے گھر آئیں گے۔''

''کس لئے؟''

''ہمارا مکان دیکھنے کے لئے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ لوگ یہاں لیو چن کوئے کی خاطر مدارات کریں گے۔ اکاؤنٹس آفس کے باہر ایک ٹرک کھڑا ہوا ہے۔ اس پر کرسیوں' قالینوں اور پلنگوں کا ڈھیر لدا ہوا ہے - اس سے بھی زیادہ شان دار فرنیچر' جتنا لیو چن کوئے کے پاس اس زمانے میں ہوتا تھا۔''

پھیو لان کچھ دیر تک سوچ میں گم رہی' ''تم ڈر رہے ہو؟''

''لیو چن کوئے سے؟ ہونہہ!'' سو چھنگ نے تھوکتے ہوئے کہا' ''میں تو اس وقت بھی اس سے نہیں ڈرا تھا جب ہم نے اصلاحاتِ اراضی کے زمانے میں عوامی اجتماعات میں اس سے مباحثہ کیا تھا' تو اب کیوں ڈروں گا؟ مجھے صرف یہ خدشہ ہے کہ شاید اس بار اس کے

خلاف لڑائی میں ہماری معاونت کوئی نہیں کرے گا۔ وہ افسر اس طرح بات کر رہا تھا جیسے لیو شہنشاہ ہو' اور میں ایک گنوار دیہاتی۔ "

"اس ناخوش گوار منظر کی تفصیل مجھے مت سناؤ۔ سارا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔ جاؤ' راج سے کہو کہ وہ اپنا کام شروع کر دے۔ "

سو چھنگ پس و پیش میں مبتلا تھا۔ پھیو لان نے تڑخ کر کہا' "یہ ہمارا گھر ہے' ہمارا صحن ہے! ہم اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ آخر اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟"

سو چھنگ نے کھڑکی سے باہر کی طرف نظر ڈالی۔ لوگ صحن میں جمع ہونے لگے تھے۔ اس نے اپنی آستینیں چڑھاتے ہوئے دھیرے سے کہا' "وہ لوگ آ گئے۔ آگے والا وہی افسر ہے۔ "

پھیو لان نے بھنووں پر آئی ہوئی اپنے بالوں کی ایک لٹ کو پیچھے ہٹایا۔ پھر وہ پورے اعتماد کے ساتھ کمرے سے باہر نکلی اور دروازے سے ٹیک لگا کر غور سے ان نوواردوں کو دیکھنے لگی۔

سب سے آگے کاؤنٹی کی حکومت کے ایڈمنسٹریٹو آفس کا ڈائریکٹر' سون تھا۔ صحن میں داخل ہوتے ہی اس نے کسی مستعد انسپکٹر کی طرح ارد گرد کا جائزہ لیا' اور کہا' "کتنی گندی جگہ ہے! اس وقت کنواں کھدوانے کی کیا تک ہے؟ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ " وہ محتاط انداز میں کنویں کے کنارے گیا' اور نیچے جھانکنے لگا۔ پھر اس نے مڑتے ہوئے بوڑھے پارٹی سکریٹری سے پوچھا' "کیا یہ کام کل تک ختم ہو سکتا ہے؟"

"نہیں۔ کم از کم چار دن اور لگیں گے۔ "

سون چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا اور پھر فیصلہ کن لہجے میں بولا ' "تو پھر اسے بھروادو۔ یہ مناسب نہیں ہو گا کہ معزز مہمان کو یہ گندی جگہ دکھائی جائے۔ دوسرے ملکوں میں کوئی بھی آدمی کنواں کھدوانے کے لئے یہ قدیم طریقہ اختیار نہیں کرتا۔ اگر وہ اسے دیکھے گا تو اس سے ہم چینیوں کا وقار مجروح ہو گا۔ "

"وہ اس کام پر خاصی رقم صرف کر چکے ہیں۔ "

یہ سننے کے بعد بھی سون اپنے فیصلے پر مصر رہا۔ "اسے بھروادو۔ انفرادی مفادات سے پہلے اجتماعی مفادات کا خیال رکھنا چاہئے۔ چلو' اب مکان دیکھتے ہیں۔ " وہ مکان کی طرف بڑھنے لگا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک عورت غصے میں بھری ہوئی دروازے کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے اس کا راستہ روکے کھڑی ہے۔ وہ آنکھیں میچے مسلسل اسے گھورے جا رہی تھی۔

سون سکتے میں آگیا۔ پارٹی سکریٹری نے ان کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا۔ اس مختصر رسم کے بعد سون نے مسکراتے ہوئے کہا' "تو تم کامریڈ لی پھیو لان ہو۔ میں تمہارے بارے میں بہت کچھ سن چکا ہوں۔ " اس نے شائستگی سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

تاہم پھیو لان اسے نظر انداز کرتے ہوئے اپنی جگہ پر ڈٹی رہی۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری نظر آ رہا تھا۔ "تم کس سے ملنا چاہتے ہو؟ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس مکان کا ایک مالک بھی ہے؟"

سون آنکھیں جھپکتا رہ گیا' جب کہ سو چھنگ پیچھے سے اپنی بیوی کی آستین کھینچنے لگا۔ پھیو لان نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا' اور سون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کڑک کر

کہا، "اگر تم یہ جانتے ہو کہ اس مکان کا کوئی مالک بھی ہے تو تمہیں پہلے اپنا تعارف کرانا چاہئے تھا۔ میں نے تم جیسا گھس بیٹھیا کبھی نہیں دیکھا، جو اس طرح دوسروں کے گھروں میں گھس کر ان کے معاملات میں ٹانگ اڑاتا ہو! میں تم سے پوچھتی ہوں، آخر اس مکان کا مالک کون ہے؟"

سون کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کا خون کھولنے لگا، لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس گنوار دیہاتی عورت سے بحث کرنا اس جیسے اہم افسر کی شان کے خلاف ہے۔

"ڈائریکٹر سون اپنا فرض پورا کرنے کے لئے آئے ہیں، پھیو لان۔ تمہیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔" بوڑھے سکریٹری نے کہا۔

"میں ایک صاف گو عورت ہوں۔ جہاں تک کام کا تعلق ہے، میں اصلاحات اراضی کے زمانے سے اپنے لیڈروں سے تعاون کرتی رہی ہوں۔ اس زمانے میں لوگ لیو اور اس کے گھر والوں سے رابطہ رکھنا مناسب نہیں سمجھتے تھے، لیکن وہ میرے گھر ہر وقت آ سکتے تھے۔ میں نے کبھی پہرے داری کے لئے کوئی کتا نہیں پالا۔ لیو چن کوئے پہلے کی طرح اب بھی جب چاہے ہمارے گھر آ سکتا ہے، لیکن میں تابع دار خادمہ کے انداز میں اس کا خیر مقدم نہیں کروں گی۔ میں افسروں اور عام آدمیوں سے یکساں سلوک کرتی ہوں۔ چند دن قبل جب کاؤنٹی کا پارٹی سکریٹری، چانگ یہاں آیا تھا تو اس نے میرے صحن میں داخل ہوتے ہی اس میں جھاڑو دینی شروع کر دی تھی۔ لیکن ڈائریکٹر سون کے خیال میں یہ گندی جگہ ہے۔ یہ کسی کنوارے آدمی کا گھر نہیں ہے۔ پھر ہمارے صحن میں مرغیوں کی بیٹ اور ٹائلوں اور اینٹوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے کیوں نہ نظر آئیں؟ ہم کنویں کو کیوں بھروائیں؟ صرف لیو کی وجہ سے؟ اگر تمہارے خیال میں میرا گھر تمہارے لئے بے عزتی کا باعث بنے گا تو پھر اسے کاؤنٹی ٹاؤن

کے غیر ملکی طرز کے مکانات میں لے جاؤ۔ وہاں تم اس کی ایک محترم مہمان کی حیثیت سے خاطر مدارات کر سکتے ہو۔ اگر تم اسے یہاں لانا چاہتے ہو تو اسے اس گھر کی مالکہ کی حیثیت سے میری عزت کرنی ہوگی۔ یہ حتمی بات ہے۔ ‘‘

پارٹی سکریٹری بالکل خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا‘ جب کہ سوچھنگ اندرونی کمرے میں غائب ہو چکا تھا۔

سون کو غصہ آرہا تھا‘ لیکن اس نے خود پر قابو پالیا۔ ’’ کامریڈ پھیو لان ‘ ‘‘ وہ ایک پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا‘ ’’ میں تمہارے احساسات کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن تمہیں اپنی پرانی کسانوں والی ذہنیت سے چمٹے نہیں رہنا چاہئے۔ مسٹر لیو چن کوئے اب ایک محب وطن سمندر پار مقیم چینی ہیں ۔۔۔ ہمیں اپنے ملک کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ۔۔۔ ‘‘

پھیو لان نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا‘ ’’ تم ریاستی امور کے بارے میں مجھ سے زیادہ معلومات رکھتے ہو۔ مجھے صرف یہ بتاؤ کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ ‘‘

کچھ لوگ ٹرک سے فرنیچر اتار کر صحن میں رکھ رہے تھے۔ سون نے پلنگوں اور کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا‘ ’’انہیں اپنے کمروں میں سجادو‘ تاکہ مسٹر لیو یہ دیکھ سکیں کہ ہمارے سوشلسٹ دیہات میں لوگوں کے رہن سہن کا معیار کتنا بلند ہے۔ ‘‘

پھیو لان نے غور سے اس پر تکلف فرنیچر کا جائزہ لیا۔

’’ کہو‘ پسند آیا؟ ‘‘

پھیو لان شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولی‘ ’’ تمہارا مطلب ہے کہ اس کے بعد یہ سارا فرنیچر میرا ہو جائے گا؟ بہت خوب! میں اسے اپنے شین ہوائے کی شادی کے لئے

محفوظ رکھوں گی۔ "

"نہیں، نہیں۔ " سون تیزی سے سرہلانے لگا۔

پھیو لان ہنس پڑی، پھر اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا، "تو پھر تم یہ فرنیچر یہاں کیوں لائے؟ محض نمائش کے لئے؟ میرے پاس اس کا کوئی مصرف نہیں ہے۔ " اس نے ہاتھ لہراتے ہوئے حکمیہ لہجے میں کہا، "یہ فرنیچر یہاں سے لے جاؤ! مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرا صحن بہت گندہ ہے۔ میرا مکان کوئی نمائش گھر نہیں ہے۔ "

"پھیو لان! " پارٹی سکریٹری کا لہجہ قدرے سخت تھا۔

سون غصے سے پاؤں پٹختے ہوئے بولا، "اسے یہیں رہنے دو۔ کنویں کو ابھی، اسی وقت بھروادو! "

"اسی وقت؟ میرے گھر میں مجھ ہی پر دھونس جمانے کی کوشش کر رہے ہو؟ "

پھیو لان دوڑتی ہوئی کنویں کی کگر پر پہنچی اور نیچے، راج مستری کی طرف منہ کر کے زور سے بولی، "فیوز کو آگ دکھادو! "

"ٹھیک ... ہے۔ " نیچے سے جواب آیا۔

سو چھنگ گرتا پڑتا باہر آیا اور اپنی بیوی کی منت کرنے لگا، "اتنی ضد مت کرو۔ انہیں اپنا کام کرنے دو۔ "

پھیو لان نے اسے دھکا دے کر ایک طرف ہٹا دیا۔ "تم پہلے کی طرح پھرتیلے نہیں رہے۔ اب کنویں سے دور ہٹ جاؤ! " پھر وہ سور خانے کی دیوار پر جا چڑھی اور دونوں ہاتھ منہ کے سامنے رکھتے ہوئے پوری قوت سے چلانے لگا، "پڑوسیو، ہم فیوز کو آگ دکھا رہے ہیں۔ اپنی کھڑکیاں کھول دو، تاکہ شیشے نہ ٹوٹیں۔ "

اس کی آواز دور دور تک گونج اٹھی۔ "فیوز کو آگ دکھادو!"

غصے سے سون کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ "فرنیچر ہٹالو' جلدی کرو!" اس نے چلا کر کہا۔ اس کا اشارہ ان آدمیوں کی طرف تھا جو اس کے ساتھ آئے تھے۔

بوڑھا سکریٹری جو دل ہی دل میں خوش رہا تھا' وہاں سے چلا گیا۔

پھر ایک گھٹا گھٹا سا دھما کا سنائی دیا' اور زمین لرز اٹھی۔ کنویں کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ چھیو لان ایک پیڑ کے نیچے کھڑی ہوئی تھی اور اس کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے۔

(۳)

یہ بہت پہلے کا ذکر ہے' اس دن شدید برف باری ہو رہی تھی۔

جھٹ پٹے کے وقت ایک گھوڑا گاڑی سڑک پر چلی آ رہی تھی' اور گھوڑے کی گردن میں لٹکی ہوئی گھنٹیاں زور زور سے بج رہی تھیں۔ نوجوان کوچوان اپنا چابک اپنے بازوؤں میں دبائے' چیتھڑوں میں لپٹا ہوا اپنی نشست پر بیٹھا کانپ رہا تھا۔

اچانک گھوڑا گاڑی رک گئی اور کوچوان نیچے اتر کر سڑک کے اوپر پڑی ہوئی کسی چیز کو جو برف سے ڈھکی ہوئی تھی' اپنے چابک کے دستے سے کریدنے لگا۔ پھر وہ اکڑوں بیٹھ کر اپنے ہاتھوں سے برف کو ہٹانے لگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک ننھی بھکارن تھی جس کا جسم سردی سے

اکڑ چکا تھا۔ اس کے بازو میں ایک خالی ٹوکری دبی ہوئی تھی۔

اچانک گاڑی کے اندر سے ایک آواز گونجی ' "چلو' گاڑی آگے بڑھاؤ۔ "

کوچوان ننھی لڑکی کو بازوؤں میں اٹھائے واپس آیا' اور گاڑی کی طرف منہ کر کے مودبانہ لہجے میں بولا' "جناب•••"

کھڑکی کا پردہ ذرا سا کھلا' اور دو آنکھیں باہر کی طرف جھانکتی دکھائی دیں۔ "اسے نیچے ڈال دو۔ "لیو چن کوئے نے پردے کے پیچھے سے حکم دیا۔

"سرکار' مہربانی کر کے اس کی جان بچا لیجئے۔ اسے زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ "نوجوان آدمی نے گڑگڑا کر کہا۔

"اگر وہ مر گئی تو کیا اس کا تابوت تم خریدو گے؟"

نوجوان نے ایک بار پھر منت کی' اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

لیو غصے سے کھول اٹھا' "موسم بہار کے تہوار سے پہلے ہی یہ منحوس واقعہ پیش آ گیا۔ اسے نیچے پھینک دو۔ "

نوجوان نے دل پر پتھر رکھتے ہوئے بچی کو دوبارہ زمین پر ڈال دیا' اور اسے اپنی روئی دار جیکٹ سے ڈھانپ دیا۔ اس نے گھوڑے کو چابک رسید کیا' اور گاڑی کھڑ کھڑ کرتی ہوئی برف سے ڈھکی ہوئی سڑک پر دوڑنے لگی۔ جب وہ گاؤں پہنچے تو اس وقت تک اندھیرا چھا گیا تھا۔ نوجوان نے گھوڑے کو ایک کھمبے سے باندھا اور تیزی سے اس جگہ واپس پہنچا جہاں اس نے لڑکی کو چھوڑا تھا۔ وہ اسے اپنے جھونپڑے میں لے گیا۔ اس کے جھونپڑے میں آگ جلانے کا کوئی وسیلہ نہیں تھا' اس لئے اس نے لڑکی کو حرارت پہنچانے کے لئے اسے رات بھر اپنے سینے سے چمٹائے رکھا۔ طلوع آفتاب کے وقت لڑکی نے اپنی آنکھیں کھول دیں•••

نوجوان خوشی کے عالم میں، دوڑتا ہوا اپنے مالک کے پاس گیا۔ "وہ زندہ ہے! وہ زندہ ہے!" وہ بے اختیار چلا اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ اس نے لیو سے التجا کی کہ وہ اسے اپنے پاس رکھ لے، اور یہ پیش کش کی کہ وہ اس کے عوض سال بھر بلا اجرت کام کرے گا۔

دبلی پتلی، منحنی سی پھیو لان کو ـــ کہ یہی اس ننھی لڑکی کا نام تھا ـــ لیو کے گھر میں دن بھر کڑی مشقت کرنی پڑتی تھی۔ وہ گیہوں پیستی تھی، کپڑے دھوتی تھی، سبزیاں صاف کرتی تھی، اور صبح سے شام تک کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتی تھی۔ لیو ہر وقت اسے دھمکاتا رہتا تھا، یہاں تک کہ اس کے کتے بھی اس پر غراتے رہتے تھے۔ وہ آنسو پیتے ہوئے اپنے کام میں جٹی رہتی۔ جب وہ اس چھوٹے سے جھونپڑے میں واپس پہنچتی تھی، تب کہیں جا کر اس کا دل ہلکا ہوتا تھا، کیوں کہ وہاں نوجوان کوچوان، سوچھنگ بڑے بھائی کی طرح اس سے پیار کرتا تھا۔

سات سال گزر گئے۔ اب پھیو لان بڑی ہو چکی تھی۔

ایک دن اس نے سوچھنگ سے پوچھا، بھائی سوچھنگ، تم اب تقریباً تیس سال کے ہو چکے ہو۔ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟"

سوچھنگ نے صاف دلی سے جواب دیا، "مجھ جیسے معمولی ملازم سے کوئی شادی نہیں کرے گا۔"

"کیا تم مجھے پسند نہیں کرتے؟"

سوچھنگ ششدر رہ گیا۔

"اگر تم مجھ سے نفرت نہیں کرتے تو مجھ سے شادی کر لو۔"

"نہیں، نہیں!" سوچھنگ نے احتجاج کیا۔

پھیو لان کی آنکھیں دمک رہی تھیں۔ وہ بولی، "مجھ سے شادی کر لو، بھائی سو چھنگ۔ ہم یہاں اپنا گھر بسائیں گے۔ میں زندگی بھر تمہاری خدمت کرتی رہوں گی۔"

سوچھنگ نے اسے روک دیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ "اب آگے مت بولو، مالک سن لے گا۔"

"تو کیا ہوا؟ میں یہاں بہت دکھ جھیل چکی ہوں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں بھیک مانگنے لگوں۔"

سوچھنگ ٹھنڈی سانس بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔

ایک دن لیو نے اس سے پوچھا، "سوچھنگ، کیا تم پھیو لان سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"نہیں... نہیں۔"

لیو ہنسنے لگا۔

ایک شام سوچھنگ کام سے واپس آیا تو اسے جھونپڑے کے اندر پھیو لان کے رونے کی آواز سنائی دی۔ وہ اندر گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک گنجا، بوڑھا آدمی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر کی طرف کھینچ رہا ہے، اور لیو ایک ہاتھ میں حقہ تھامے اسے پیچھے سے دھکیل رہا ہے۔ پھیو لان ان کے ساتھ جانے سے انکار کر رہی تھی اور دونوں ہاتھوں سے دروازے کی چوکھٹ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئی تھی۔ سوچھنگ کو دیکھتے ہی اس نے خود کو ان کی گرفت سے چھڑا لیا، اور دوڑتی ہوئی اس کے سینے سے چمٹ گئی۔ وہ روتے ہوئے بولی، "مجھے بچا لو، بھائی سو چھنگ!"

سو چھنگ اسے تھامے ہوئے خالی خالی نظروں سے لیو کی طرف دیکھتا رہا۔

لیو نے حقے کا کش لگاتے ہوئے کہا' "تم صحیح وقت پر آ گئے۔ اپنی بہن سے آخری بار مل لو۔ جلد ہی اس کی ایک اچھے گھرانے میں شادی ہو جائے گی اور وہ خوش حالی کی زندگی بسر کرنے لگے گی۔ یہ مسٹر لی ہیں۔"

"اس نے مجھے بیچ دیا ہے۔" پھیو لان روتے ہوئے بولی۔

یہ خبر اس پر بجلی بن کر گری۔ "سرکار ... آپ..." سو چھنگ کی زبان لڑکھڑانے لگی۔

لیو سر جھکائے حقہ گڑگڑاتا رہا۔

گنجے آدمی نے مشکوک نظروں سے سو چھنگ کی طرف دیکھا' اور گرج کر پھیو لان سے پوچھا' "یہ کون ہے؟"

پھیو لان خاموشی سے اپنے ہونٹ چبانے لگی۔

لی آگے بڑھا' اور اس نے پھیو لان کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے سوال کیا' "کیا تم اس کے ساتھ سو چکی ہو؟ بولو' جواب دو۔"

پھیو لان نے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے چیخ کر کہا' "ہاں' میں سات سال سے اس کے ساتھ سوتی رہی ہوں۔ میں بہت پہلے اس کی ہو چکی تھی۔"

لیو چن کوئے اپنی آنکھیں جھپکانے لگا۔

سو چھنگ پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ وہ ہکلاتے ہوئے بولا' "تم... تم..."

پھیو لان نے اپنا سر اس کے بازوؤں میں چھپا لیا' اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ سو چھنگ بھی رونے لگا۔

لی نے ایک سرد قہقہہ لگاتے ہوئے کہا' "مسٹر لیو' تم اس فاحشہ کو میرے پلے باندھنا چاہتے ہو' اور اس کے عوض اتنی زیادہ قیمت طلب کر رہے ہو؟" اس نے اپنی جیب سے سودے کی دستاویز نکالی اور اس کے پرزے پرزے کر دئے۔ پھر وہ باہر جانے کے لئے مڑا۔

لیو اسے روکنے کی کوشش کرتا رہا' لیکن وہ پیچھے کی طرف دیکھے بغیر تیزی سے باہر نکل گیا۔ لیو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے ہیو لان کے بال پکڑ لئے' اور اپنا حقہ زور سے اس کی پیشانی پر دے مارا۔ ...

......

صحن سے دھواں غائب ہو چکا تھا۔

ہیو لان نے غیر شعوری طور پر اپنا ہاتھ اٹھا کر پیشانی کے اس نشان کو چھوا جو لیو چن کوئے کے حقے کی ضرب نے لگایا تھا۔ اس میں سے اب تک ٹیسیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھیں۔ لیو اپنی غلطیوں کو بھول سکتا تھا' لیکن ہیو لان نہیں...

اس کی نظر اپنے پھاٹک کے سامنے کھڑی ہوئی ٹائلوں والی محراب پر پڑی۔ اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ یہیں گزارا تھا' پہلے ایک خادمہ کی حیثیت سے اور پھر مالکہ کی حیثیت سے۔ وہ پہلے غریب تھی' لیکن اب امیر نہ ہونے کے باوجود' بہت خوش تھی۔ اس دن وہ اپنی خون آلودہ پیشانی کے ساتھ لیو کے گھر سے بھاگ آئی تھی۔ پھر اس نے اپنے غریب دیہاتی ساتھیوں کی مدد سے ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا کر سو چھنگ سے شادی کر لی تھی۔ سو چھنگ کو ملازمت سے نکال دیا گیا تھا' اس لئے وہ اگلے ہی دن سے دوبارہ بھیک مانگنے کے لئے باہر جانے لگی۔ وہ اپنا گھر پا کر بہت خوش تھی۔ جب ۱۹۴۷ء میں گاؤں کو آزاد کرایا گیا' تو کسانوں نے لیو سے اپنا پرانا حساب چکا لیا۔ "کسانوں کی انجمن" کا صدر' جو اب پارٹی سکریٹری تھا' سو

چھنگ اور پھیو لان کو لیو کے گھر میں لے گیا۔ "آج سے یہ تمہارا گھر ہے۔" اس نے کہا، "تم نے اسے اپنے خون پسینے سے حاصل کیا ہے۔ یہ تمہارا ہے اور تمہارے بعد تمہارے بیٹوں اور پوتوں کا رہے گا۔"

پھیو لان پھاٹک سے چمٹ کر رونے لگی۔ اس کے بعد اسے سنگین ترین حالات میں بھی یہ خوف دامن گیر نہیں ہوا تھا کہ یہ مکان اس سے چھین لیا جائے گا۔ ۱۹۴۸ء میں جب کومنتانگ نے آزاد شدہ علاقوں پر حملہ کیا اور زمین داروں کے محافظ دستے واپس آ گئے تو خوف زدہ گاؤں والوں نے لیو کو اس کی وہ تمام چیزیں واپس کر دیں جو اصلاحات اراضی کے زمانے میں چھینی گئی تھیں۔ لیکن پھیو لان نے مکان واپس نہیں کیا۔ لیو چن کوئے نے بھی چالاکی سے کام لیتے ہوئے عجلت میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ جب کومنتانگ کی فوجیں بر خاص سے فرار ہو کر تھائی وان چلی گئیں، تو وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ بھاگ کر تھائی وان چلا گیا، اور پھر جاپان میں مقیم ہو گیا۔ ۱۹۶۲ء میں جب کومنتانگ نے ساحلی علاقوں میں خوف و ہراس پھیلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے مسلح دستے روانہ کئے تو سو چھنگ گھبرا گیا۔ لیکن پھیو لان کو ذرا سا بھی خوف محسوس نہیں ہوا۔ اسے یقین تھا کہ کمیونسٹ حکومت کو کبھی ہلایا نہیں جا سکتا۔ اب تمام زمین داروں اور امیر کسانوں کی پرانی درجہ بندی ختم کر کے انہیں نئے زمروں میں شامل کر لیا گیا تھا۔ یہ ایک معقول اقدام تھا، کیوں کہ ان میں سے بہت سارے لوگ کافی مصائب بھگت چکے تھے اور ایک نئی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن سون کیا ارادہ لے کر آیا ہے؟ کیا وہ کمیونسٹ پارٹی کے اشارے پر عمل کر رہا ہے؟

غم و غصے سے پھیو لان کا برا حال تھا۔ کنویں کی طرف جانے کے بجائے وہ سیدھی اپنے کمرے میں جا کر بستر پر گر پڑی۔ جب سو چھنگ نے کہا کہ وہ ڈاکٹر کو بلا لاتا ہے اور اس

کے لئے سوپ بنا دیتا ہے تو وہ تنک کر بولی ' "اتنی گھبراہٹ کس بات پر؟ بس میرا سر دبا دو۔ "

سو چھنگ نے اپنے انگوٹھے اس کی پیشانی پر رکھے اور مساج کرنے لگا۔

شام کو پارٹی سکریٹری آیا تو چھیو لان نے اس سے دریافت کیا' "کیا یہ درست ہے کہ پرانا نظام بہ حال کیا جا رہا ہے؟ "

اس نے اپنا پائپ سلگایا اور پلنگ پر بیٹھ گیا۔ "میں حیران ہوں کہ تم جیسی مضبوط کردار کی عورت اس قسم کا سوال کیوں کر رہی ہے! " اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

سو چھنگ نے اضافہ کیا' "چھیو لان ٹھیک کہتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سیاسی فضا امیروں اور طاقت وروں پر مہربان ہو رہی ہے۔ "

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو' سو چھنگ۔ یہ مت بھولو کہ یہ ایک کمیونسٹ ریاست ہے۔ "

"میرے دل میں ڈائریکٹر سون جیسے کمیونسٹوں کی کوئی قدر نہیں ہے۔ "

"تو پھر کل تم نے اس سے بحث کیوں نہیں کی تھی؟ "

چھیو لان اپنے شوہر کو گھورنے لگی' "یہ تو اتنا ڈرپوک ہے کہ اس کے منہ سے کوئی بات ہی نہیں نکلتی۔ "

پارٹی سکریٹری نے دیکھا کہ سو چھنگ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا تو وہ ہنس پڑا۔

چھیو لان نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا' "لیکن سون یہاں ایک کمیونسٹ افسر کی حیثیت سے آیا تھا۔ "

پارٹی سکریٹری نے پائپ کا کش لگایا اور اس کی تمباکو دہکنے لگی۔ "تمہارا یہ نکتہ درست ہے۔ اس جیسے نالائق کمیونسٹ ہماری پارٹی کے وقار کو تباہ کر رہے ہیں' اور اب

لوگوں کو اپنے آپ پر اعتماد نہیں رہا۔ سون جیسے لوگ مرغ باد نما ہیں اور سیاسی ہوا کے رخ پر چلتے ہیں۔ وہ اپنے اختیارات کے بل پر دوسروں کو پریشان کرتے ہیں' بالکل ناکارہ لوگ ہیں۔ اور ہمیں ان کے قول و فعل کی روشنی میں کمیونسٹ پارٹی کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ ٹھیک ہے نا' سو چھنگ؟"

"میں تم سے متفق ہوں۔"

چھیو لان اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کسی سوچ میں گم تھی۔

پارٹی سکریٹری نے اپنے پائپ سے راکھ جھاڑتے ہوئے پوچھا' "چھیو لان' تمہاری کیا رائے ہے؟"

"کل ہم کیا کریں گے؟" چھیو لان نے مسکراتے ہوئے اپنا سوال پیش کر دیا۔

"تم میزبان ہو۔ تمام کام تمہارے ہاتھ سے اور تمہاری مرضی کے مطابق ہو گا۔" اس نے انہیں بتایا کہ ایک کاؤنٹی کلرک تھوڑی دیر پہلے اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے اسے بتایا تھا کہ کاؤنٹی کے پارٹی سکریٹری چانگ نے سون کو ڈانٹ پلاتے ہوئے یہ ہدایت کی تھی کہ گاؤں والوں کو خود ہی فیصلہ کرنے دو کہ وہ لیو کا' جو صرف ایک مہمان کی حیثیت سے آرہا ہے' کس طرح خیر مقدم کرتے ہیں۔ کاؤنٹی کی حکومت لیو کو ایک کار فراہم کرے گی' لیکن اس کے ساتھ کوئی افسر نہیں ہو گا۔

چھیو لان نے اطمینان کا سانس لیا۔

"سچی بات یہ ہے کہ شروع میں یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ ہمیں اپنے پرانے دشمن کو ایک معزز مہمان کی حیثیت دینے کی کیا ضرورت ہے۔" سکریٹری نے اعتراف کیا' "بعد میں مجھے احساس ہوا کہ میری فکر وقت سے پیچھے رہ گئی ہے۔ ہمیں ہمیشہ پیچھے

کی طرف نہیں دیکھتے رہنا چاہئے اور پرانے واقعات کی روشنی میں حالات کا تجزیہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہم اس جیسے آدمیوں کو سال ہا سال سے دشمنوں کی حیثیت سے دیکھتے رہے ہیں۔ یہ معقول رویہ نہیں ہے۔ اگر وہ اچھا رویہ اختیار کرتے ہیں اور پارٹی اور سوشلزم کی حمایت کرتے ہیں تو انہیں ہمیشہ تعصب کی نظر سے دیکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مزید بر آں' لیو چن کوئے ایک محب وطن آدمی ہے۔ وہ ایک چینی ہے۔"

سوچھنگ غور سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

پھیو لان نے اپنا سر اٹھاتے ہوئے کہا' "ازراہ کرم' جاکر سکریٹری چانگ کو بتا دو کہ میری رگوں میں بھی چینی خون دوڑ رہا ہے اور میں کمیونسٹ پارٹی کے وقار کو مجروح نہیں ہونے دوں گی۔ اور ازراہ کرم ۰۰۰ لیو کو ہماری طرف سے یہاں آنے کی دعوت دے دو۔"

سکریٹری کے چہرے پر ایک خوش گوار مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہم کنویں کا کیا کریں؟" سوچھنگ نے پوچھا۔

"اپنا کام جاری رکھو۔"

(۴)

کنویں کے کنارے ایک ہتھ گاڑی اوندھی پڑی تھی۔ ہتھ گاڑی کے پہیے کو چرخی کے طور پر استعمال کر کے سوچھنگ اور اس کے گھر والے کنویں کی تہ سے پتھروں سے بھری

ہوئی ٹوکریاں اوپر کھینچ رہے تھے۔ چھیو لان زور سے آواز لگاتی ' "ایک ' دو ' کھینچو! " اور وہ سب ایک ساتھ مل کر زور لگانے لگتے۔

صحن سورج کی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔ سور اپنا پیٹ بھرنے کے بعد سور خانے کی دیوار سے اپنے جسم رگڑ رہے تھے۔ سفید رنگ کا ایک بڑا مرغا اپنا سر اوپر اٹھا کر بانگ دے رہا تھا۔ ہوا کا جھونکا آتا تو چھپر کے گرد لپٹی ہوئی کدو کی بیل کے پتوں پر رکے ہوئے شبنم کے قطرے نیچے ٹپکنے لگتے۔ چھجے کے نیچے لٹکتے ہوئے بھٹے طلائی روشنی میں چمک رہے تھے۔

خالی ٹوکری کنویں کی تہ میں اتار دی گئی تو چھیو لان نے اپنی پیشانی سے پسینا پونچھتے ہوئے زیر لب کہا ' "تیس سال گزر چکے ہیں۔ اس پر بڑھاپے کی علامات نمایاں ہو گئی ہوں گی۔ "

"وہ کتے کے سال * میں پیدا ہوا تھا۔ اب اے سال کا ہو گیا ہو گا۔ " سو چھنگ نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"شاید میں اسے پہچان نہ پاؤں۔ "

"کیا جاپان میں اس نے دوسری شادی کر لی تھی؟ "

"میں نے جو باتیں سنی ہیں ' اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے دوسری شادی نہیں کی۔ "

"وہ اپنی پر آسائش زندگی چھوڑ کر یہاں کیوں آگیا؟ اپنی جائداد واپس لینے کے لئے؟ سکریٹری چانگ نے کہا تھا کہ وہ صرف سیر کرنے کے لئے آیا ہے۔ تم اس بات پر یقین کرتی ہو؟"

---

* ملاحظہ کیجئے ' صفحہ ۳۶ -

"وطن چھوڑنے کا تصور بہت جان لیوا ہوتا ہے۔ ہمارے بعض پڑوسیوں نے بتایا ہے کہ یہاں سے جاتے وقت وہ رو رہا تھا۔ بے چارہ ..."

"تمہیں اس پر رحم کیوں آرہا ہے' جب کہ اس نے ہم پر کبھی رحم نہیں کیا؟" سو چھنگ نے غصے سے کہا۔

"یہ سب گزرے زمانے کی باتیں ہیں۔ جو ہو گیا' اسے بھول جانا چاہئے۔"

نیچے سے خوش خبری پہنچائی گئی' "ہم گیلی مٹی تک پہنچ گئے ہیں!"

تین دن کی جان توڑ مشقت کے بعد انہوں نے تیس فیٹ گہرا کنواں کھود لیا تھا۔

نو بجے کسی کار کے انجن کی آواز سنائی دی۔ سو چھنگ نے ہڑبڑا کر کہا' "وہ آ گیا۔"

چھیو لان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا' "شین ہوائے کے ابا' جا کر صاف کپڑے پہن آؤ' بستر پر تکیے کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔"

جب سو چھنگ چلا گیا تو وہ اپنے بیٹے سے بولی' "سائیکل اٹھاؤ اور تھوڑا سا بغیر چربی کا گوشت خرید لاؤ۔ میں اس کے لئے قیمے کے سموسے بناؤں گی۔ قیمے کے سموسے اسے بہت پسند ہیں۔"

شین ہوائے چلا گیا تو اس نے کھڑکی کے تختے پر رکھا ہوا سگریٹ کا پیکٹ کنویں میں پھینکتے ہوئے راج مستری کو آواز دی' "معاف کرنا' میرے گھر ایک مہمان آرہا ہے۔ جب تمہیں پانی نظر آئے تو مجھے آواز دے لینا۔" تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد اس نے اپنے کپڑوں سے گرد جھاڑی اور پھاٹک کی طرف چل پڑی۔

ایک پستہ قامت بوڑھا آدمی لڑکھڑاتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے بچوں کا ایک ہجوم تھا۔ کیا یہ وہی متکبر لیو ہے؟ وہ بالکل گنجا ہو چکا تھا' اور اس کی بھنوؤں کے بال

بھی اڑ چکے تھے' صرف کنپٹیوں کی طرف تھوڑے سے سفید بال چمکتے نظر آ رہے تھے۔ اس کے چہروں کی جھریوں میں وقت کے لگائے ہوئے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔ اس کی ٹانگیں کمزور ہو چکی تھیں اور وہ سر جھکائے چھڑی کے سہارے چل رہا تھا۔ اس کے بائیں بازو میں اب بھی ایک حقہ دبا ہوا تھا' جس سے دھوئیں کا ایک بل کھاتا ہوا مرغولہ ابھر رہا تھا۔

حقے پر نظر پڑتے ہی پھیو لان کانپ اٹھی۔

پھاٹک کے پاس پہنچ کر لیو نے آنکھیں میچتے ہوئے اس عورت کی طرف دیکھا' جو پھاٹک کے پہلو میں کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک جھینپی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ اپنا سر ہلانے لگا۔ شاید اس نے پھیو لان کو نہیں پہچانا تھا۔ پھر اچانک اس کا ہاتھ کانپنے لگا' اور اس کا حقہ چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ اس کی پیشانی پر زخم کا نشان دیکھ کر اس نے اپنی ٹمٹماتی ہوئی آنکھیں بند کر لیں۔

پھیو لان کے ہونٹ لرز رہے تھے' اور اس نے چوکھٹ کو اتنی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا کہ اس کے ناخن لکڑی میں پیوست ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

دونوں گم صم کھڑے رہے۔

اتنے میں ایک بچے نے چلا کر کہا' "دیکھو' بڈھے کا حقہ گر گیا۔" دوسرے بچے ہنسنے لگے۔

پھیو لان کا وجود ملے جلے جذبات کی زد پر تھا۔ اس نے لڑکوں کو شُشکار کر بھگا دیا۔ وہ بھاگ تو گئے' لیکن دور ہٹ کر تماشا دیکھتے رہے۔ پھر پھیو لان نے نیچے جھک کر اس کا حقہ اٹھایا۔ یہ وہی حقہ تھا' البتہ اس کے تانبے پر اس کی انگلیوں کے چھوڑے ہوئے نشانات اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔ اتنے طویل سالوں کے بعد وہ بھی تبدیل ہو گیا ہو گا۔

لیو نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ آگے بڑھایا' "اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں تو تم چھیو لان ہو۔ میں تمہیں اور اپنے آبائی گاؤں کو دیکھ کر کس قدر خوش ہوں ..."

چھیو لان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اس نے حقے پر لگی ہوئی مٹی جھاڑ کر حقہ اس کی طرف بڑھایا۔ "مہربانی کر کے اندر چلیں۔ سوچھنگ کے پاس آپ کے لیئے اچھی سی تمباکو رکھی ہوئی ہے۔"

"سوچھنگ کیسا ہے؟" لیو نے دونوں ہاتھوں سے حقہ تھامتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا ہے۔ یہ سب پارٹی کی دین ہے۔" چھیو لان نے سر موڑتے ہوئے آواز دی۔ "شین ہوائے کے ابا' ہمارے مہمان آگئے ہیں۔"

سوچھنگ اپنی جیکٹ کے بٹن بند کرتا ہوا' دوڑتا ہوا باہر آیا' لیکن لیو پر نظر پڑتے ہی ٹھٹھک کر رہ گیا۔

لیو نے گرم جوشی کے ساتھ اس سے ہاتھ ملایا' "تم بھی بوڑھے ہوتے جا رہے ہو۔"

سوچھنگ چند لمحوں تک گم صم کھڑا رہا۔ پھر وہ چونکتے ہوئے بولا' "میں مرغے کے سال میں پیدا ہوا تھا' اب ساٹھ سال کا ہو چکا ہوں۔"

چھیو لان ہنسنے لگی۔

اضطراب کی فضا چھٹ گئی' اور وہ صحن میں داخل ہوئے۔ چھیو لان نے لیو کو کنویں کے بارے میں خبر سنائی تو اس نے سر ہلاتے ہوئے پسندیدگی کا اظہار کیا۔ "زیر زمین پانی بہت اچھا ہے۔ اس مکان کی تعمیر کے وقت میں بھی یہاں کنواں کھدوانا چاہتا تھا' لیکن میں نے اس خوف سے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا تھا کہ کہیں اس سے میرے گھر پر کوئی آفت نازل نہ ہو جائے۔" وہ اپنے اس پرانے توہم پر ہنسنے لگا۔

"پانی، پانی!" کنویں کی تہ میں سے ایک آواز ابھری۔

پھیو لان نے خوشی سے سرشار ہو کر تالی بجائی اور کنویں کی طرف دوڑ پڑی۔ اس نے نیچے کی طرف جھانکتے ہوئے پوچھا، "کافی پانی ہے؟"

"ہاں، ایک چھوٹے سے سوراخ سے ابل رہا ہے۔"

پھیو لان نے مڑ کر اپنے شوہر سے کہا، "کوئی برتن لے آؤ۔"

سوچھنگ نے ٹوکری میں ایک تونبی ڈال کر اسے نیچے اتار دیا۔ جب اس نے اسے اوپر کھینچا تو وہ پانی سے بھری ہوئی تھی۔

"شین ہوائے کی اماں، چکھ کر دیکھو، میٹھا ہے یا کڑوا۔"

پھیو لان نے تونبی لے کر لیو کی طرف بڑھا دی۔ "اپنے آبائی گاؤں کا پانی پی کر دیکھیں۔"

لیو بہت متاثر ہوا، لیکن اسے تونبی لینے کا حوصلہ نہیں ہوا۔

"لیجئے۔" پھیو لان نے اصرار کیا، "ہم بعد میں اس کا پانی پیتے ہی رہیں گے۔"

"پیجئے، آپ ہمارے مہمان ہیں۔" سوچھنگ نے کہا۔

لیو نے لرزتے ہاتھوں سے تونبی کو تھاما اور پانی کے بڑے بڑے گھونٹ بھرنے لگا، حتیٰ کہ اس نے اس بات کا بھی انتظار نہیں کیا کہ مٹی تہ میں بیٹھ جائے۔ وہ آنکھیں نیم وا کئے اس کے ذائقے کا لطف اٹھاتا رہا۔

"میٹھا ہے؟" سوچھنگ نے پوچھا۔

لیو نے تونبی کو منہ سے لگا کر مزید دو تین گھونٹ بھرے۔ اس کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے۔

چھیو لان کی آنکھیں بھر آئیں' اور اس نے جلدی سے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔

کھیون لو

کھہ یون لو

کھہ یون لو ۱۹۴۷ء میں شنگھائی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں بیجنگ کے ایک سینئر مڈل اسکول سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہوں نے صوبہء شانشی میں ایک کسان کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۷۲ء سے وہ یوی چھی شہر کی ایک پولی مائڈ فائبر فیکٹری میں کام کر رہے ہیں۔

"تین کروڑ" کھہ یون لو کی پہلی تصنیف ہے۔ ان کے دو ناول "نیا ستارہ" اور "رات اور دن" بھی ادبی حلقوں میں بے حد مقبول ہیں۔

تین کروڑ

کھہ یون لو

(۱)

۱۹۷۹ء کے ابتدائی ایام۔ ایک زیر تعمیر ویناٹلون فیکٹری۔

عمارتوں کے درمیان سریوں اور تختوں کے ڈھیر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے۔ یخ ہوا میں سیمنٹ کے تھیلوں کے پھٹے ہوئے ٹکڑے اڑتے پھر رہے تھے۔ اس وقت ہلکی صنعت کے صوبائی بیورو کے کئی اعلیٰ عہدے دار زیر تعمیر عمارت کا معائنہ کر رہے تھے اور کارخانے کی تعمیراتی کمیٹی کے اراکین ان کے ہم راہ تھے۔

"تین کروڑ اور تخفیف نہ ہو' ایک فین کی بھی تخفیف نہ ہو؟ بڑا سخت مطالبہ ہے' کیوں؟" جس آدمی نے یہ الفاظ ادا کئے تھے' وہ بیورو کا پارٹی سکریٹری اور ڈائریکٹر' تینگ

منگ تھا۔ اس کی متجسس نظریں ہر شخص کو ٹٹول رہی تھیں ' جس سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ تانا بانا بننے میں مصروف تھا۔ اس کے سر پر چھوٹے چھوٹے سیاہ و سفید بال نظر آ رہے تھے۔ اس کی پیشانی کی لکیریں غیر معمولی طور پر گہری تھیں 'اور چہرے کی سلوٹیں چٹانوں کی دراڑوں کی طرح ناہموار اور سخت تھیں۔ اس کا ظریفانہ لہجہ واضح طور پر اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ ناخوش ہے۔

ڈائریکٹر تینگ جسے حال ہی میں اس کے سابقہ عہدے پر بہ حال کیا گیا تھا' ایک غیر معمولی آدمی تھا۔ "ثقافتی انقلاب" سے قبل وہ ایک محتاط اور فرض شناس شخص کی حیثیت سے پورے صوبے میں معروف تھا' اور اس کے کارہائے نمایاں کی فہرست خاصی طویل تھی۔ اس کے موجودہ دورے کا مقصد وینائلون فیکٹری کے مجوزہ ضمنی بجٹ کا جائزہ لینا تھا۔ یہ فیکٹری گذشتہ دس سال سے زیر تعمیر تھی اور ایک "طول طویل منصوبے" کی حیثیت سے مشہور تھی۔ اس سال جیسے تیسے یہ پلان پیش کیا گیا تھا کہ اگلے بارہ مہینوں کے دوران میں اس کی تعمیر کا کام مکمل کر لیا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ "جوائنٹ کنسٹرکشن ڈائریکٹنگ کمیٹی" نے جو وینائلون فیکٹری (فریق الف) اور صوبائی تعمیراتی کمپنی کے نویں شعبے (فریق ب) کے نمائندوں پر مشتمل تھی' یہ درخواست بھی پیش کی تھی کہ انہیں مزید تین کروڑ یوان کی رقم فراہم کی جائے۔ یاد رہے کہ شروع میں فیکٹری کی تعمیر کا بجٹ پانچ کروڑ یوان کا تھا۔ تاہم اسراف کی وجہ سے سرمایہ کاری کی رقم میں بار بار اضافہ ہوتا رہا۔ اب تک پندرہ کروڑ یوان صرف ہو چکے تھے۔ بلاشبہ ایک ایسے منصوبے کے لئے جسے شروع میں پانچ کروڑ یوان درکار تھے' مزید تین کروڑ یوان کی منظوری دینا ایک لغو بات تھی۔

ڈائریکٹر تینگ کو بہ خوبی احساس تھا کہ اس وقت سرمایہ کاری میں تخفیف ایک انتہائی

مشکل کام تھا۔ پلاننگ کمیٹی، کنسٹرکشن کمیٹی اور مرکزی حکومت بھی اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے کوئی ٹھوس حل تلاش نہ کر سکی تھیں۔ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ موجودہ صورت حال کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن وہ اس "موجودہ صورت حال" میں جس کا مقابلہ کرنے کی جرات کسی میں نہیں تھی، تبدیلی لانے کا عزم کر چکا تھا۔ وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے اسے سازگار عوامل مہیا ہیں: وینائلون فیکٹری کا پارٹی سکریٹری اور جوائنٹ کنسٹرکشن ڈائریکٹنگ کمیٹی کا چیف ڈائریکٹر، چانگ آن پانگ ایک ایسا کادر تھا جو ۱۹۶۵ء میں اس کے ساتھ ایک ٹیکسٹائل فیکٹری میں کام کر چکا تھا۔ چانگ کی تربیت اور ترقی اسی کی مرہون منت تھی۔ وہ چانگ کو اچھی طرح جانتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ وہ اس کے موجودہ مشن میں اس کی مدد کرے گا۔

تاہم، اس کی توقعات پوری نہیں ہوئیں۔ دس سال سے بھی زیادہ عرصے سے ان دونوں کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا، اور اب چانگ آن پانگ ایک اجنبی اور ناقابل فہم شخص میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اگرچہ وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا کہ ایک پرانے افسر کی حیثیت سے چانگ گرم جوشی اور خوش اخلاقی سے پیش آ رہا تھا، لیکن گذشتہ چند دنوں سے ضمنی بجٹ کا جائزہ لینے کا کام گہری دھند میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔ بہ ظاہر معاملہ بے نقص محسوس ہو رہا تھا اور اس بات کا کوئی ثبوت نظر نہیں آیا تھا کہ مزید رقم کا مطالبہ غیر معقول ہے۔ اگر حساب کتاب طلب کیا جاتا تو فوراً "بجٹ رپورٹوں" اور "تخمینوں کی رپورٹوں" کا دو فیٹ اونچا ڈھیر پیش کر دیا جاتا۔ یہ رپورٹیں سیکڑوں صفحات پر مشتمل تھیں جن میں کمپیوٹر کی مدد سے ہزاروں اعداد درج کئے گئے تھے۔ اگر تجاویز طلب کی جاتیں تو جوائنٹ کنسٹرکشن ڈائریکٹنگ کمیٹی کے دونوں فریق پہلے ہی سے مفصل رپورٹیں تیار کر چکے تھے۔ قصہ کوتاہ، نظر یہی آتا تھا

کہ بجٹ صداقت پر مبنی ہے' اور کمی صرف اس بات کی ہے کہ فوری طور پر اس کی منظوری دے دی جائے۔

تاہم سطحی خوش اخلاقی اور افسرانہ رکھ رکھاؤ دیکھ کر تینگ منگ کی جھلاہٹ میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ انجام کار وہ یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ کسی نے سچائی پر ایک گہرا پردہ ڈال رکھا ہے' اور یہ کہ حقائق ابھی تک اس کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟ چانگ آن پانگ کا؟ تینگ منگ ابھی کسی فیصلے پر نہیں پہنچا تھا۔

"ہم نے بجٹ میں تخفیف کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ اب اس میں اس سے زیادہ تخفیف نہیں ہو سکتی۔" یہ جملہ خود فیکٹری کے پارٹی سکریٹری چانگ آن پانگ نے ادا کیا تھا۔ اس کا بیضوی چہرہ لمبوترا اور بھرابھرا تھا' اور اس کی آنکھوں میں زندگی کی بھرپور چمک جھلکتی نظر آتی تھی۔ اگرچہ اس نے ایک سادہ سی بات کی تھی' لیکن اس کی آواز میں تمکنت جھلک رہی تھی۔ تاہم اس کے لہجے سے یہ بھی محسوس ہو رہا تھا جیسے ایک ماتحت اپنے ایک پرانے افسر سے اپنی جاں فشانی کی داد طلب کر رہا ہو۔ یہ چند الفاظ ادا کرنے کے بعد اس نے مسکراتے ہوئے اپنے ماتحتوں کی طرف دیکھا جو پروانہ وار اس کے گرد کھڑے ہوئے تھے' اور خوشامدانہ مسکراہٹوں کے ذریعے' سر ہلا ہلا کر اس کی تصدیق کر رہے تھے۔

"یہ کیا ہے؟" تینگ منگ نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا' جسے عارضی استعمال کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ دیکھنے میں یہ ایک خستہ حال گودام کی طرح تھی۔

"یہ عارضی ڈائننگ ہال ہے۔" چانگ آن پانگ نے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔ اس نے پہلو والی عمارت کی طرف اشارہ کیا جو اصلی ڈائننگ ہال تھا اور اس وقت سیمنٹ اور

مشینوں سے بھرا ہوا تھا۔ "جگہ کی کمی کے باعث اسے عارضی گودام بنالیا گیا' اسی لئے ہمیں یہ عارضی ڈائننگ ہال تعمیر کرنا پڑا۔ مجھے یقین ہے' آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مزدوروں کو کھلے آسمان کے نیچے کھانا نہیں دیا جاسکتا۔"

اسی اثنا میں وہ "عارضی ڈائننگ ہال" میں داخل ہوئے۔ اوپر نرسل کی چٹائیاں تھیں جو چھت کا کام دے رہی تھیں۔ نیچے فرش کے نام پر ٹوٹی ہوئی اینٹیں بچھی نظر آرہی تھیں۔ کھڑکیوں میں چوکھٹیں غائب تھیں۔ پلاسٹک کی شیٹوں کو بے ترتیبی سے لکڑی کے ٹکڑوں سے باندھا گیا تھا' جو ہوا میں جھول رہی تھیں۔ واقعی ہر چیز پر "عارضی" کی چھاپ نظر آرہی تھی۔ ہلکی صنعتوں کے بیورو کے تعمیراتی محکمے کے ایک ڈائریکٹر نے تصدیق کی' "انہوں نے عارضی ڈائننگ ہال کی تعمیر کے لئے تحریری درخواست پیش کی تھی۔"

تینگ منگ نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور جھلا کر کہا' "واہ' کیا شاندار عارضی ڈائننگ ہال ہے! ••• اگر اسے عارضی استعمال کے لئے بنایا گیا تھا تو دیواروں کے لئے سیمنٹ اور چونے کا مسالا کیوں استعمال کیا گیا ہے؟ اور یہ شہ تیر؟ ••• کیا یہ خدشہ لاحق تھا کہ اسے نیچے گرانا بہت آسان ہوگا' ایں؟" تینگ منگ انتہائی غصے کے عالم میں ہر اس چیز کی طرف اشارہ کرتا جارہا تھا' جس پر اس کی نظر پڑرہی تھی۔ "اتنی بڑی جگہ' چوڑے دروازے اور چوڑی کھڑکیاں۔ دیکھو' پارٹیشن والی دیواروں تک کی بنیادیں کھودی گئی ہیں۔ تو یہ ہے عارضی ڈائننگ ہال؟ ••• میں بتاتا ہوں' یہ تو ایک بہت بڑا کلب بن سکتا ہے' بس معمولی سی تبدیلی کی ضرورت ہوگی ••• واہ' ایک بے بنیاد بجٹ بنانا' اور ایسی عمارتیں تعمیر کرنا جن کا پلان میں کوئی تذکرہ نہیں۔ یہ مجرمانہ فعل ہے۔"

اس قطعی طور پر غیر متوقع جرح سے ہر شخص سکتے میں آگیا۔ فضا پر شرمندگی اور

خدشات کے احساسات چھاگئے۔ کسی کو بھی یہ اندازہ نہیں تھا کہ ڈائریکٹر تینگ کی نظریں اتنی آسانی سے سب کچھ دیکھ لیں گی۔ معاملہ خاصا سنگین تھا۔

چانگ آن پانگ قدرے ناخوش نظر آرہا تھا۔ اس نے دوسرے لوگوں پر نظر دوڑائی اور پھر تینگ منگ کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر ایک پر سکون مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ معذرت آمیز لہجے میں بولا' "ڈائریکٹر تینگ' واقعی کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ یہ ناگزیر تھا' کیوں کہ کئی سالوں تک انتہائی بائیں بازو کی پالیسیوں پر عمل ہوتا رہا۔ ' پیداوار پہلے' رہن سہن بعد میں' جیسے نعروں کی موجودگی میں کھلم کھلا کلب چلانے کی جرات کون کر سکتا تھا۔ آپ کو بھی معلوم ہے' اس کی منظوری نہیں مل سکتی تھی ۰۰۰ ہماری فیکٹری کے بیش تر مزدور نوجوان ہیں' اور ہمیں ان کے ثقافتی مفادات کا بھی دھیان رکھنا پڑتا ہے۔ "

اس نرم اور معقول دفاعی دلیل نے فضا کو تبدیل کر دیا۔ ہر شخص پر سکون نظر آنے لگا' اور دل ہی دل میں چیف ڈائریکٹر چانگ کو داد دینے لگا۔ یہ محسوس ہونے لگا کہ اب تینگ مینگ الجھن میں گرفتار ہو گیا ہے' اور اس کے لئے جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔

"اچھا' تو تم اس کا کریڈٹ بھی لینا چاہتے ہو' کیوں؟" تینگ منگ نے طنزیہ لہجے میں کہا' "جانتے ہو' یہ ۱۹۷۹ء ہے ۰۰۰ تم اب بھی ہیر پھیر کر رہے ہو' دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہو؟" جب اس نے دیکھا کہ چانگ آن پانگ اپنے دفاع میں مزید کچھ کہنا چاہتا ہے' تو فوراً ہاتھ لہراتے ہوئے اسے روک دیا۔

"سب سے پہلے' ایک رپورٹ پیش کرو کہ یہ عارضی ڈائننگ ہال عذر لنگ کے تحت چلایا جا رہا ہے' اور پھر تادیبی کارروائی کا سامنا کرنے کی تیاری کرو۔ "

ایک بار پھر ہر شخص سکتے میں آگیا۔

"اس کے بعد بیورو کو ایک اور رپورٹ بھیجو' اور مجوزہ کلب کے لئے اس کی منظوری حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ سمجھ گئے؟"

یہ دونوں فیصلے تیزی کے ساتھ سامنے آئے' جیسے بعض اوقات آسمان پر اچانک بجلی کڑک اٹھتی ہے۔ اب تمام لوگوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ ڈائریکٹر تینگ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔

تینگ منگ بولتا رہا۔ اس کی متجسس' عقابی نظریں تعمیراتی کمیٹی کے تمام ارکان کو ٹٹول رہی تھیں۔ "مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ تمہارا چیف ڈائریکٹر اصولوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا۰۰۰اگر وہ اس قسم کا طرز عمل اختیار کر رہا تھا' تو دوسرے کامریڈ کہاں تھے؟ تم میں سے کسی نے اعتراض کیوں نہیں کیا یا کم از کم اس معاملے میں حکام بالا کو مطلع کیوں نہیں کیا؟"
اس کے جواب میں کسی نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ ہر طرف گمبھیر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

حقیقت یہ تھی کہ جب کسی ادارے کے کادروں کو حکومت سے رقم درکار ہوتی تو وہ اکثر "اجتماعی مفاد" کا پرچم اٹھا کر متحد ہو جاتے۔ یہ ایک فطری اور قابل فہم رویہ تھا۔ اس "اجتماعی مفاد" کو سبوتاژ کرنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا' کیوں کہ ہر شخص کو اپنا حصہ' چھوٹا یا بڑا' مطلوب ہوتا تھا' اور ہر شخص اپنے ادارے میں' اپنے عہدے پر برقرار رہنا چاہتا تھا۔ یہ رویہ عام تھا' اسی لئے گذشتہ چند دنوں سے تینگ منگ غصے کی آگ میں سلگ رہا تھا۔

اس وقت کسی بھی شخص کو' سوائے پائی شا کے' اس کی غیظ آلود آنکھوں میں جھانکنے کی جرات نہیں ہو رہی تھی۔ پائی شا ایک ادھیڑ ٹیکنیشین اور وینائلون فیکٹری کے دفتر تعمیرات کی سربراہ تھی۔ وہ لاپروائی سے اپنی ایک لٹ کو برش سے پیچھے کی طرف جمانے لگی جو اس کے نیلے اسکارف سے جھانکتی ہوئی اس کی پیشانی پر بکھر گئی تھی۔ اس نے تیزی سے تینگ منگ پر

نظر ڈالی ' اور لاپروائی سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"کامریڈ پائی شا' میں جانتا ہوں کہ بجٹ پر عمل در آمد کی ذمے داری تم پر عاید ہوتی ہے۔ تم نے اصولوں پر زور کیوں نہیں دیا؟" تینگ منگ کی نظریں تنقیدی انداز میں اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پائی شا کے چہرے پر فوراً غصے کی ہلکی سی سرخی نمودار ہو گئی اور اس کی آنکھوں میں عداوت کا رنگ جھلکنے لگا۔

"ڈائریکٹر تینگ ' دراصل تمام معاملات کی ذمے داری مجھ پر عاید ہوتی ہے۔" چانگ آن پانگ نے آگے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں خلوص جھلک رہا تھا۔ "تمام کامریڈوں نے اپنا اپنا کام بہت محنت سے کیا ہے' اور گذشتہ چند سالوں کے دوران میں وہ خاصی دشواریوں سے گزرے ہیں۔ تمام غلطیاں میری ہیں۔ واقعی' اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ مزید برآں ' عارضی ڈائننگ ہال کا معاملہ تین کروڑیوان کی رقم سے کوئی تعلق بھی نہیں رکھتا۔۔۔"

"کوئی تعلق نہیں رکھتا؟ اس کی ذمے داری تم پر عاید ہوتی ہے؟ تو پھر دیکھتے جاؤ' تمہیں بہت سے معاملات میں جواب دہی کرنی پڑے گی۔" تینگ منگ نے چانگ آن پانگ کو کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں کہا' "عارضی ڈائننگ ہال" کے سلسلے میں چانگ نے جس چالاکی کے ساتھ عذر پیش کیا تھا' اس کی وجہ سے اس کے اس شبہے کو تقویت پہنچی تھی کہ تین کروڑیوان کا مطالبہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ اس نے پائی شا کی طرف دیکھا اور دوبارہ پوچھا'

"پائی شا' تین کروڑیوان کی رقم کے بارے میں تمہاری حتمی رائے کیا ہے؟"

"سچ تو یہ ہے کہ یہ وینائلون فیکٹری کی تکمیل کے لئے کم سے کم رقم ہے۔ اس معاملے میں ہم سب کا موقف یکساں ہے۔" پائی شا کے بجائے چانگ آن پانگ نے جواب دیا۔ اس

کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی' اور وہ ایک بار پھر ایک پرانے ماتحت کے لہجے میں بول رہا تھا۔ وہ فضا میں پھیلی ہوئی کشیدگی کو دور کرنے کے لئے بے تاب تھا۔

"آن پانگ' یہ کچھ عجیب سی بات لگتی ہے' ہے نا؟" تینگ منگ کی آنکھوں میں سختی اور برہمی جھلک رہی تھی' "ہر شخص کی طرف سے تم ہی بول رہے ہو۔ یہ گونگی تو نہیں ہے۔"

چانگ آن پانگ دھیرے سے مسکرا دیا۔ اس کے رویے سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ تینگ منگ کی ہر تنقید قبول کرنے پر آمادہ ہے۔

"پائی شا' ہمیں اپنی حتمی رائے سے آگاہ کرو۔ تم اپنے باس کی محتاج نہیں ہو۔" تینگ منگ نے کہا۔

"محتاج؟ میں نے محتاج بننا سیکھا ہی نہیں۔" پائی شا نے تنک کر کہا۔ تینگ منگ کے الفاظ سے اس کی عزت نفس مجروح ہوئی تھی۔ وہ تیس سال سے زیادہ عرصے سے ایک ٹیکنیشین کی حیثیت سے کام کر رہی تھی اور اس نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی۔ وہ ہر معاملے سے قطعی طور پر لاتعلق رہتی تھی۔ اس کی رائے یہ تھی کہ کسی بھی معاملے میں سنجیدگی سے حصہ نہیں لینا چاہئے۔ تین کروڑ یوان کی رقم کا مطالبہ اس کی صحت پر کسی بھی طرح اثرانداز نہیں ہوتا تھا' اس لئے یہ اس کے لئے ایک معمولی سے مسئلے کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نے بجٹ کی تیاری میں حصہ لیا تھا' لیکن یہ کام بے دلی کے ساتھ کیا تھا۔ فیکٹری میں وہ ہمیشہ غالب رجحان کا ساتھ دیتی تھی اور ہر روز آٹھ گھنٹے تک جیسے تیسے اپنے کام میں مصروف رہتی تھی۔

"پائی شا' ذرا پرسکون رہو۔" چانگ آن پانگ نے محتاط انداز میں اس کی سرزنش

کرتے ہوئے کہا، ''ڈائریکٹر تینگ تین کروڑ یوان کے بجٹ کے بارے میں تمہاری رائے جاننا چاہتے ہیں۔''

''میری کوئی رائے نہیں ہے۔'' پائی شا نے کہا۔ اس کی سرد مہری ابھی برقرار تھی۔

''غالباً تین کروڑ یوان کی رقم ضرورت سے مطابقت رکھتی ہے۔'' اس نے تینگ منگ کی طرف دیکھا تک نہیں، بس دھیرے سے اپنا اسکارف لہراتے ہوئے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔

''غالباً؟ کیا اقتصادی منصوبہ بندی کرنے والے لوگ اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں؟'' تینگ منگ غصے سے کھول رہا تھا، حتیٰ کہ اس کے رخسار بھی پھڑک رہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں تلوار جیسی چمک نظر آ رہی تھی۔ ہر شخص گم صم کھڑا تھا۔ ان گونگے چہروں کو دیکھ کر تینگ منگ کو خیال آیا کہ اسے اشتعال میں نہیں آنا چاہئے۔ اشتعال میں آنا گویا اپنی کم زوری اور بے چارگی کا اظہار کرتا تھا۔ وہ اس پردے کو نوچ پھینکنے کے لئے بے تاب تھا، جس نے حقائق کو چھپا رکھا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک کار آمد شخص کا ہیولا ابھرا اور اس نے چانگ آن پانگ کو حقارت آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے متین اور تحکم آمیز لہجے میں کہا، ''ٹھیک ہے، اگر یہی بات تو پھر میں اس معاملے کی چھان بین کے لئے ایک ماہر کو بلاؤں گا۔ چھیان —— وی —— چھونگ ... تم نے کبھی اس کا نام سنا ہے؟''

پائی شا نے جبلی انداز میں مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے حیرت ٹپک رہی تھی۔

چانگ آن پانگ نے اس بات کا تصور تک نہیں کیا تھا کہ تینگ منگ اس قسم کی چال چل سکتا ہے۔ تاہم اس نے خوش دلی کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے کہا، ''یہ تو بہت اچھی بات

ہے! یہ تو اور بھی زیادہ قابل اعتماد ذریعہ ہو گا۔ " اس کی مسکراہٹ بے چینی کی ہلکی سی بھی جھلک نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ چھیان وی چھونگ کون ہے، لیکن اسے یقین تھا کہ مستعد ترین ماہر بھی چند دن کے اندر، اعداد و شمار کی بھول بھلیوں میں گھر کر، کوئی قابل اعتراض نکتہ دریافت کرنے میں کام یاب نہیں ہو سکتا۔

"بہتر ہے کہ تم خود ہی تخفیف کر لو ••• بعد میں کسی گڑبڑ کا انکشاف ہوا تو تمہاری خیر نہیں۔ " تینگ منگ نے کہا۔

(۲)

اس سہ پہر کو پائی شاچانگ آن پانگ سے ملنے اس کے گھر پہنچی۔

"اگر بجٹ پر نظر ثانی کرنی ہی ہے تو ہمیں شروع سے آخر تک اس پر نظر ڈال لینی چاہئے۔ موجودہ حالت میں وہ چھیان وی چھونگ کی جانچ پڑتال کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ " اس نے دوٹوک انداز میں اعلان کیا۔

"یہ اتنا برا بھی نہیں ہے۔ " چانگ آن پانگ سرہلاتے ہوئے مسکرا دیا۔ وہ ذرا بھی پریشان نظر نہیں آ رہا تھا، کیوں کہ دوپہر تک وہ مکمل معلومات حاصل کر چکا تھا۔ چھیان وی چھونگ ہلکی صنعتوں کے بیورو کا ایک عام سا انجینئر تھا اور ڈیزائننگ کے شعبے میں کام کرتا تھا۔ اس کا بیٹا چھیان شیاؤپو وینا ئلون فیکٹری میں کام کرتا تھا۔

"شاید تمہیں یقین نہ آئے' ایک زمانے میں وہ بجٹ بنانے میں زبردست مہارت رکھتا تھا' اور اس کی شہرت پورے ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ " پائی شا نے اسے یاد دلایا۔

چانگ آن پانگ چند لمحوں تک سوچ میں ڈوبا رہا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ چھیان وی چھونگ بجٹ بنانے میں مہارت رکھتا تھا' اور وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس قسم کے نام نہاد ماہرین کس قدر با اثر ہوتے ہیں۔ اپنی حیرت اور پریشانی کو چھپانے کے لئے وہ مشفقانہ اور مزاحیہ انداز میں ہنسنے لگا۔ یہ انداز اس وقت رونما ہوتا تھا جب وہ اپنے ماتحتوں سے گفتگو کرتا تھا۔

"تو تم ڈر رہی ہو؟ کیوں؟ یہ تو ہمارے کام کا حصہ ہے۔ "

"ڈر؟ میں کیوں ڈروں گی؟ " پائی شا نے جھنجلا کر چبھتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں تو صرف یہ محسوس کرتی ہوں کہ خواہ مخواہ مصیبت مول لینے کی کیا ضرورت ہے' اور بس۔ " یہ الفاظ ادا کرتے ہی وہ مڑی اور وہاں سے چلی گئی۔

چانگ آن پانگ نے اس کے نازک سائے کو دروازے سے اوجھل ہوتے دیکھا' اور اسے یہ محسوس ہونے لگا کہ صورت حال سنگین ہے' اور یہ کہ اسے فوری طور پر جوابی اقدام کرنا چاہئے۔ تاہم وہ چند لمحوں تک صوفے پر بیٹھا رہا' جیسے مراقبے میں ڈوبا ہوا ہو۔ پھر اچانک اسے وہ گفتگو یاد آگئی جو اس کے اور تینگ منگ کے درمیان صبح کو معائنے کے بعد' تنہائی میں ہوئی تھی۔ اس کے الفاظ میں اس قدر خلوص اور سچائی جھلک رہی تھی کہ چانگ آن پانگ اس سے کسی حد تک متاثر ہو گیا تھا۔ اب اس کے ذہن میں تینگ منگ کی متین اور مہربان آنکھوں کا عکس ابھرا تو وہ "تین کروڑ" کے بارے میں نئے سرے سے غور کرنے لگا۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ یہ کال بیورو آف میٹیریلز سے آئی تھی' جس کے ذریعے مزدوروں کی بھرتی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ چانگ آن پانگ نے کچھ فاضل

اسامیاں نکالنے کا وعدہ کیا تھا' تاکہ بیورو کے بعض ڈائریکٹروں کے بیٹوں بیٹیوں کو صوبائی تعمیراتی کمپنی میں ملازمتیں دے جاسکیں - - یہ معاملہ بھی "تین کروڑ" کے معاملے سے تعلق رکھتا تھا۔ چوں کہ بیورو آف میٹیریلز کے لوگ ہمیشہ رعب دکھاتے رہتے تھے' اس لئے چانگ آن پانگ ان کا ہر مطالبہ بلاچوں وچرا تسلیم کر لیتا تھا۔

اس ایک ٹیلی فون کال سے چانگ آن پانگ کو پوری تصویر واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔ تین کروڑ کی رقم کے پیچھے اسے بہت سے ڈائریکٹروں اور محکموں کے سربراہوں کے چہرے جھلملاتے دکھائی دے رہے تھے۔ جوں ہی اس نے ریسیور رکھا' اس کا عزم ایک بار پھر بلند ہو گیا۔ وہ "تین کروڑ" حاصل کر کے ہی رہے گا۔

بلاشبہ' وہ اس رقم میں سے ایک فین کو بھی ہاتھ نہیں لگائے گا۔ تاہم وہ پوری رقم حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا' ورنہ اس کی بہت سی چالیں ناکام ہو جاتیں۔ مثال کے طور پر' سارے اسسٹنٹ سکریٹری اور اسسٹنٹ منیجر الگ الگ عقبی احاطوں والے اعلیٰ قسم کے مکانات میں رہنے کے خواہش مند تھے۔ ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ ایک گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کا مطالبہ کر رہا تھا' اور اس کی خواہش تھی کہ یہ گیسٹ ہاؤس اس کے کنٹرول میں دے دیا جائے۔ اسپتال کا ڈائریکٹر میڈیکل بلڈنگ میں ایک اور منزل کی تعمیر کا مطالبہ کر رہا تھا' تاکہ اسے ایک زیادہ کشادہ اور زیادہ آرام دہ دفتر مل سکے ۱۰۰۰ اس قسم کے لوگوں نے فیکٹری کے لیڈر کے طور پر اس کی حیثیت کو مستحکم کرنے میں بڑی مدد دی تھی' اس لئے وہ ان کے مطالبات پورے کرنے کا پابند تھا۔ صرف یہ ایک عامل ہی اسے "تین کروڑ" کے لئے لڑنے پر ابھارنے کے لئے کافی تھا۔ وہ انہیں مایوس کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا' کیوں کہ اس طرح وہ لازماً مستقبل میں ان کی حمایت سے محروم ہو جاتا' بلکہ وہ اس کے خلاف سازباز بھی کر

سکتے تھے۔

درحقیقت "تین کروڑ" حاصل کرنے کا مقصد ان تمام باتوں سے کہیں زیادہ وسعت رکھتا تھا۔ ایک بڑی فیکٹری کا منیجر ہونے کے ناتے' جس کے پاس بے شمار سرمایہ' ڈھیروں سازوسامان' بہت سی کاریں اور وسیع تعلقات تھے' وہ اپنی ماہرانہ چالوں کے ذریعے معاشرے میں غیر مرئی طور پر ایک حاکمانہ حیثیت حاصل کر سکتا تھا۔ اسے پر تعیش زندگی گزارنے کا شوق تھا' اور اپنے گھر کو سوفوں' ٹیلی ویژن اور ریفریجریٹر کے علاوہ بہت سی دوسری من پسند اشیاء سے آراستہ کرتا تھا۔ ایک اقتدار پسند شخص ہونے کے ناتے وہ اس طرح اپنے عروج کے لئے ایک ٹھوس بنیاد قائم کر سکتا تھا۔

بلاشبہ وہ اقتدار کی ہوس لے کر پیدا نہیں ہوا تھا۔ "ثقافتی انقلاب" کے آغاز کے وقت اسے فیکٹری میں اسسٹنٹ منیجر کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے صرف ایک سال کا عرصہ ہوا تھا۔ اسے "برسراقتدار گروپ" کا رکن گردانتے ہوئے وہاں سے باہر بھیج دیا گیا' اور اسے چند دن تک گائیوں کے ایک باڑے * میں رہنا پڑا۔ اس زمانے میں اسے سب سے زیادہ پچھتاوا اس بات پر ہوتا تھا کہ وہ اسسٹنٹ منیجر کیوں بنا تھا۔ تاہم اس نے "سیاست" سیکھنے میں دیر نہیں لگائی۔ وہ دانش مندی سے کام لیتے ہوئے دوسری طرف چلا گیا' اور اس نے واضح الفاظ میں یہ اعلان کر دیا کہ اس کی وفاداریاں کس کے ساتھ ہیں۔ پھر وہ اندھادھند طوفان خیز فضا میں ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ وہ اور بھی زیادہ تیزی کے ساتھ سیاست کے حقیقی

---

* "ثقافتی انقلاب" کے دوران میں یہ اصطلاح ان مقامات کے لئے استعمال کی جاتی تھی' جہاں لوگوں کو نظر بند کیا جاتا تھا' اور وہاں ان سے کڑی جسمانی مشقت کرائی جاتی تھی۔

مزاج کو پہچاننے لگا' اور آخر کار اس نے اس کی باریکیوں پر عبور حاصل کر لیا۔ یہ درست ہے کہ تیز رفتار سیاسی دھاروں اور خطرناک گردابوں کی زد میں آ کر وہ کئی بار نیچے جا گرا' لیکن وہ ہمیشہ سطح پر آنے میں کام یاب رہا۔ اس طرح اس عمل کے دوران میں اس نے اپنی پرانی روح کو دفن کر دیا اور خود کو ایک نئے قالب میں ڈھال لیا۔ اب دس سال سے زیادہ عرصے تک سیاسی زندگی کے نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے زیادہ عجلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تاہم اس دوران میں وہ اپنا سیاسی مستقبل تعمیر کرنے کی شدید خواہش سے کبھی دست بردار نہیں ہوا۔

اس صورت میں' "تین کروڑ" اس کے اور فیکٹری کے اندرونی اور بیرونی حلقوں سے تعلق رکھنے والے متعدد افراد کے مفادات کی علامت بن گئے تھے۔ غالباً اب مزید مثالیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر اس نے صوبائی تعمیراتی کمپنی کی خاطر بجٹ کو کسی قدر "توسیع" نہ دی ہوتی تو اسے کارکنوں کی بھرتی کا کوٹہ نہ ملتا' جو اسے بیورو آف میٹیریلز کے بعض اعلیٰ عہدے داروں کے بیٹوں بیٹیوں کو ملازمتیں دینے کے لئے درکار تھا۔ اسے یہ معاملات بے حد احتیاط اور سوجھ بوجھ کے ساتھ نمٹانے تھے۔ بصورت دیگر' وہ اپنے سماجی تعلقات میں اضافہ نہیں کر سکتا تھا' اور نہ ہی انہیں مستحکم کر سکتا تھا۔ اس وقت وہ ضلعی پارٹی سکریٹریوں کے لئے اعلیٰ درجے کے مکانات فراہم کرنے کے معاملے پر غور کر رہا تھا۔ وہ یہ خواب بھی دیکھ رہا تھا کہ اشیاء اور سازوسامان کے لین دین میں جوڑ توڑ کے ذریعے وہ قرب و جوار کی متعدد کاؤنٹیوں پر اپنا تسلط قائم کر سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ افسروں کی سیاسی کام یابی کے رازوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اگر وہ اپنے لئے سماجی تعلقات کا ایک وسیع جال نہ بنتا تو آگے کیسے بڑھتا۔ یہ بہت سادہ سی بات تھی۔ یہ ایک مشکل اور پیچیدہ زمانہ تھا' خاص طور پر

سماجی تعلقات کے ضمن میں۔ مثال کے طور پر' اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ کسی ملازم کی ترقی یا اس کے تبادلے کا معاملہ محض اس کے افسر بالا کی رسائی میں نہیں تھا۔ اس معاملے میں کوئی گم نام اور جونیئر ملازم بھی ایک خاص راستہ استعمال کر کے معجزہ دکھا سکتا تھا۔

وینائلون فیکٹری میں اس کے لئے ان افسروں سے لے کر عام مزدوروں تک' جو حکام بالا سے قربت رکھتے تھے' تمام افراد کے بارے میں مکمل معلومات رکھنا ضروری ہو گیا تھا۔ اسی لئے پرسنل ریکارڈوں کا مطالعہ اس کا ایک اہم "فرض" بن چکا تھا (وہ ایسے زیر تربیت کارکن کا نام بھی ذہن میں محفوظ رکھتا تھا جس کے والدین یا دور کے رشتے دار کسی اہم عہدے پر فائز تھے۔ ضرورت پڑنے پر وہ "خصوصی توجہ" کے ذریعے ایسے افراد اور ان کے سماجی رشتوں کو اپنے دام میں لا سکتا تھا۔ اور اب وہ اسی دام کے ذریعے "تین کروڑ" کو پکڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

دفتری کام ختم کرنے سے پہلے اس نے چھیان وی چھونگ کے بیٹے کی ورک شاپ میں فون کر کے کہا کہ چھیان شیاؤ پو کو یہ پیغام دیا جائے کہ وہ شام کو اس سے ملنے اس کے گھر آ جائے۔ اس نے یہ بھی ہدایت دی کہ فی الوقت چھیان شیاؤ پو کو کسی کام پر نہ لگایا جائے' کیوں کہ فیکٹری کی پارٹی کمیٹی اسے کوئی دوسرا کام دینا چاہتی تھی۔

(۳)

تینگ منگ کو احساس ہو چکا تھا کہ جانگ آن پانگ اپنی چالوں کے ذریعے اس کے

گرد گھیرا ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ فیکٹری کے بعض افسر گفتگو کے دوران میں اس کے سامنے مختلف زاویوں سے اور مختصر الفاظ میں "تین کروڑ" کی ضرورت کا تذکرہ ضرور کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس کے آبائی قصبے سے تعلق رکھنے والے پرانے دوست اور اس کا بھتیجا' جو اس فیکٹری میں کادر یا مزدور تھے' اس سے ملنے کے لئے عارضی گیسٹ ہاؤس میں آئے۔ ان کے الفاظ کے پیچھے بھی چانگ آن پانگ کا لمبا' بیضوی چہرہ جھلملاتا محسوس ہوتا تھا۔

محاصرہ کرنے والی قوتوں کا دباؤ بڑھنے کے ساتھ ساتھ تینگ منگ کے غصے میں بھی اضافہ ہونے لگا۔ تاہم' متناقضانہ طور پر' جوں جوں اس کے غصے میں اضافہ ہوتا رہا' اسی رفتار سے وہ پرسکون ہوتا گیا۔ معاملہ یہاں تک بڑھا کہ ڈسٹرکٹ پارٹی کمیٹی میں اس کے کئی پرانے واقف کار اور صوبائی حکومت کے دو تین اعلیٰ افسر بھی اس کے پاس آئے اور انہوں نے "تین کروڑ" کے معاملے میں اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا۔ یوں تینگ منگ کو یہ احساس ہونے لگا کہ چانگ آن پانگ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے' جسے بہ آسانی راہ سے ہٹایا جا سکتا ہو۔ یہ چانگ اس چانگ سے بہت مختلف تھا' جسے اس نے دس سال پہلے دیکھا تھا۔ اس وقت اس کی عمر تیس سال کے لگ بھگ تھی۔ وہ ایک راست باز نوجوان تھا' با اصول تھا اور اپنا کام تن دہی کے ساتھ انجام دیتا تھا۔ اگرچہ وہ قدرے مغرور تھا' لیکن اس کے باوجود تنقید قبول کرنے اور غلطی کی اصلاح کرنے پر تیار رہتا تھا۔ واقعی وہ ایک ایسا نوجوان کادر تھا' جس کا مستقبل روشن تھا' اور وہ اس بات کا مستحق تھا کہ اس کی تربیت کی جاتی اور اسے آگے بڑھنے کا موقع دیا جاتا۔ لیکن اب وہ بالکل تبدیل ہو چکا تھا' اس مقولے کی جیتی جاگتی مثال بن چکا تھا کہ "موقع پرستی خاص قسم کے آدمیوں کو جنم دیتی ہے!"

"اپنی شرارتیں بند کر دو' یاد رکھو' جب تم بے نقاب ہو گے تو تمہیں اس کا خمیازہ

بھگتنا پڑے گا۔ " تینگ منگ نے چانگ آن پانگ کو متنبہ کرتے وقت الفاظ چبانے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے جواب میں چانگ آن پانگ کوئی وضاحت پیش کرنے کے بجائے محض دھیرے سے مسکرا دیا' جیسے کہہ رہا ہو' "میں ڈائریکٹر تینگ کے ساتھ شرارت کیسے کر سکتا ہوں؟"

اب تینگ منگ کو احساس ہو گیا کہ زبانی ڈانٹ پھٹکار کا چانگ آن پانگ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا' اور وہ اسے سطحی سی مسکراہٹ کے ساتھ پی جائے گا۔ اس کا علاج یہ تھا کہ "تین کروڑ" کے معاملے کی پوری طرح چھان بین کی جاتی۔ اس نے اپنی تمام توقعات چھیان وی چھونگ سے وابستہ کر رکھی تھیں' جو بہت جلد وہاں آنے والا تھا۔

ہلکی صنعتوں کے بیورو میں اپنی ملازمت کے پہلے ہی دن اس نے غیر معمولی صلاحیت رکھنے والے اس آدمی کو پہچان لیا تھا' جو ایک تاریک اور بے رونق کمرے میں ڈرائنگ بورڈ کے سامنے جھکا ہوا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ بے چین ہو گیا تھا۔ "چھیان وی چھونگ! یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ بجٹ پلاننگ کے بارے میں اس کی تحریریں پڑھ چکا تھا۔ یہ دس سال سے بھی زیادہ پرانا قصہ تھا۔ کوئی یہ تصور نہیں کر سکتا تھا کہ قومی تعمیراتی کمیٹی نے اس جیسے ماہر کو یہاں "قید" کر رکھا ہو گا! وہ یہاں نو سال سے بھی زیادہ عرصے سے تنہائی اور گم نامی کی زندگی بسر کر رہا' اور اس نے ایک دوسرا پیشہ اختیار کر رکھا ہے!

آخر کار' ایک دن چھیان وی چھونگ وینائلون فیکٹری میں آ پہنچا۔

چھیان وی چھونگ جیپ سے اترا تو ڈائریکٹنگ کمیٹی کے اراکین اس سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے۔ وہ ایک پستہ قامت آدمی تھا جس کی پشت قدرے خمیدہ تھی' ایک بوڑھا آدمی جو دانش وروں کا سا انداز رکھتا تھا۔ تینگ منگ نے اسے "چھیان کونگ" (انجینیر چھیان)

کی حیثیت سے متعارف کرایا' کیوں کہ عام طور پر ہلکی صنعتوں کے بیورو میں اسے اسی نام سے مخاطب کیا جاتا تھا۔

چھیان وی چھونگ کی شخصیت ذرا بھی متاثر کن نہیں تھی' بلکہ وہ بہت ناتواں اور کم زور دکھائی دیتا تھا۔ بولتے وقت اس کا لہجہ ضرورت سے زیادہ نرم ہوتا تھا۔ اور مصافحہ کرتے وقت وہ ضرورت سے زیادہ جھک جاتا تھا اور بار بار سر ہلاتا رہتا تھا۔ چھیان وی چھونگ کو دیکھتے ہی چانگ آن پانگ کا پہلا تاثر یہ تھا کہ وہ غلامانہ ذہنیت رکھتا ہے۔ اس کے اندازے کے مطابق وہ تیزی سے پستیوں کی طرف جا رہا تھا۔ لیکن چانگ آن پانگ جہاں اپنے افسروں کے سامنے انتہائی مودب نظر آتا تھا' وہیں اپنی مشفقانہ مسکراہٹوں کے ذریعے اپنے ماتحتوں کے ساتھ گرم جوشی سے پیش آتا تھا۔ اس نے اپنی گردن سیدھی کرلی' جس کی وجہ سے اس کی توند کسی قدر باہر نکل آئی۔ پھر اس نے خوب صورت انداز میں چھیان کونگ سے ہاتھ ملایا' اور اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے مسکراتے ہوئے خوش دلی سے چند الفاظ کہے۔ اس کے بعد اس نے ان کے لیڈر کی حیثیت سے باوقار انداز میں فرداً فرداً ڈائریکٹنگ کمیٹی کے تمام اراکین کا تعارف کرایا۔

دوسری طرف' تینگ منگ کی نظروں میں اس مہمان کو نجات دہندہ کی حیثیت حاصل تھی۔ اسے یقین تھا کہ یہ ماہر ایک ہی نظر میں کسی بھی عمارت کے تعمیراتی اخراجات کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ شام کو جب وہ اپنے گیسٹ ہاؤس والے کمرے میں چھیان کونگ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تو اس نے فوری طور پر اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا' ''چھیان وی چھونگ' تمہیں مکمل اختیار حاصل ہے۔ ہم 'تین کروڑ' کے معاملے کی چھان بین کے سلسلے میں ہماری بیش تر توقعات تم ہی سے وابستہ ہیں۔ ''

"نہیں، نہیں، مجھ پر نہیں بلکہ لیڈروں سے۔" چھیان کونگ نے ہڑبڑا کر کہا۔

"میرے خیال میں یہ لیڈروں کی ذکاوت والی تھیوری ہے۔ اگر انہیں عوام کی حمایت حاصل نہ ہو تو سمجھو ان کی ایک آنکھ بے نور ہے، اور ماہرین کا تعاون حاصل نہ ہو تو وہ دوسری آنکھ کی روشنی سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ اس قسم کے نابینا لیڈر کس کام کے!" تینگ منگ نے کہا۔ جب اس نے دیکھا کہ چھیان کونگ اب بھی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہے، تو ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ اس نے دراز سے "بجٹ رپورٹوں" کا ڈھیر نکالا اور میز پر رکھ دیا۔

"تمام اعداد و شمار ان میں درج ہیں۔" وہ بولا، "اگر تم مزید رپورٹیں سننا چاہتے ہو تو میں اس کا بھی بندوبست کر دوں گا۔ اگر تم زیر تعمیر عمارتوں کا معائنہ کرنا چاہتے ہو تو ڈائریکٹنگ کمیٹی کسی آدمی کو تمہارے ساتھ بھیج دے گی۔ گویا، فیصلے تم کرو گے، اور ان کی تمام تر ذمے داری میں قبول کروں گا۔ ہم دونوں مل کر کام کریں گے۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کتنے دن درکار ہوں گے؟ ••• کھانا؟ میں خود ڈائننگ ہال سے تمہارا کھانا تمہارے کمرے میں پہنچا دیا کروں گا۔"

اس طرح تینگ منگ نے "تین کروڑ" کے معاملے کی چھان بین کا مکمل اختیار چھیان کونگ کے ہاتھ میں سونپ دیا۔ مزید بر آں اس نے اگلے دن ڈائریکٹنگ کمیٹی کی میٹنگ میں واضح الفاظ میں اس کا اعلان بھی کر دیا: "بجٹ کی چھان بین کے معاملے میں چھیان کونگ بنیادی اور میں ضمنی کردار ادا کروں گا۔ چھیان کونگ جو کچھ کہے گا، اسے سند کا درجہ حاصل ہو گا۔"

چھیان کونگ سب کی توجہ کا مرکز بن گیا، اور ہر شخص غور سے اس کی نقل و حرکت کا

جائزہ لینے لگا۔ تاہم 'اب تک اس نے نرمی کے ساتھ سرہلانے اور شائستہ لہجے میں دو چار جملے ادا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا تھا۔ اگر کوئی بجٹ کے بارے میں اس سے کوئی سوال کرتا تو وہ پہلو بچا جاتا 'اور جب اسے کوئی بات کرنی ہوتی تھی تو وہ مبہم انداز اختیار کرتا تھا۔ یہ بات واضح تھی کہ وہ خود کو کسی تنازع میں ملوث نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ہمیں کیا کرنا چاہئے؟" ہلکی صنعتوں کے بیورو کے تعمیراتی شعبے کے ڈائریکٹر نے جو تینگ منگ کے ہم راہ "تین کروڑ" کے معاملے کی تفتیش کرنے کے لئے آیا تھا 'بے تابی سے سوال کیا۔ تینگ منگ نے کوئی جواب نہیں دیا 'کیوں کہ وہ اپنے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

کسی بھی شخص کو اس بات کا احساس نہیں تھا کہ چھیان کونگ کتنے شدید گرداب میں جا پھنسا ہے۔ اس رات وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا ہوا تھا 'اور اس کے سامنے میز پر سلائڈ رولز ' کیلکو لیٹروں اور درجنوں "مکمل بجٹ رپورٹوں" کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ وہ دھویں کے مرغولوں میں گھرا ہوا 'مسلسل سگریٹ پی رہا تھا اور گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ جوں ہی اسے کوئی ہیر پھیر نظر آتی 'اس کی مٹھیاں بھنچ جاتیں اور وہ غصے سے کھول اٹھتا۔ لیکن ہر بار دھیرے دھیرے اس کا غصہ دھیما پڑ جاتا 'اور وہ بے بسی کے عالم میں سرہلاتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھرنے لگتا۔

تینگ منگ کئی بار اس سے ملنے آیا 'اور اس نے بھانپ لیا کہ وہ اندرونی کشمکش میں الجھا ہوا ہے۔ لیکن اس کے استفسار پر چھیان کونگ جلدی سے اپنی اس کیفیت پر قابو پالیتا اور دھیرے سے جواب دیتا' "ارے 'کوئی بات نہیں' واقعی۔" آخر وہ تینگ منگ سے کیا کہتا؟ گذشتہ دس سالوں کے دوران میں رونما ہونے والے تغیرات نے اس کے حوصلے پست

کر دیئے تھے' اور اب وہ گومگو کی کیفیت میں گرفتار تھا۔

تینگ منگ نے جس خلوص کے ساتھ اس پر اعتماد کا اظہار کیا تھا' اسے اس کا پورا احساس تھا ـــــ دس سال پہلے جب حالات مختلف تھے' لوگ اس کے ساتھ اسی انداز میں پیش آتے تھے' اور خود اسے بھی یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی ان جانی قوت اسے حوصلہ دے رہی ہے۔ جب وہ دیکھتا کہ تینگ منگ جو بہ ہر حال ڈائریکٹر تھا' اس کے لئے خود کھانا لے کر آتا ہے تو اسے اپنی اس ذمے داری کا اور بھی زیادہ شدت سے احساس ہونے لگتا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بیوی کے الفاظ بھی نہیں بھولا تھا' جس نے اس کے کیریر کے بارے میں بڑا دانش مندانہ نکتہ سمجھایا تھا۔ جب وہ یہاں آرہا تھا تو اس نے کہا تھا' "خود اپنے کام سے کام رکھنا' سمجھے؟ وینائلون فیکٹری میں جانے کے بعد لیڈروں کو خود فیصلہ کرنے دینا اور ان کے معاملات میں مداخلت مت کرنا' اپنی ذہانت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش مت کرنا۔ بہ صورت دیگر' تم بیجنگ میں دوبارہ اپنا تبادلہ نہیں کرا سکو گے۔" یہ الفاظ واضح طور پر اس بات کی نشان دہی کرتے تھے کہ گذشتہ چند سالوں کے دوران میں انہوں نے کس قدر پر آلام زندگی گزاری تھی۔ بیجنگ میں دوبارہ تبادلہ کرانے کے لئے ان دونوں نے اپنے اپنے طور پر بڑی بھاگ دوڑ کی تھی اور متعدد لوگوں سے ملاقاتیں کی تھیں۔ وہ بیجنگ اس لئے جانا چاہتا تھا کہ اس کے خیال میں وہاں اسے پیشہ ورانہ تجربے کے ذریعے' جو اس کی نصف عمر کا حاصل تھا' بہتر خدمت انجام دینے کا موقع مل سکے گا۔ لیکن انہیں ہر جگہ نوکر شاہی کے ہتھکنڈوں اور خود غرضانہ محکمہ پروری کا سامنا کرنا پڑا' اور اس طرح ان کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہوتا رہا۔ بعض اوقات' قانون کی دھجیاں اڑتے دیکھ کر لوگ غصے سے کھول اٹھتے۔

کچھ ہی عرصہ پہلے انہیں یہ سن گن ملی تھی کہ بالآخر قومی تعمیراتی کمیٹی نے اس کے

تبادلے کی منظوری دے دی ہے۔ لیکن ' بہ ظاہر ' یہ کارروائی صوبائی حکومت اور بیورو کی سطح پر پہنچ کر تعطل میں پڑ گئی تھی ' اور گذشتہ چند مہینوں سے اسے اس کے بارے میں کوئی خبر نہ مل سکی تھی۔ جب ڈائریکٹر تینگ منگ نے اس سے ویناٹلون فیکٹری کے بجٹ کا مطالعہ کرنے کی درخواست کی تھی تو اس پر ایک ہیجان انگیز کیفیت طاری ہو گئی تھی ' کیوں کہ وہ اپنے پرانے پیشے سے گہرا لگاؤ رکھتا تھا۔ لیکن جب اس کی بیوی نے اسے لیکچر پلایا تو اسے اس بات کا احساس ہو گیا کہ ایک دفعہ کام شروع کرنے کے بعد اس کے لئے اس گرداب سے نکلنا ناممکن ہو جائے گا...

اس کی یہ اندرونی کشمکش اس وقت اور شدت اختیار کر لیتی ' جب اسے یہ خیال آتا کہ چانگ آن پانگ اس ضمن میں کس قدر اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ ویناٹلون فیکٹری میں آنے کے بعد دوسرے ہی دن اس کے بیٹے شیاؤ پو نے اسے بتایا کہ چانگ آن پانگ کی بیوی صوبائی حکومت کے آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتی ہے ' اور یہ کہ چانگ آن پانگ نے اس کے تبادلے کے سلسلے میں مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ سن کر وہ خوشی سے جھوم اٹھا ' اور بولا ' "ہمیں صدق دل سے اس کا شکر گزار ہونا چاہئے!"

تاہم ' غیر متوقع طور پر ' اسے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں حقارت جھلکتی نظر آئی۔ "شکر گزار؟ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں آپ سے کہہ رہا ہوں ' بس ' تین کروڑ ' کی منظوری دے دیجئے۔" اس کے خدشات دور کرنے کے لئے ' اس کے بیٹے نے جلدی سے کہا ' "یقیناً ' یہ بات دوسروں تک نہیں پہنچنے پائے گی۔ سکریٹری چانگ کا کہنا ہے کہ اگر آپ اپنے خصوصی شعبے میں کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کرنا چاہتے ہیں ' تو ہر شخص کو آپ کی مدد کرنی چاہئے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ان دو دنوں کے

دوران میں میں کام پر نہ جاؤں' اور اس کے بجائے آپ کی اچھی طرح دیکھ بھال کروں۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ میں مناسب الفاظ میں آپ کے سامنے اس بات کی وضاحت کر دوں کہ وینائلون فیکٹری کی تعمیر کا کام جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے ہمیں ہر طرف سے بھرپور مدد کی ضرورت ہے۔ کیا یہ پیغام واضح نہیں ہے؟" گویا' اب چھیان کونگ بھی چانگ آن پانگ کے دام میں آچکا تھا۔

تین دن گزر چکے تھے' لیکن ابھی تک چھیان کونگ نے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا تھا۔ چانگ آن پانگ جہاں جاتا' پہلے سے زیادہ پرسکون اور مطمئن نظر آتا' اور ہر ایک سے خوش دلی سے گفتگو کرتا۔ ڈائریکٹنگ کمیٹی کے تمام ارکان یہ کہنے لگے کہ "تین کروڑ" کی منظوری یقینی طور پر مل جائے گی۔ اور ہلکی صنعتوں کے بیورو کے تعمیراتی شعبے کے ڈائریکٹر اور نائب ڈائریکٹر کے اضطراب میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

تاہم' تینگ منگ نے چپ سادھے رکھی۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ تینگ منگ کس بات کا انتظار کر رہا ہے۔ اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا' کیوں کہ اسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ دوسروں کی نظروں سے دور' کوئی کھچڑی ضرور پکائی جارہی ہے۔ چھیان کونگ جب بھی زیر تعمیر عمارات کا معائنہ کرتا' اس کی بھنویں سکڑ جاتیں۔ پہلے وہ ضرورت سے زیادہ شائستگی کا مظاہرہ کرتا تھا لیکن اب اس کے چہرے پر ہر وقت گمبھیر تاثرات چھائے رہتے تھے۔ چانگ آن پانگ بھی ان تبدیلیوں کو محسوس کر چکا تھا اور جب کبھی اتفاقی طور پر اس کی نظریں تینگ منگ کی نظروں سے چار ہوتیں تو اس کے ذہن میں ان جانے سے خدشات جاگنے لگتے۔

یہ غیر متوقع واقعہ اس وقت پیش آیا جب وہ لوگ ان ہوسٹلوں کا معائنہ کر رہے تھے

جن کی تعمیر کا کام تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔

"دیکھئے، ان عمارتوں کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ ان پر ایک سو یوان فی مربع میٹر لاگت آئی ہے۔ " صوبائی تعمیراتی بیورو کے "نویں شعبے" کے میزانیہ ساز نے بتایا۔

"اسے کسی بھی طرح مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ " اس وقت چھیان کونگ اور بہت سارے دوسرے لوگ ایک کمرے کا جائزہ لے رہے تھے، جس کی دیواریں سفید رنگ کی تھیں۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کر رہا ہے، اور حتی الامکان شائستہ انداز میں گفتگو کر رہا ہے۔ "دروازوں اور کھڑکیوں پر رنگ کیوں نہیں کیا گیا؟ کھڑکیوں کے شیشے کہاں ہیں؟ ہینڈ ریل؟ اور واش روم میں پانی کے نکاس کی نالیاں اور پائپ بھی نہیں ہیں؟ ابھی انہیں نصب نہیں کیا گیا، ہے نا؟ ۰۰۰ تم پہلے ہی ۱۰۹ یوان ۴۹ فین فی مربع میٹر صرف کر چکے ہو! "

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ تعمیر پر کسی قدر زیادہ لاگت آئی ہے۔ " میزانیہ ساز نے وضاحت کی، "لیکن ان عمارتوں کی تعمیر میں ڈرافٹس مین کے ڈیزائن کی پابندی پر پوری توجہ دی گئی ہے۔ معیار نسبتاً بلند ہے۔ "

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ معیار کا معاملہ قابل گرفت ہے۔ " چھیان کونگ نے سفید دیوار پر ہاتھ سے دباؤ ڈالا، اور وہ ہلنے لگی۔

"دیواریں اینٹوں کے بجائے لکڑی کی پٹیوں سے بنائی گئی ہیں، جیسا کہ ڈرائنگ میں بتایا گیا ہے۔ یہ سارا کام ڈرائنگ کے مطابق کیا گیا ہے۔ "

ان مسلسل وضاحتوں نے آخر کار چھیان کونگ کو برہم کر دیا۔ وہ دیوار پر اپنے ہاتھ سے دباؤ ڈالتا رہا، اور وہ پر خطر انداز میں لرزتی رہی۔ اس کے ساتھ چونے کا پلستر بھی جھڑ جھڑ کر

نیچے گرتے رہے۔

"ڈرائنگ کے مطابق؟ لکڑی کی پٹیوں کی یہ دیوار؟" چھیان کونگ نے سوال کیا۔ یہ دیکھ کر کہ میزانیہ ساز اب بھی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہے' اس نے انگلی کے اشارے سے اسے روک دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوسرے ہاتھ سے دیوار کو تھپتھپانے لگا۔ اس کی آنکھیں غصے سے دہک رہی تھیں۔ اس نے تحکم آمیز لہجے میں کہا' "مجھے ڈرائنگ لا کر دو۔ جاؤ' اسی وقت لے کر آؤ! مجھے اچھی طرح معلوم ہے' وہاں ایک ایسی ڈرائنگ موجود ہے' جس میں لکڑی کی پٹیوں کی دیواریں دکھائی گئی ہیں۔ لیکن وہ اس قسم کی دیواریں نہیں ہیں۔ ذرا چونا کھرچو' دیکھیں تو سہی کہ اس کے نیچے کس معیار کا مال استعمال کیا گیا ہے۔ تم لوگوں نے کم از کم ایک تہائی مال خورد برد کیا ہے۔" اس نے ایک بار پھر دیوار کو دھکا دیا' اور اپنے اندازے کی تصحیح کرتے ہوئے کہا' "غالباً چالیس فی صد ••• یہ مت سمجھو کہ دیوار پر چونا پوت کر تم ہر عیب کو چھپا لوگے۔ ضابطے کے مطابق اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کرنا ہو گا۔"

میزانیہ ساز کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اب ہر شخص منکسر المزاج' خوش اخلاق چھیان کونگ کا دوسرا روپ دیکھ چکا تھا۔ تینگ منگ نفرت کی آگ میں سلگ رہا تھا' اور دل ہی دل میں کوس رہا تھا' "ان تمام سالوں میں چھیان کونگ جیسے ماہرین کو دھکیل کر پیچھے پھینک دیا گیا۔ عاقبت نااندیشی کی انتہا ہو گئی! پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ ہم پیچھے کی طرف جا رہے ہیں!"

اس رات تینگ منگ' چھیان کونگ کے کمرے میں آیا۔ اس نے آتے ہی سوال کیا' "ہاں' تو اصل مسائل تمہاری نظر میں آ گئے؟"

"اوں •••"

"تمہارے ذہن میں کیا ہے؟" تینگ منگ نے میز پر سے کچھ بجٹ رپورٹیں اٹھائیں اور انہیں تھپتھپاتے ہوئے کہا' "کیا ان میں بھی کوئی مسائل نظر نہیں آئے؟"

چھیان کونگ کی پیشانی پسینے میں بھیگ گئی۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے ایک سگریٹ نکالا۔ تینگ منگ نے بیٹھتے ہوئے اس کے لئے دیا سلائی جلائی 'اور پھر ایک پرانے' مزاج آشنا دوست کے انداز میں کہا' "تمہاری جو بھی پریشانیاں ہوں' ہمیں ان پر گفتگو کرنی چاہئے۔ انہیں اپنے سینے میں محدود مت رکھو' ورنہ تکلیف اٹھاتے رہو گے۔"

کچھ دیر بعد چھیان کونگ نے ذرا ہمت کرتے ہوئے کہا کہ اسے امید ہے کہ بیورو اس کا تبادلہ دوبارہ بیجنگ میں کرانے میں معاون ثابت ہو گا۔ اور وہ بھی بجٹ کی چھان بین میں مدد کرے گا۔

"اوہ' یہ تو سودا بازی ہوئی۔ کیا اب تم اپنی شرائط منوانے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

تینگ منگ حیرت میں ڈوبا ہوا' اٹھ کھڑا ہوا۔ اگرچہ کل ہی اس نے خاص طور پر طویل فاصلے کی ٹیلی فون کال کر کے بیورو سے درخواست کی تھی کہ جلد از جلد چھیان کونگ کے تبادلے کی منظوری دے دی جائے' لیکن اسے یہ توقع نہیں تھی کہ چھیان کونگ اس انداز میں گفتگو کرے گا۔ اس نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا' "اچھا تم اس تبادلے کو اپنے موجودہ کام کی شرط بنانا چاہتے ہو۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تبادلے کی منظوری نہیں دی گئی تو تم یہ کام نہیں کرو گے؟"

لمحے بھر میں چھیان کونگ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اسے بے حد ندامت محسوس ہو رہی تھی۔ تینگ منگ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پھر وہ میز کی طرف بڑھا اور بجٹ رپورٹوں کا ڈھیر چھیان کی طرف دھکیلتے ہوئے بولا' "یہ 'تین کروڑ'' تم چاہو تو اس کی منظوری دے دو۔ میں

پہلے ہی تمام اختیارات تمہیں سونپ چکا ہوں۔ تاہم میں یہ معاملہ تمہارے ضمیر پر چھوڑتا ہوں کہ ایک بجٹ ایکسپرٹ کی حیثیت سے تم کیا فیصلہ کرتے ہو۔ "

اگلے دن، صبح سویرے تعمیراتی شعبے کا ڈائریکٹر دروازہ کھول کر تینگ کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنی میز پر جھکا ہوا بیٹھا ہے۔ اس کا ایک ہاتھ اس کی پیشانی پر تھا، اور اس کے کندھے پر بھورے رنگ کا ایک روئی دار اوورکوٹ پڑا ہوا تھا۔ وہ گم صم، کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ کھڑکیوں کے ٹھٹھرے ہوئے شیشوں سے سورج کی مدھم کرنیں کمرے میں منعکس رہی تھیں، اور میز کے لیمپ کی ہلکی، زرد روشنی میں شامل ہو کر اس کی جھریوں سے بھری ہوئی پیشانی پر چمک رہی تھیں۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بہت دیر سے اپنے خیالات میں محو ہے۔

"لاؤ تینگ، تم ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوئے؟" ڈائریکٹر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا، "شاید چھیان کے کمرے کی بتیاں بھی ساری رات جلتی رہی ہیں۔ "

"ارے ..." تینگ منگ نے دھیرے سے سر ہلا دیا، گویا اسے بھی اس بات کا علم تھا۔

"یہ خاصا پریشان کن معاملہ ہے! ہمیں اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تین کروڑ کی رقم میں تخفیف کس طرح کی جائے۔ " تعمیراتی شعبے کے ڈائریکٹر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے، ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا، "لاؤ تینگ، تم آج رات بھی اسی پریشانی میں مبتلا رہے، ہے نا؟"

"میں یہ سوچ رہا تھا کہ 'تین کروڑ' میں کٹوتی کے بعد کیا کیا جانا چاہئے ... ہاں، یہی

بات ہے' اس کام کی تکمیل کے بعد ••• فیکٹری کی تکمیل کے لئے ٹھوس منصوبہ بنایا جانا چاہئے•••"

تعمیراتی شعبے کے ڈائریکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

(۴)

اگلے دن جوائنٹ کمانڈنگ کمیٹی کی طلب کردہ میٹنگ میں جو "تین کروڑ" کے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے بلائی گئی تھی 'ایک زوردار دھماکا ہوا۔

جب تینگ منگ نے کہا' "چھیان کونگ' تم بیورو کی طرف سے کچھ کہنا چاہتے ہو" تو ہر شخص یہ محسوس کرنے لگا کہ اب میٹنگ فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہونے والی ہے۔ دھویں کے مرغولوں میں گھرے ہوئے چہروں میں جان پڑنے لگی۔ انہوں نے سکون کا سانس لیا اور خوش دلی کے ساتھ چھیان کونگ کے تمہیدی الفاظ سننے لگے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ "تین کروڑ" کی منظوری آخری مرحلے میں داخل ہونے والی ہے۔ لیکن چند ہی لمحے بعد کئی چہرے سکتے میں آگئے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کمرے میں بھرا ہوا دھواں بھی ساکن ہو گیا ہو۔ کیا؟ مجوزہ ضمنی بجٹ اور اصل ضرورت کے درمیان "ایک بہت بڑا خلا" تھا؟ ••• خود چانگ آن پانگ پر بھی سکتہ طاری تھا۔ لوگ حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے' اور

پھر ان کی آنکھیں اس شخص پر جم گئیں جو اس حیرت کا سبب تھا۔

یہ پستہ قامت اور منحنی آدمی، چھیان کونگ نے محتاط انداز میں شائستہ الفاظ کا انتخاب کرتے ہوئے اپنا سلسلہء کلام جاری رکھا، "میں صرف اپنی ذاتی رائے کا جو کسی قدر خام ہے، اظہار کر رہا ہوں۔ آدمی غلطیوں کا پتلا ہے، لیکن میں نے دست یاب حقائق کے ابتدائی مطالعے کی بنیاد پر یہ تاثر قائم کیا ہے۔ یوں کہنا چاہئے ۰۰۰ کہ خلا ۰۰۰ قدرے وسیع ہے۔ بہ ہر حال، ابھی میں نے تفصیل سے حساب کتاب نہیں کیا ہے۔"

بعض افراد جھنجلا گئے، "تم صرف چند دن تک سرسری مطالعے کے بعد ہمارے بجٹ کو مسترد کر رہے ہو، جب کہ ہم نے اس کی تیاری میں ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ صرف کیا تھا، ہر آئٹم پر بار بار غور کیا تھا۔ 'ابتدائی مطالعے' کی بنیاد پر، 'تفصیل' سے حساب کتاب نہیں کیا، ۰۰۰ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ عاجلانہ فیصلہ ہے۔"

چانگ آن پانگ نے جو اس وقت تک اپنی حیرت پر قابو پا چکا تھا، یہ بات فوراً محسوس کر لی کہ چھیان کونگ نے شروع میں خلا کا ذکر کرتے وقت "بہت وسیع" کے الفاظ استعمال کئے تھے لیکن اب اس نے انہیں "قدرے وسیع" میں تبدیل کر دیا تھا۔ اسے ایک دن پہلے کا لکڑی کی پٹیوں کی دیواروں والا واقعہ بھی یاد آیا کہ وضاحت پیش کرنے پر چھیان کونگ کس طرح غصے میں آ گیا تھا۔ اس نے اپنی پشت کرسی سے لگالی، اپنا ہاتھ اٹھایا اور پھر اسے نیچے جھکاتے ہوئے کہا، "چھیان کونگ کو مناسب وقت دیا جانا چاہئے۔ وہ یہاں جانچ پڑتال کے لئے آئے ہیں، اس لئے وہ اپنی رائے کا اظہار تو ضرور کریں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ویناٹلون فیکٹری کے بارے میں بہت فکرمند ہیں۔" ان الفاظ کے بعد اس نے پہلے کی طرح، مسکراتے ہوئے چھیان کونگ کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی

پر سکون آنکھوں سے نہ صرف عاجزی ٹپک رہی تھی بلکہ چھیان کونگ کے لئے احترام اور اعتماد کا جذبہ بھی جھلک رہا تھا۔

تاہم تینگ منگ نے ہاتھ لہراتے ہوئے حاضرین کو مخاطب کیا" اگر تم لوگوں کی تشفی نہیں ہوئی، تو چھیان کونگ کی تردید کر سکتے ہو۔ منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر مت بیٹھو۔ تم اپنی رائے رکھتے ہو، اور میں اپنی۔ اور ہونا بھی یہی چاہئے ••• کیوں، چھیان کونگ؟" اسے معلوم تھا کہ چھیان کونگ رات بھر جاگتا رہا ہے اور وہ بھی یہ سمجھتا تھا کہ ابھی ابھی اس نے جس "تاثر" کا ذکر کیا تھا، اس میں کس قدر گہرائی ہے۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ چھیان کونگ ان لوگوں کی باتیں سن کر جو اس کے گرد بیٹھے ہوئے رقم کا مطالبہ کر رہے تھے، اشتعال میں آ جائے۔

بعض لوگ یہ محسوس نہ کر سکے کہ تینگ منگ اور چانگ آن پانگ کے درمیان شدید تضاد پایا جاتا ہے، اور یہ کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف ناقابل مصالحت نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ اچانک اکاؤنٹنٹ کونگ جو صوبائی تعمیراتی کمپنی کے نویں شعبے میں کئی سالوں سے کام کر رہا تھا، غصے سے تلملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی عمر تیس سال سے زیادہ تھی، چہرہ سانولے رنگ کا تھا۔ اس نے زرد فریم کی عینک لگا رکھی تھی جس کے پیچھے اس کی چمک دار، قدرے ابھری ہوئی آنکھیں جھلک رہی تھیں۔ اس نے اپنی گفتگو میں بڑے قرینے کے ساتھ تمام صورت حال کا خاکہ بیان کیا اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ انہیں "تین کروڑ" کی اشد ضرورت ہے، تفصیل سے یہ بتایا کہ بجٹ کس طرح تیار کیا گیا تھا۔ پھر اس نے سلسلہ وار اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے انہیں مستند قرار دیا اور اپنے موقف کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ رقم میں اضافہ بہت ضروری ہے۔ آخر میں اس نے پائی شا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، جو اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی، کہا، "ہماری یہ کامریڈ بھی جن کا تعلق فریق الف سے ہے، تفصیل کے

ساتھ بجٹ کے اعداد و شمار کا مطالعہ کر چکی ہیں۔ " چوں کہ عام طور پر مالی امور میں فریق الف اور فریق ب ناگزیر طور پر ایک دوسرے سے مختلف موقف اختیار کرتے ہیں' اس لئے اکاؤنٹنٹ کونگ کے ان آخری الفاظ میں خاصا وزن نظر آرہا تھا۔ لوگوں نے اس کے نکات کی تائید میں بولنا شروع کر دیا۔ تاہم' پائی شا نے کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کیا' اور سر جھکا کر میز کو گھورنے لگی۔

اسے چھیان کونگ کی طرف دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ بوڑھا انجینئر بہت پریشان حال اور تھکا تھکا سا نظر آرہا تھا' جیسے وہ اپنے پرانے وجود سے بالکل محروم ہو چکا ہو۔ بہ ہر حال' وہ پائی شا کے لئے انتہائی قابل احترام ٹیچر تھا' اور اسے اس بات کا احساس تھا کہ وہ زندگی بھر اس کی ممنون احسان رہے گی۔ ۱۹۶۵ء میں جب اس کی عمر صرف ۲۲ سال تھی' اس نے آرکیٹیکچر میں گرجویشن کی سند حاصل کی تھی۔ اس وقت اس کا نام لی پے تھا' اسے قومی تعمیراتی کمیٹی کے تحت بجٹ پلاننگ کی تربیتی کلاس میں داخلہ مل گیا' اور اس تربیتی پروگرام کا انچارج چھیان کونگ ہی تھا! گذشتہ چند دنوں کے دوران میں' پائی شا کو اتنا حوصلہ نہ تھا کہ وہ اس کے سامنے شناسائی کا اظہار کرتی۔

میٹنگ میں' چھیان کونگ پر اب بھی کسی قدر ہچکچاہٹ طاری تھی۔ بولتے وقت اسے مناسب الفاظ کا انتخاب کرنے میں بڑی دقت پیش آرہی تھی' جیسے کوئی آدمی کسی زیر آب علاقے سے گزرتے وقت سطح پر ابھری ہوئی اینٹیں تلاش کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر بجٹ کے حامیوں کے حوصلے اور بلند ہو گئے۔ لیکن چوں کہ وہ بار بار "مستند اعداد و شمار" اور "طے شدہ ضوابط" کا حوالہ دے رہے تھے' اس لئے ان کے مہمل دلائل سن کر چھیان کونگ کو غصہ آگیا۔ اب اسے اپنے سامنے شائستہ اور با اخلاق چہروں کے بجائے طے شدہ ضوابط اور

سرکاری اعداد و شمار کا عکس جھلکتا نظر آرہا تھا۔ اب اس کے چہرے سے عاجزی کی تمام علامات غائب ہوچکی تھیں' اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔

"فریق ب اپنے انتظامی اخراجات کیسے پورا کرتا ہے؟" اس نے پہلا سوال کیا۔

"سرکاری ضوابط کے مطابق وہ ۱۸ فی صد کا حقدار ہے۔" اکاؤنٹنٹ کونگ نے عینک کے پیچھے' آنکھیں گھماتے ہوئے سیدھا سادہ جواب دیا۔

"اس میں کسی غلطی کا امکان تو نہیں ہے؟"

"بالکل نہیں۔" اکاؤنٹنٹ کونگ قدرے جوش میں آگیا۔ وہ تیزی سے "قواعد و ضوابط کی کتاب" کے اوراق پلٹنے لگا۔ ایک خاص صفحے پر پہنچ کر وہ رکا' اور کھلی ہوئی کتاب میز پر رکھتے ہوئے بولا' "یہ رہا صوبائی انقلابی کمیٹی کا ۱۹۷۷ء کا ضابطہ: ۱۸ فی صد ۰۰۰ ۱۹۷۷ء سے پہلے یہ ۱۷ فی صد تھا' اس کے بعد اسے تبدیل کر کے ۱۸ فی صد کر دیا گیا۔ کوئی غلطی نہیں ہوئی۔"

اس مرحلے پر کسی نے سرگوشی کے انداز میں کہا' "بجٹ ایکسپرٹ کافی عرصے سے اپنے سابقہ پیشے سے دور رہا ہے۔ اسے صرف پرانا ۱۷ فی صد یاد ہے ۰۰۰" چانگ آن پانگ نے چھیان کونگ کو خفت سے بچانے کے لئے جلدی سے مسکراتے ہوئے کہا' "چھیان کونگ مختلف کام کرتے رہے ہیں' اور گذشتہ چند سالوں کے دوران میں انہیں اس قسم کے امور انجام دینے کا وقت نہیں ملا۔ ہوسکتا ہے' انہیں بعض دفعات میں آنے والی تبدیلیوں کا علم نہ ہو۔ انتظامی اخرجات کی ۱۸ فی صد شرح ایک نئے ضابطے کے تحت مقرر کی گئی ہے۔ بلاشبہ' اگر ہم اخراجات میں کمی کرنے کے لئے اسے ۱۷ فی صد تک لانے کی کوشش کریں' تو یہ اچھی بات ہوگی۔"

تاہم' چھیان کونگ نے ترخ کر کہا' "۱۸ فی صد' ۱۸ فی صد ہے۔ اسے ۱۷ فی صد کیسے کیا جاسکتا ہے؟ یہ کوشش کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ ریاستی ضوابط پر سختی سے عمل در آمد کیا جانا چاہئے' اس لئے اس طرح شرح میں اضافہ یا کمی نہیں کی جا سکتی۔ یہ ایک معین اصول ہے' سمجھے؟" اس خیال کے تحت کہ مزید شک وشبہے کی گنجائش نہ رہے' اس نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا' "جو لوگ ریاستی قواعد و ضوابط کے بارے میں مکمل معلومات نہیں رکھتے' انہیں بجٹ پر بحث کرنے کا کوئی حق نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ابھی اکاؤنٹنٹ کونگ نے صوبائی انقلابی کمیٹی کی جس دستاویز کا حوالہ دیا ہے' وہ ۱۹۷۷ء میں جاری ہوئی تھی۔ دستاویز نمبر ۳۹' ٹھیک ہے؟ اخراجات کے بارے میں نئے ضابطے کا نفاذ اسی سال یکم مئی سے شروع ہوا تھا۔ اس دستاویز کی پانچ دفعات ہیں' جن کے بعد دو تشریحی نوٹ دیئے گئے ہیں' ٹھیک ہے؟"

اب سب کی نظریں چھیان کونگ کے چہرے سے ہٹ کر اکاؤنٹنٹ کونگ کے چہرے پر گڑ گئیں جو گھبرایا ہوا' خاموشی سے دستاویز کے ورق پلٹ رہا تھا۔

"لیکن یہ ضابطہ انتظامی اخراجات سے نہیں' بلکہ تعمیراتی اخراجات سے متعلق ہے' ٹھیک ہے؟" چند لمحوں کے توقف سے چھیان کونگ نے "تین کروڑ" کی بجٹ رپورٹ کھولی' اور اس کے ایک صفحے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا' "یہ رہا' آخر کیمیاوی صنعتی پائپوں کی تنصیب کے اخراجات۔ اس کلیے کے تحت کیوں وضع کئے گئے ہیں' جس کا اطلاق تعمیراتی اخراجات پر ہوتا ہے؟ تنصیب اور تعمیرات کے اخراجات پر یکساں کلیے کا اطلاق کیا گیا ہے؟ کیا اب تم یہ کہو گے کہ تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ تنصیب کے اخراجات ایک مختلف کلیے کے مطابق پورے کئے جاتے ہیں؟"

"اخراجات کے ضمن میں غلطی ہوئی ہے..." اکاؤنٹنٹ کونگ نے تسلیم کیا' اور اپنی عینک کو اوپر کی طرف کھسکانے لگا' جو پیشانی پر پھیلے ہوئے پسینے کی وجہ سے نیچے ڈھلک آئی تھی۔

"غلطی' کس طرح؟ تم نے زیادہ رقم وصول کی یا کم' تمہیں اس کی وضاحت کرنی ہوگی۔"

"ظاہر ہے' کچھ زیادہ۔"

"یہ' کچھ' کتنی ہے؟ ہمارے کامریڈ کو بجٹ کے بارے میں گفتگو کرتے وقت واضح طور پر اعداد بتانے چاہئیں۔"

"فوری طور پر اس کا حساب کرنا بہت مشکل کام ہے۔ پائپ مختلف اقسام کے ہوتے ہیں اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں' ان کی قیمتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ تنصیب کے دوران بھی بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' اس لئے اخراجات کی سطح بھی یکساں نہیں رہ سکتی..."

"کل رقم کتنی ہوئی؟ تمہیں یقیناً اس کا علم ہونا چاہیے۔"

اب اکاؤنٹنٹ کونگ پسینے میں بھیگ چکا تھا' اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

"میرے پاس موٹا موٹا حساب موجود ہے۔" چھیان کونگ نے حتی الامکان پرسکون لہجے میں کہا' "۳۲۰ ٹن اسٹین لیس اسٹیل پائپ نصب کئے گئے۔ ان کی تنصیب کی مختلف شرحوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم الگ الگ حساب کریں' اور انہیں ملا دیں تو مجموعی رقم ایک کروڑ ۴۳ لاکھ ۶۵ ہزار یوان بنے گی۔ یہ ہوئے تنصیب کے اخراجات۔ اس کے بجائے' تم نے تعمیراتی اخراجات کے کلیے پر عمل کرتے ہوئے ۲۳ لاکھ ۳۴ ہزار کی زائد رقم طلب کی

ہے، جس کے تم حق دار نہیں ہو۔ یہ ہے تمہارا 'کچھ' -- ۲۳۴۰۰۰ یوان۔ "

"کمانڈنگ کمیٹی نے اخراجات پورے کرنے کے لئے ہماری درخواست منظور کرلی تھی ..." اکاؤنٹنٹ کونگ جو بڑی پریشان کن صورت حال سے دوچار تھا' دھیرے سے منمنایا۔

چھیان کونگ غصے سے ہاتھ لہرا رہا تھا۔ "اس سے کام نہیں چلے گا۔" وہ بولا' "اس سے کام نہیں چلے گا' خواہ اس کی منظوری کسی نے دی ہو۔ اخراجات پورے کرنے کا طریقہء کار ریاست کے اقتصادی ضوابط کے تابع ہے۔ یہ معین اور مسلمہ اصول ہے۔ "

میٹنگ روم میں ایک خوف ناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔

تینگ منگ نے چانگ آن پانگ کی طرف دیکھا۔ اس نے سرسری' لیکن سخت لہجے میں کہا' "اچھا' تو اس کی منظوری کمانڈنگ کمیٹی نے دی تھی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کامریڈ چانگ آن پانگ سے اس کی وضاحت چاہتے ہو؟"

چانگ آن پانگ نے جلدی سے جواب دیا' "یقیناً' تمام باتوں کی ذمے داری مجھ پر عائد ہوتی ہے' اگرچہ میں ان تیکنیکی معاملات سے پوری واقفیت نہیں رکھتا..." پھر جب اس نے دیکھا کہ صوبائی تعمیراتی کمپنی کے نویں شعبے کا افسر شکایت آمیز انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا ہے' تو اس نے اپنا لہجہ تبدیل کرلیا۔ "لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس مشکل صورت حال سے پوری طرح واقف تھا' اسی لئے میں نے اس رقم کی منظوری دی تھی۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ صوبائی تعمیراتی کمپنی بہت سے حقیقی اور عملی مسائل سے دوچار ہے۔ بہ ہر حال' مجموعی طور پر تمام ذمے داری مجھ پر عاید ہوتی ہے۔ "

"ایک بار پھر تم پر ذمے داری عاید ہو رہی ہے؟" تینگ منگ نے سوال کیا۔

"میں خود تنقیدی کروں گا۔"

"بہت سادہ اور آسان بات ہے نا؟ تمہیں شروع سے معلوم تھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، تم دانستہ طور پر اقتصادی ضوابط کی خلاف ورزی کرتے رہے ہو۔ پارٹی کی جانب سے تمہارے خلاف مناسب احتسابی کارروائی کی جائے گی، اور ریاستی قانون کے تحت سزا دی جائے گی۔"

تینگ منگ کے یہ الفاظ سن کر چانگ آن پانگ اپنے اس موقف سے پلٹ گیا کہ تمام باتوں کی ذمے داری اس پر عاید کی جانی چاہیے۔ اس نے تسلیم کیا "درحقیقت، میں بجٹ میں درج معینہ کوٹے کی تفصیل اور جزئیات سے مکمل واقفیت نہیں رکھتا..."

"تو پھر کون مکمل واقفیت رکھتا ہے؟ کیا تمہیں فریق ب دھوکا دیتا رہا ہے؟... آج اس فریق کے معاملات سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ تعمیراتی بیورو بعد میں اس معاملے سے نمٹ لے گا۔ تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ جلد یا بہ دیر حد سے زیادہ بلند تخمینوں کے ذریعے رقم ہڑپ کرنے کے بعد تم محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اچھا، میں ہلکی صنعتوں کے بیورو کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے فریق الف کے نمائندوں سے واضح الفاظ میں سوال کرتا ہوں۔ کیا تم لوگ بجٹ میں درج اعداد و شمار کے بارے میں مکمل معلومات نہیں رکھتے؟" تینگ منگ کی عقابی نظریں پائی شا پر پڑیں، اور اس نے پوچھا "کامریڈ پائی شا، تم کیا کہتی ہو؟ کیا تمہیں بجٹ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہیں؟"

تینگ منگ کو طیش میں آتے دیکھ کر چھیان کونگ کسی قدر مضطرب ہو گیا۔ وہ پائی شا کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ چناں چہ اس نے نصیحت کے طور پر دھیرے سے چند الفاظ کہے، "یہ کہنے سے کام نہیں چلے گا کہ میزانیہ ساز اپنے پیشے پر عبور نہیں رکھتا۔" پائی شا کی گھنی

سیاہ پلکیں جھک گئیں اور دھیرے دھیرے کپکپانے لگیں۔

تینگ منگ نے پرزور لہجے میں کہا، "پائی شا کیا تم بھی یہی کہو گی کہ یہ معاملہ تمہاری سمجھ سے بالاتر ہے یا تمہیں بجٹ کے اعداد و شمار کے بارے میں مکمل معلومات حاصل نہیں ہیں؟ اس طرح تم بھی اپنی جان چھڑا سکتی ہو۔"

پائی شا کے چہرے پر برہمی کے آثار نمودار ہوئے۔ اس نے چند لمحوں کے لئے اس کی طرف دیکھا، اور بے خوفی سے کہا، "میں نے کچھ نہیں کہا۔" فضا اور بھی زیادہ بوجھل ہو گئی۔ ہر شخص دم سادھے سوچ رہا تھا کہ نہ جانے صورت حال کون سا رخ اختیار کرے۔ وہ سب پائی شا کے مزاج سے واقف تھے۔

تینگ منگ میز کا سرا پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بولا، "کسی کی پروا نہیں کرتے، یہ سمجھتے ہو کہ تمہارا عمل ہمیشہ درست ہوتا ہے اور کسی شخص کو تمہارے خلاف کچھ کہنے کا حق نہیں پہنچتا۔ یہی بات ہے نا؟ ••• لیکن یہ مت بھولو کہ تم ایک کادر ہو، ریاست کے قواعد و ضوابط کے پابند ہو۔ ریاست تمہیں اجرت دیتی ہے، اس کے عوض تمہیں دیانت داری سے کام کرنا چاہئے۔ تم تخلیقی صلاحیت کا مظاہرہ نہیں کرو گے تو تمہیں کوئی الزام نہیں دے گا لیکن تمہارے اندر کم از کم احساس ذمے داری تو ہونا چاہئے۔ •••" تینگ منگ اپنے لہجے کو پرسکون رکھنے کی پوری کوشش کر رہا تھا، "فی الوقت ہم تمہارے بارے میں گفتگو نہیں کرتے۔ چھیان کونگ اپنی بات جاری رکھو۔"

چھیان کونگ نے پائی شا اور تینگ منگ کی طرف دیکھا، اپنی نوٹ بک کھولی اور صفحہ بہ صفحہ غلطیوں کی نشان دہی کرنے لگا۔ ان میں سے بعض غلطیاں صوبائی تعمیراتی کمپنی کے نویں شعبے نے کی تھیں، اور دوسری غلطیاں فریق الف، ویناٹلون فیکٹری نے۔ جلد ہی فراڈ کے

ذریعے ہڑپ کی جانے والی رقم ۲۳۴۰۰۰۰یوان سے بڑھ کر ۵۰۰۰۰۰۰یوان تک جا پہنچی۔

اس طرح، مختصر سی میٹنگ کے دوران ہی میں یہ ثابت ہو گیا کہ "تین کروڑ" میں کم از کم پچاس لاکھ کی رقم جعلی اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

(۵)

اب چانگ آن پانگ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ چھیان کونگ کم تر آدمی نہیں ہے۔ اسے اس بات کا اچھی طرح احساس تھا کہ اگر وہ اسی طرح چھان بین کرتا رہا تو بہت جلد بجٹ کا ایک ایک پہلو اور گذشتہ چند برسوں کا حساب کتاب اور گوداموں کے ساز و سامان کی تفصیل سب کی نظروں کے سامنے آجائے گی۔ مختصر یہ کہ، اس طرح وہ سنگین مشکلات میں گھر جاتا۔ بلاشبہ، وہ یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔

وہ چھیان کونگ سے ملنے گیسٹ ہاؤس میں آیا۔ اس کے چہرے پر شائستہ مسکراہٹ

بکھری ہوئی تھی' اور اس نے "تین کروڑ" کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ اس کے بجائے' اس نے یہ کہا کہ وہ چھیان کونگ کو خاص طور پر اس کے تبادلے کی خبر سنانے کے لئے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ اسے ابھی ابھی اپنی بیوی نے فون پر مطلع کیا ہے کہ صوبائی حکومت کا آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ بہت جلد تبادلے کی منظوری دے دے گا۔ اس کا دوستانہ رویہ چھیان کونگ کے لئے قطعی طور پر غیر متوقع تھا۔ اس لئے اس کے دل میں انتہائی ممنونیت کا احساس امڈ آیا۔

"یہ معمولی سی بات ہے۔" چانگ آن پانگ نے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا' "بنیادی طور پر اس قسم کے فیصلے آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ میں نے تو محض چند لوگوں سے رابطہ قائم کیا تھا۔ اصولی طور پر اس قسم کے رابطے استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آنی چاہئے۔ ..." اس نے دھیرے سے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا' "لیکن آپ موجودہ صورت حال کی نزاکت کو سمجھتے ہوں گے۔ اب اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں رہا..." پھر وہ رخصت ہونے کے لئے کھڑا ہوا تو چھیان کی طرف سے قیاس آرائی کرتے ہوئے بولا' "شاید آخری رکاوٹ ہلکی صنعتوں کے بیورو میں پیش آئے گی... بہر حال' اس سے بھی نمٹنے کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی..." چھیان کونگ نے شکریہ ادا کرنا چاہا تو اس نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا' "نہیں' نہیں' اسے مدد کا نام مت دیجئے۔ وینائلون فیکٹری میں آپ کی آمد ہمارے کام کے سلسلے میں بہت بڑی امداد کی حیثیت رکھتی ہے... چھیان کونگ' جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے' میں یہ جتانا چاہتا ہوں کہ اس ضمن میں ہمارے احساسات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ وہی کیجئے جو آپ کی نظروں میں درست ہو۔ اس طرح ہمیں کسی قدر مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا... لیکن ہمیں مشکل پیش آتی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے... آپ اس بات

سے یقیناً واقف ہوں گے کہ گذشتہ چند سالوں کے دوران میں تعمیراتی کام میں کس قسم کے عملی مسائل جنم لیتے رہے ہیں۔ اوہ ..." چانگ آن پانگ نے گہری سانس لی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دکھ کی شدید کیفیت سے گزر رہا ہے۔ پھر اس نے اپنا سلسلہء کلام جاری رکھتے ہوئے کہا' "مجھے صرف یہ خدشہ ہے کہ تعمیراتی کام مکمل نہ ہو سکے گا۔ دس کروڑ یوان سے زیادہ رقم اور ہزاروں مزدوروں کی محنت کے باوجود ہم اب بھی پیداواری مرحلے سے دور ہیں۔ میں نے اتنا بڑا ضیاع کبھی نہیں دیکھا۔"

تاہم' اس بات کا علم کسی بھی شخص کو نہیں ہو سکتا تھا کہ چانگ آن پانگ کے سینے پر کس قسم کا بوجھ دھرا ہوا ہے۔ جب وہ اپنے گھر میں صوفے پر بیٹھا ہوا گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا تو اس کی بیٹی' ہائی یان کمرے میں داخل ہوئی اور دھیرے سے صوفے کی ہتھی پر بیٹھتے ہوئے بولی' "پاپا' فیکٹری کے تمام لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ 'تین کروڑ' میں گڑبڑ کی ساری ذمے داری آپ پر عاید ہوتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟ وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ کے اور چچا تینگ کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہے۔ کیا یہ بھی سچ ہے؟" چانگ آن پانگ اس کے سوالات سن کر بے حد پریشان ہوا' لیکن اس نے اپنی جھنجلاہٹ کو ظاہر نہیں ہونے دیا' کیوں کہ وہ واقعی اپنی اکلوتی بیٹی سے بہت محبت کرتا تھا۔ (جب وہ "ثقافتی انقلاب" کے دوران میں "گائیوں کے باڑے" میں رہتا تھا' اس وقت ہائی یان صرف سات سال کی تھی۔ اسے ہر روز بے شمار لوگوں کے طعنے اور گالیاں سننی پڑتی تھیں' لیکن وہ خاموشی سے سب کچھ برداشت کرتی رہی اور باقاعدگی سے اسے کھانا پہنچاتی رہی۔ وہ ایڑیوں کے بل کھڑی ہو کر اس کی آنکھوں کے گوشے سے جھلکتے ہوئے آنسو پونچھا کرتی تھی۔) چانگ نے اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا' "فکر مت کرو۔ میں اور چچا تینگ' دونوں ہی بہتری چاہتے ہیں۔ ہم دونوں ممکنہ حد تک اخراجات کم

کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۰۰۰" جب اس نے دیکھا کہ اس کی بیٹی اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی ہے' تو کہا' "کیا تمہیں اب بھی یقین نہیں آیا؟ کیا تمہارے پاپا نے کبھی تم سے جھوٹ بولا ہے؟ اوہ' دراصل بجٹ کی تیاری میں حصہ لینے والے چند کامریڈوں نے غیر ذمے داری کا مظاہرہ کیا ہے۰۰۰" اس کی بیٹی کو یقین آگیا' لیکن اب وہ بڑی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی کو حقیقت کا علم نہ ہونے پائے — وہ اسے اصل بات کیسے بتاتا! لیکن وہ اس سے جھوٹ بھی نہیں بولنا چاہتا تھا' اس کے سینے میں اب بھی محبت کرنے والے باپ کا دل دھڑک رہا تھا۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ شاید وہ کمرے کے اندر ٹہلنا چاہتا تھا' اپنے ذہن سے تمام پریشانیوں کو جھٹک کر پھینک دینا چاہتا تھا۔ اچانک اس نے کھڑکی سے نیچے کی طرف نظر ڈالی۔ تینگ منگ اور شیاؤپو ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ وہ یہ منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا' اور فوراً اس کی تمام تر توجہ "تین کروڑ" پر مرکوز ہو گئی۔ فیصلہ کن مرحلہ آ پہنچا تھا' اور اب وہ کسی قسم کی بھی غفلت کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

دراصل' تینگ منگ چھیان کونگ سے ملنے کے لئے جا رہا تھا' جو مضمحل سے میز کے سامنے بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ اس سہ پہر کو اس کی اپنے بیٹے' شیاؤپو سے تکرار ہو گئی تھی۔ شیاؤپو نے اس سے کہا تھا' "اگر یہ تین کروڑ ہے تو اسے تین کروڑ ہی رہنے دیں۔ اس پر اس قدر ہنگامہ کھڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ جیسے ناسمجھ لوگ کم ہی ہوں گے۔" چھیان کونگ نے اپنے بیٹے کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تاہم اس تکرار نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں: چانگ آن پانگ کا مقصد اب بھی یہی تھا کہ وہ زیادہ گہرائی تک نہ جائے' خاص طور پر گودام کی چھان بین کے معاملے میں۔ وہ گذشتہ چند سالوں کے دوران

میں تعمیرات کے شعبے میں رونما ہونے والی مشکلات سے بہ خوبی آگاہ تھا۔ تو کیا فیکٹری کا پروجکٹ کبھی مکمل نہ ہوسکے گا؟ یہ بالکل ممکن تھا۔

اسے اندازہ ہو گیا کہ تینگ منگ گودام کی چھان بین کے مسئلے پر گفتگو کرنے آیا ہے۔ "ڈائریکٹر تینگ '۰۰۰" وہ اپنی پریشانیوں کا ذکر کرنا چاہتا تھا' لیکن تینگ منگ نے اسے آگے نہیں بولنے دیا' "نہیں' میں تمہیں قائل کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں —— اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم خود ہی گودام کے معاملے پر پوری طرح غور کرو۰۰۰ اتفاق سے ابھی کچھ دیر پہلے میری شیاؤ پو سے گفتگو ہوئی تھی' اور میں نے اس نوجوان کو کچھ نصیحت کی تھی۔" وہ کرسی پر بیٹھ گیا' اور اپنا سلسلہء کلام جاری رکھتے ہوئے بولا' "میں تم سے دو معاملات پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ ہمیں صرف بجٹ کی چھان بین اور اس میں تخفیف کرنے تک محدود نہیں رہنا چاہئے' بلکہ ایک ایسا پلان بھی تیار کرنا چاہئے' جس سے فیکٹری کا پروجکٹ مکمل ہوسکے۔ ہمیں متعدد اقدامات کرنے پڑیں گے۔ بجٹ کو سختی کے ساتھ معین کوٹا کے مطابق بنانا' اور اس کے بعد تعمیراتی کام مکمل کرنا —— اس وقت تو یہ کام اتنا آسان نظر نہیں آتا۔"

"درست ہے'" چھیان کونگ نے جلدی سے اپنا سگریٹ بجھا دیا۔

"تو یہ پہلا اقدام ہے۔ ہم اسے فی الوقت چھوڑ دیتے ہیں' اور گودام کے معاملے کی چھان بین کے دوران میں اس پر مزید غور کرسکتے ہیں۔ دوسرا معاملہ جس پر میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں' اور بھی زیادہ محنت کا متقاضی ہے۔ ہم پارچہ بافی کی صنعت کو اور بھی زیادہ وسعت دینا چاہتے ہیں' اس لئے اب بہت سے نئے پروجکٹ سامنے آئیں گے۔ اس کے علاوہ ہمیں موجودہ پروجکٹوں کو بھی وسعت دینی ہے۔ میں تمہیں کادروں اور ٹیکنیشینوں

کے لئے بجٹ پلاننگ کی کلاس شروع کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ کورس تین ماہ کا ہوگا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"یقیناً' یہ ایک اچھا خیال ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مینجمنٹ کا نظام زیادہ موثر ہونا چاہئے لیکن ہر سطح پر اچھے تربیت یافتہ کارکن فراہم نہ کریں ' تو اسے ایک کھوکھلا دعویٰ ہی کہا جائے گا۔" چھیان کونگ بہت پرجوش نظر آرہا تھا۔ تینگ منگ کی ہر رائے انتہائی عمدہ تھی ' سوائے اس کے کہ وہ اسے بیجنگ واپس نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔

"چھیان کونگ ' مجھے خدشہ ہے کہ ایک بار ہلکی صنعتوں کے بیورو کے زیرانتظام یہ تربیتی کلاس شروع ہوگی تو صوبائی تعمیراتی کمیٹی ہم پر رشک کرنے لگے گی۔ وہ تمہیں اپنے قبضے میں کرنے کی کوشش کرے گی ' اور اس طرح تمہارے لئے بیجنگ جانے کا امکان اور بھی کم ہو جائے گا۔ اس صورت میں تم کیا کروگے؟"

"تم مجھے جانے نہیں دوگے۔ میں اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں؟" چھیان کونگ نے بے چارگی سے جواب دیا۔

تینگ منگ نے سر ہلاتے ہوتے مزاحیہ لہجے میں کہا ' "میں تمہیں نہیں جانے دوں گا؟... کیا میں اتنا با اختیار ہوں؟" وہ اٹھ کر چند لمحوں تک کمرے میں ٹہلتا رہا اور پھر چھیان کونگ کے پاس آکر رک گیا ' "مجھ پر کرم کرو ' میرا مذاق مت اڑاؤ۔ ہوسکتا ہے ' میں تم جیسی دانش نہ رکھتا ہوں ' لیکن میرا شعور زندہ ہے۔ مجھے ریاست کی طرف سے ماہانہ اجرت ملتی ہے!" پھر اس نے چھیان کو بتایا کہ بیورو نے اس کے تبادلے کی منظوری دے دی ہے ' اور اسی دن صوبائی حکومت کے آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ کو اس کی رپورٹ بھی روانہ کردی گئی تھی۔

چھیان کونگ کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ یہ خبر اس کے لئے انتہائی غیر متوقع تھی۔

"دیکھا' تم مجھ پر باصلاحیت لوگوں کی ذخیرہ اندوزی کا الزام نہیں لگا سکتے۔ تاہم' میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھ سے کسی قدر محکمہ پروری کا جرم ضرور سرزد ہوا ہے۔ بجٹ پلاننگ کی کلاس میں تین مہینے کی تدریس کو اس بات سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ ہلکی صنعتوں کے بیورو نے بیجنگ سے تمہاری خدمات مستعار لی ہیں۔" تینگ منگ نے مسکراتے ہوئے کہا' "ہاں' اگر اس کے بعد صوبائی تعمیراتی کمیٹی تم پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گی تو میں اس میں مداخلت نہیں کر سکوں گا' ٹھیک ہے نا؟ لیکن میں اس بات کی پوری کوشش کروں گا کہ پہلے تمہارا تبادلہ ہو جائے۔ میں یہ نہیں مانتا کہ اتنے بڑے صوبے میں باصلاحیت لوگوں کا فقدان ہے۔"

چھیان کونگ سے گفتگو کرنے کے بعد تینگ منگ پائی شا سے ملنے گیا۔

پائی شا ہتھیلی پر رخسار ٹکائے' میز کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی کہنی کے نیچے ۱۹۶۵ء کا ایک گروپ فوٹو دبا ہوا تھا جس میں قومی تعمیراتی کمیٹی کے زیر انتظام ہونے والی بجٹ پلاننگ کی کلاس کے اساتذہ اور طلبہ نظر آ رہے تھے۔ اسے خود بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ اس نے دو تین دن پہلے یہ فوٹو گراف جو صندوق کے سب سے نچلے حصے میں پڑا ہوا تھا' کیوں نکالا تھا۔ اس میں تین قطاروں میں ایک سو سے زیادہ افراد نظر آ رہے تھے۔ وہ چھوٹی آستینوں والا بلاؤز پہنے اگلی قطار کے وسط میں چھیان کونگ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس وقت وہ نوجوان اور پر کشش تھی۔ اس کی آنکھوں میں اچھے مستقبل کی تمنا کا رنگ چمکتا رہتا تھا۔ اس کے ہونٹوں کے گوشوں سے زندگی سے محبت کا جذبہ امڈتا نظر آتا تھا۔ فوٹو گراف کی پشت پر روشنائی سے چند خوب صورت الفاظ لکھے ہوئے تھے:

لی پئے'

چین کی ہونے والی بجٹ ایکسپرٹ کے لئے'

چھیان وی چھونگ

واقعی اس زمانے میں یہ اس کی دلی تمنا تھی ۰۰۰ اس نے فوٹو گراف یوں ہی ایک نظر دیکھنے کے لئے نکالا تھا' لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اچانک ان بھولے ہوئے بے ریا دنوں کی یاد' جس کا وہ بعد میں خود بھی مذاق اڑاتی تھی' لو دینے لگے گی — اور اب یہ گہری لیکن ان جانی سی روشنی اس کے لئے عذاب بن گئی تھی۔ گذشتہ چند دنوں میں رونما ہونے والے واقعات کے پس منظر میں یہ یادیں نشتر بن کر اس کے دل میں چبھ رہی تھیں۔

تیننگ منگ کو آتا دیکھ کر وہ چونک اٹھی۔ اس کے باوجود وہ بیٹھی رہی۔ اس کے چہرے سے سرد مہری جھلک رہی تھی۔ فیکٹری میں یہ افواہ عام تھی کہ اس نے کادر آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ سے اس کی پرسنل فائل نکلوالی ہے' کیوں کہ وہ اس کے خلاف احتسابی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ چانگ آن پانگ کچھ دیر پہلے اس کے پاس آیا تھا' اور اس نے اس کے سوالوں کا جواب بہت مبہم انداز میں دیا تھا' "جہاں تک حکام بالا کے معاملات کا تعلق ہے' اسے جانے دو ۰۰۰ ہوں ۰۰۰ جہاں تک تمہاری پرسنل فائل نکلوائے جانے کا تعلق ہے' اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ڈائریکٹر تیننگ تمہارا بہت خیال رکھتا ہے۔" بہ ہر حال' چانگ آن پانگ کے الفاظ سے اس افواہ کی تصدیق ہو گئی تھی' جو فیکٹری میں گردش کر رہی تھی۔

"میں یوں ہی تم سے تمہارے کام کے بارے میں باتیں کرنے کے لئے چلا آیا۔" تیننگ منگ نے سرسری نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور بیٹھ گیا۔ کمرے کی آرائش میں

سادگی کے ساتھ ساتھ خوش ذوقی بھی جھلک رہی تھی۔

"ٹھیک ہے' تم با اختیار آدمی ہو۔ " پائی شا نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ اگر کہنے کی اجازت دو' تو ذمے داری سے پہلوتہی کرنا تمہاری سب سے بڑی غلطی ہے۔ ' تین کروڑ' کا مسئلہ بہت بڑا ہے۔ اس کی ذمے داری تم پر بھی عاید ہوتی ہے ــــ کس حد تک' اس کا جائزہ بعد میں لیا جائے گا۔ "

"میں یہ ذمے داری قبول کرتی ہوں۔ اگر آپ مجھے سزا دینا چاہتے ہیں تو شوق سے دیجئے۔ "

"اگر سزا سے مسئلہ حل ہو سکتا تو تم سب کو بہت پہلے سزا دی جا چکی ہوتی۔ "

پائی شا کے ہونٹوں پر مدھم سی استہزائیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"تم نے بجٹ پلاننگ کی تعلیم حاصل کی ہے؟" تینگ منگ نے پرسکون لہجے میں سوال کیا۔

"میری پرسنل فائل دیکھ لیں۔ "

"اس کا مطالعہ تو آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ کرے گا۔ " تینگ منگ کو احساس ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ اس نے ایک دن پہلے ہی درمیانی درجے سے اوپر کے کادروں کی فائلوں کا مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ "میں پہلے تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ " اس نے متانت کے ساتھ پائی شا کی طرف دیکھا اور اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا' "ہو سکتا ہے' تم یہ سوچ رہی ہو کہ دنیا اس کی مستحق نہیں ہے۔ چاہو تو اپنے تلخ تجربات کا سارا الزام معاشرے پر ڈال دو۔ لیکن ایک دن تمہیں ایسی بے مقصد زندگی گزارنے پر پچھتاوے کا

احساس ہو گا۔ "

"یوں ہی سہی!"

"میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ تم پہلے بھی ایسی ہی تھیں' اور میں بھی نہیں چاہوں گا کہ تم اس طرز عمل کو برقرار رکھو۔" یہ کہہ کر تینگ منگ بے اعتنائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

پائی شا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

تینگ منگ نے کرسی کو ایک طرف کھسکایا' اور دروازے کی طرف بڑھا۔ پھر دروازہ کھولنے کے بعد اس نے مڑتے ہوئے کہا' "اگلے دو دن کے دوران میں تمہیں یہ کام کرنے ہیں: پہلی بات یہ کہ تمام اکاؤنٹس اکٹھا کر لو' اور گودام کے سازوسامان کی چیکنگ میں چھیان کونگ کی مدد کرنے کے لئے تیار رہو۔ دوسری بات یہ کہ اچھی طرح اس نکتے پر غور کرو کہ 'تین کروڑ' کے معاملے میں اب بھی کوئی مسائل تو موجود نہیں ہیں۔"

اب پائی شا کا ذہنی سکون جسے اس نے طویل عرصے سے برقرار رکھا تھا' مکمل طور پر بکھر چکا تھا۔ "میرے خیال میں پہلے تم ایسی نہیں تھیں..." پہلے وہ کیسی تھی؟ فوٹوگراف میں اس کا پرانا وجود اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ واقعی ان دس پر آشوب سالوں نے اسے ایک بالکل مختلف شخصیت میں تبدیل کر دیا تھا۔ بدنصیبی کے تازیانوں نے اسے 'نوجوانی ہی میں' گہرے زخم لگائے تھے۔ نہ صرف یہ کہ اسے اس کے سیاسی کیریر سے محروم کر دیا گیا تھا' بلکہ عشق کے پیچھے چھپی ہوئی منافقت اور امارت پرستی کے باعث محبت میں اس کا اعتقاد اور عزت نفس کا احساس بھی تباہ ہو چکا تھا' اور اس طرح اس کے اندر زندہ رہنے کی تمنا دم توڑ چکی تھی... محض اس لئے کہ وہ اپنے ماضی کو بھول جانا چاہتی تھی' اس نے اپنا نام تبدیل کر لیا تھا۔ ماضی کے ان دس سالوں میں اسے جو مصائب جھیلنے پڑے' اس کے نتیجے میں وہ ہر شخص سے' ہر چیز سے

نفرت کرنے لگی تھی۔ اسی وجہ سے وہ غیر معمولی طور پر بے حس، خشک مزاج اور لاتعلق بن گئی تھی۔

لیکن گذشتہ چند دنوں کے دوران میں وہ اپنے ذہنی سکون سے کیوں محروم ہو گئی تھی؟

... معروضی انداز میں حقائق کا تجزیہ کرنے والا ہر شخص یہ دیکھ سکتا تھا کہ کچھ عرصے سے اس کے اندر خلش اور بے چینی کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اپنے آدرش اور محبت میں اپنے اعتقاد سے محروم ہو چکی تھی، اور حکومت کسی بھی طرح اس کی اس محرومی کا مداوا نہیں کر سکتی تھی۔ تاہم، اس کے والد کی سماجی حیثیت بہ حال ہو گئی تھی اور سماجی زندگی کا جمود ٹوٹ رہا تھا، جس کی وجہ سے اس کے دل میں امید کی کرنیں چمک اٹھی تھیں۔

اگلے دن صبح سویرے پائی شا نے گودام کے ساز و سامان سے متعلق تمام اکاؤنٹس جمع کر کے خاموشی سے چھیان کونگ کے حوالے کر دئے۔ تاہم اس نے انسپکشن ورک کے بارے میں کسی بھی قسم کی معلومات فراہم نہیں کیں۔

گودام کی چھان بین کا نتیجہ یہ نکلا کہ وینائلون فیکٹری کو اپنے بجٹ میں سے ایک کروڑ یوان کی مجوزہ رقم منہا کرنی پڑی جس کے ذریعے ساز و سامان کا ذخیرہ کرنا مقصود تھا۔ اس طرح تین کروڑ میں پچاس لاکھ کی کٹوتی کے بعد مزید ایک کروڑ کم کر دئے گئے۔ اب صرف ڈیڑھ کروڑ یوان کی رقم باقی بچی۔

(۶)

چانگ آن پانگ نے زور سے میز پر مکا مارا اور چائے کی پیالی الٹ گئی۔ ابھی وہ پچاس لاکھ کی ڈوبی ہوئی رقم میں سے ایک فین بھی چھیننے میں کام یاب نہیں ہوا تھا کہ اسے مزید ایک کروڑ کی رقم سے محروم کر دیا گیا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس نے تینگ منگ کے بارے میں غلط اندازہ قائم کیا تھا۔ اس کے ماتحتوں کی طرف سے موصول ونے والی شکایتیں' اس کی تباہی پر اس کے حریفوں کی شادمانی 'اس کے ملنے جلنے والے مختلف لوگوں کی طرف سے ناخوشی کا اظہار —— یہ سب عوامل گرجتی برستی لہروں کی طرح اسے غرق کرنے کے درپے تھے۔ بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ وہ بچی کھچی قوت کو مجتمع کر کے بھرپور انداز میں طوفان کا رخ موڑنے کی کوشش کرتا۔

سب سے پہلے اس نے چھیان کونگ پر دباؤ ڈالا۔ اسے سوئچ بورڈ کے آپریٹر کے ذریعے تینگ منگ اور ہلکی صنعتوں کے بیورو کے درمیان ہونے والی گفتگو کا موضوع معلوم ہو گیا۔ "ٹھیک ہے' تو اب میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا نہیں رہوں گا۔" چانگ آن پانگ نے خود سے کہا۔ اس نے طویل فاصلے کی ٹیلی فون کال کے ذریعے صوبائی حکومت کے آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ میں اپنی بیوی سے رابطہ قائم کیا۔ کچھ دن پہلے اس نے چھیان کو بتایا تھا کہ اسے اس کی بیوی کے ذریعے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس کا ڈیپارٹمنٹ بہت جلد تبادلے کی منظوری دینے والا ہے۔ لیکن اس میں ذرا سی بھی صداقت نہیں تھی۔ لیکن اب وہ سچ مچ اپنی بیوی کو یہ کام کرانے کی تلقین کر رہا تھا۔ اگرچہ اس کی بیوی اس ڈیپارٹمنٹ کی ایک معمولی کارکن تھی' لیکن بعض اوقات چھوٹا موٹا افسر بھی کسی بڑے افسر کے تبادلے کے سلسلے میں

موثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ چانگ آن پانگ کو یہ نکتہ اچھی طرح معلوم تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو یاد دلایا کہ اسے اور وینائلون فیکٹری کو چھیان کونگ کے تعاون کی ضرورت ہے' بہ صورت دیگر تعمیراتی کام کھٹائی میں پڑ جائے گا۔

اس کے بعد اس نے صوبائی تعمیراتی کمپنی کے نویں شعبے کے ڈائریکٹر' تھان سے گفتگو کی' اور اسے تمام ضروری "رموز" سمجھا دئے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے دوسرے ملنے جلنے والوں کو بھی اس صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ یہ سب کچھ بڑی خاموشی سے ہوا' اور کسی بھی طرح یہ ظاہر نہیں ہونے دیا گیا کہ کوئی سازشی منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ نتیجہ؟ چند ہی دنوں میں ہلکی صنعتوں کے بیورو کے بہت سے کادروں نے یہ تاثر قائم کر لیا کہ "چھیان کونگ اپنی حدود سے کافی دور نکل گیا ہے۔" بلاشبہ' اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ "تینگ منگ اپنی حدود سے کافی دور نکل گیا ہے۔"

آخر کار چانگ آن پانگ کی یہ تمام سرگرمیاں تینگ منگ کی راہ میں رکاوٹ بن گئیں۔ تینگ منگ غصے سے کھولنے لگا' اور اسے اس بات کا احساس ہو گیا کہ اب اسے اور بھی زیادہ قوت کے ساتھ لڑنا ہو گا۔ ماضی میں وہ اس سے زیادہ تکلیف دہ صورت حال سے گزر چکا تھا۔ مثال کے طور پر' جاپان کے خلاف جنگ مزاحمت میں حصہ لے چکا تھا۔ ۱۹۶۶ء میں جب "ثقافتی انقلاب" شروع ہوا تو اسے فوری طور پر یہ احساس نہ ہو سکا کہ یہ چین کے لئے ایک عذاب ثابت ہو گا۔ اس وقت اس کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ اس کی پیشانی پر انقلاب دشمنی کا لیبل چسپاں کر دیا گیا تھا۔ چوں کہ وہ جھکنے پر تیار نہ تھا' اس لئے اسے انتہائی سختی کے ساتھ مطعون کیا گیا' اور اس کی رسوائی کا پورے صوبے میں چرچا ہونے لگا۔ اس کے اکلوتے بیٹے پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ وہ چل بسا۔ اسی طرح اس کی بیوی کو بھی' جو

برسوں سے دکھ سکھ میں اس کا ساتھ دے رہی تھی 'اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ وہ سب سے چھپ کر 'خاموشی سے رویا کرتا تھا۔ وہ اس کے علاوہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

تاہم 'اسے احساس ہو گیا کہ اب اس کے پاس ماضی کو یاد کرنے کے لئے ذرا سا بھی وقت نہیں ہے۔ وہ یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا کہ چین ختم ہو چکا ہے یا خود اس کی شخصیت ختم ہو چکی ہے۔ اور وہ یہ بھی تسلیم نہیں کرتا تھا کہ معاشرے کی گندگی کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ وہ صبر آزما حالات سے لڑنے کا ڈھنگ سیکھ چکا تھا 'اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ موجودہ بد عنوانیوں کو دور کرنے کے لئے اسے صرف اپنے عمل کی قوت پر انحصار کرنا چاہئے۔ آنسو بہانے اور آہیں بھرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ چانگ آن پانگ کے ہاتھ بہت لمبے تھے اور اس کے گرد ویناٹلون فیکٹری کے بہت سے چاپلوس کارکن جمع تھے۔ چھیان کونگ واضح طور پر پست ہمتی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ پائی شاپر بے زاری اور لاتعلقی کی کیفیت طاری تھی اور یہ سمجھتی تھی کہ وہ پہلے بھی یہ سب کچھ دیکھ چکی ہے۔ اور زمانہ ساز شیاؤ پو سوچی سمجھی چالیں چل رہا تھا —— اس تمام صورت حال میں تیننگ منگ کو ہر طرف اندھیرا ہی نظر آ رہا تھا۔ تاہم ابتدائی چھان بین کے عمل سے گزرنے کے بعد وہ صورت حال کو اچھی طرح سمجھنے لگا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس صورت حال کو تبدیل کرنے کے لئے اب بھی کسی عنصر کی ضرورت ہے۔ اور وہ عنصر تھا' کام۔

ہلکی صنعتوں کے بیورو کے دفتر کا سربراہ 'کہہ کوانگ شنگ ایک دن ویناٹلون فیکٹری میں آیا۔ اس نے تیننگ منگ کو بتایا کہ بیورو کے ڈپٹی ڈائریکٹرز بہت فکرمند ہیں۔

"کس بارے میں ؟" تیننگ منگ نے سوال کیا۔

"لاؤ تینگ' میں تمہیں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ " کہہ کوانگ شنگ جو کوانگ چو کا رہنے والا تھا' سیاہ رنگ کا ایک پستہ قامت' زیرک آدمی تھا۔ اس کی پیشانی فراخ تھی' آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور ان میں زندگی کی بھرپور چمک نظر آتی تھی۔ وہ جنوب والوں کے مخصوص لہجے میں گفتگو کرتا تھا۔ "یہ زمانہ دس سال پہلے کے زمانے کی طرح نہیں ہے۔ بہت سے معاملات میں ہمیں معقول حد تک لچک دار اور مصالحت آمیز رویہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ تھوڑا سا راستہ کھلا رکھو' جیسا کہ پہلے تھا' ورنہ وینائلون فیکٹری کی تکمیل کا کام آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ "

"یہ تمہاری ذاتی رائے ہے؟"

"ہاں۔"

"ان کی' ڈپٹی ڈائریکٹروں کی کیا رائے ہے؟"

"وہ بھی ذاتی رائیں ہیں' تقریباً ایسی ہی۔"

"بہت خوب۔ پارٹی کمیٹی نے مجھے 'تین کروڑ' کے معاملے کی چھان بین کے سلسلے میں مکمل اختیار دے رکھا ہے۔ بہ راہ کرم' میرے کام میں مداخلت مت کرو۔ ذاتی رائے' کیا کہنے!" کہہ کونگ شنگ جھینپ گیا' تینگ منگ نے اپنا سلسلہء کلام جاری رکھتے ہوئے کہا' "واپس جا کر تمام کامریڈوں کو بتا دینا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار پارٹی کمیٹی کی میٹنگ میں کر سکتے ہیں۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے' میں بھی ایک چھوٹی سی رائے رکھتا ہوں۔ تم پہلے جیسے نہیں رہے۔ "

پھر ڈپٹی پارٹی سکریٹری اور وینائلون فیکٹری کا ڈائریکٹر نیئے ژون تہہ' تینگ منگ کو یہ اطلاع دینے آیا کہ صوبائی تعمیراتی کمپنی کا نواں شعبہ اپنی افرادی قوت کا بیش تر حصہ کسی

نئے، زیر تعمیر پروجکٹ میں منتقل کرنے والا ہے۔ یہاں محض گنے چنے مزدور رہ جائیں گے۔

"کیا؟ تمہارا مطلب ہے کہ وہ یہاں کا تعمیراتی کام بیچ میں چھوڑ کر چلے جائیں گے؟" تینگ منگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے نیئیے ژون تہہ کی طرف دیکھنے لگا۔

اس مہربان نظر آنے والے بوڑھے کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس نے دھیرے سے مضبوط لہجے میں کہا، "نہیں، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ یہاں سے جا رہے ہیں۔" تینگ منگ نے کہا، "ٹھیک ہے۔ اگر وہ جانا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی۔ چین میں صرف ایک تعمیراتی یونٹ تو نہیں ہے۔" نیئیے ژون تہہ نے پرسکون لہجے میں جواب دیا، "یوں کام کو بیچ میں چھوڑ کر جانا مجبوری ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ صورت حال تمہارے لئے قابل فہم ہوگی۔ بہت سارا کام اور اجرت ناکافی۔ ہڈیاں ہی ہڈیاں، گوشت نام کو بھی نہیں۔ غالباً دوسرے تعمیراتی یونٹ بھی اس کام کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔۔۔ مزید ر آں، وہ پہلے ہی صوبائی تعمیراتی کمپنی کے دوسرے شعبوں کے ساتھ سازباز کر چکے ہیں۔ یہ سب کچھ زیادہ اجرتوں کے حصول کے لئے ہے۔"

"تو یہ ہے ہماری شان دار کیمونسٹ پارٹی؟" تینگ منگ مضطربانہ انداز میں اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پھر اس نے رکتے ہوئے سوال کیا، "کیا تمہیں چانگ آن پانگ نے بھیجا ہے؟"

"ہاں۔۔۔ ارے، میں خود بھی تمہیں اس صورت حال سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔"
تینگ منگ نے اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا اور حقارت آمیز لہجے میں کہا،
"اور ہم اب بھی جدید کاری کا کام جاری رکھ سکتے ہیں؟"

"تم واحد شخص ہو جو اس معاملے پر اس قدر سنجیدہ نظر آتا ہے۔ اس طرح نہیں چلے گا' تینگ منگ۔ " نیئیے ژون تہہ کے یہ نصیحت آمیز الفاظ دل کی گہرائیوں سے ابھرے تھے۔

"تو پھر تم میرے ہاتھ مضبوط کیوں نہیں کرتے؟ اگر ہر شخص سنجیدگی سے کام کرے گا تو اس کا پھل ضرور ملے گا! اب کیا ہوا؟••• کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ' ثقافتی انقلاب' نے تمہارے حوصلے پست کر دئے ہیں؟"

"نہیں' یہ بات نہیں ہے۔ اس کا سبب موجودہ صورت حال ہے۔ "

"تو پھر تم پارٹی چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟" تینگ منگ کی نظریں تیر کی طرح نیئیے ژون تہہ کی آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں۔ نیئیے ژون تہہ نے آہستہ سے اپنا سر جھکا لیا۔ تینگ منگ نے کہا' "نوٹس جاری کر دو کہ پارٹی کمیٹی ایک میٹنگ طلب کر رہی ہے۔ "

میٹنگ میں تینگ منگ نے فوری طور پر اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا' "مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ' تین کروڑ' کے مسئلے پر فکر اور عمل کی دو مختلف راہوں کے درمیان آویزش کا سلسلہ جاری ہے۔ پہلی راہ یہ ہے کہ کارکردگی میں اضافہ کیا جائے' بجٹ کی تیاری میں جاں سوزی کے ساتھ ہر پہلو پر غور کیا جائے' اخراجات کم کئے جائیں اور پروجکٹ کو زیادہ تیزی کے ساتھ مکمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ دوسری راہ کا ماحصل فیکٹری کے مفادات کے نام پر ذاتی مفادات کو آگے بڑھانا اور اس طرح ملک کی دولت ہڑپ کرنا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مقصد ریاست کی رقم سے ذاتی سیاسی سرمائے میں اضافہ کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمہارا سکریٹری چانگ آن پانگ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہے۔ "

کمرے میں بیٹھا ہوا ہر شخص بھونچکا ہو کر رہ گیا۔ چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔ چانگ

آن پانگ نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ لوگوں کی طرف دیکھا' اور نفی میں سرہلانے لگا۔

تینگ منگ نے "تین کروڑ" کے معاملے سے متعلق تمام پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے پارٹی کمیٹی پر شدید تنقید کی کہ وہ اصولوں کی پابندی کرنے سے قاصر رہی ہے۔ آخر میں اس نے کہا' "جو بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے' اسے استعفیٰ دے دینا چاہئے۔"

میٹنگ کے بعد وہ وہیں رکا رہا۔ وہ تنہائی میں چانگ آن پانگ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا۔

"اپنے پتے دکھاؤ۔" اس نے دوٹوک انداز میں کہا۔

"میں کیا دکھا سکتا ہوں؟" چانگ آن پانگ نے اپنے بازو پھیلائے اور زبردستی مسکرانے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ تینگ منگ کے الفاظ کا تاثر ختم کرنے کے لئے فضا میں چھائی ہوئی کشیدگی کو دور کرنا چاہتا تھا۔ "موجودہ صورت حال یہی ہے' " اس نے پرسکون لہجے میں کہا' "اگر آپ تعمیراتی یونٹ کے لئے بجٹ کو کسی قدر وسعت نہیں دیں گے تو وہ آپ کے لئے کام نہیں کریں گے۔ یہ بہت سادہ اور قابل فہم بات ہے۔ یہ بات نہیں کہ وہ ہماری مدد نہیں کرنا چاہتے ۔ اگر آپ انہیں سختی کے ساتھ' معینہ کوٹے کے مطابق رقم فراہم کریں گے تو انہیں خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نمایاں کارکردگی پر نقد انعامات تو کجا' وہ اپنے کارکنوں کو اجرت بھی ادا نہیں کرسکیں گے۔ پورے ملک میں یہ رجحان عام ہے۔ ایک اور مثال لیجئے۔ فرض کیجئے آپ کو زرعی اراضی خریدنی ہے۔ قواعد کے مطابق اس کے عوض اگلے تین سالوں کی پیداوار کے مساوی رقم ادا کرنی ہوگی' ایک مو (۱۵ مو = ایک ہیکٹر) اراضی کے لئے چند سو یوان' ٹھیک ہے؟ لیکن اس میں دوسرے اخراجات

کا بھی اضافہ کیجئے' جیسے زرعی آلات کی خریداری۔ اس طرح ایک مو پر سات آٹھ ہزار یوان خرچ ہو جائیں گے۔ یہ حقیقت ہے' اور مجھے امید ہے کہ آپ یہ بات جانتے ہوں گے۔ آلات اور نقل و حمل کی سہولتوں کے بغیر آخر آپ کیا کر سکتے ہیں؟ آپ کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہیں رہے گا کہ اپنا کام نکالنے کے لئے گودام میں رکھے ہوئے ساز و سامان کے تبادلے کا طریقہ اختیار کریں۔ بہ صورت دیگر' آپ اصل پلان پر عمل کریں اور حکام سے معاونت فراہم کرنے کی درخواست کریں۔ اس عمل میں سیکڑوں سال گزر جائیں گے۔ 'تین کروڑ' کا بجٹ تنہا میں نے نہیں بنایا ہے۔ میری رائے میں 'تین کروڑ' کے بغیر کوئی دوسرا سکریٹری فیکٹری کا پروجکٹ مکمل نہیں کر سکتا۔ " چانگ آن پانگ حقائق کی تصویر کشی کرتے ہوئے دل ہی دل میں محظوظ ہو رہا تھا۔ واقعی' یہ ایک بہت بڑا اپا تھا' اور اس کے خیال میں اس مسئلے کو حل کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں تھا۔ اس میں اس بات کا تذکرہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی کہ نواں شعبہ اپنی افرادی قوت منتقل کرنے پر کیوں تلا ہوا ہے۔

"اچھا' تو یہ تمہارا حتمی تجزیہ ہے۔ تاہم' میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اس 'موجودہ صورت حال' میں' جس کا تم نے ابھی ذکر کیا' اگر میں ایک سپروائزر کی حیثیت سے یہاں ایک سال تک تمہارے لئے کام کرنے کا فیصلہ کر لوں گا تو کیا تمہارے خیال میں میں ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ یوان کے بجٹ سے یہ پروجکٹ مکمل کر سکوں گا؟"

چانگ آن پانگ نے غور سے تینگ منگ کی طرف دیکھا' جس کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی' اور کچھ سوچتے ہوئے کہا' "ہاں' میرے خیال میں یہ ممکن ہے۔"

"اور ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ یوان سے؟"

اب چانگ آن پانگ نے محسوس کیا کہ گفتگو میں تلخی کا عنصر بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے

بعد یہ رقم یقیناً ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ اور پھر ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ ہوتے ہوئے مزید نیچے گرتی جائے گی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا' اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

"اچھا' چلو پہلے ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ اگر ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ کافی ہیں تو پھر تم ' تین کروڑ ' پر کیوں اصرار کر رہے ہو؟ کیا دس لاکھ کی یہ اضافی رقم خود تم نے شامل نہیں کی ہے؟" تینگ منگ نے قدرے توقف کے بعد اپنا سلسلہء کلام جاری رکھا' "مجھے معلوم ہے کہ موجودہ صورت حال شان دار نہیں ہے' لیکن میں یہ ماننے کو تیار نہیں ہوں کہ تم ایک کمیونسٹ معاشرے میں کام کر رہے ہو۔ دراصل تم اس ' موجودہ صورت حال ' سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سرمایہ کما رہے ہو' ذاتی فائدے حاصل کر رہے ہو! ... یہ تمہارا حصہ ہے' اور یہ میرا۔ بہت سادہ سی بات ہے! اس قسم کی ' موجودہ صورت حال ' صرف چین ہی میں پائی جاتی ہے۔"

چانگ آن پانگ دل ہی دل میں اپنے سابق افسر کے اس سنجیدہ روئے کا مذاق اڑا رہا تھا۔ تاہم' اس نے کہا' "میں تو وینائلون فیکٹری کو ذرا بہتر انداز میں چلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں' مجھے امید ہے کہ آپ یہ بات سمجھتے ہوں گے۔"

"ذاتی فائدہ نہیں؟" تینگ منگ کے چہرے پر کسی قدر طنزیہ انداز نمایاں تھا۔

"یہ بات اس وقت کہنا جب میری قوت سماعت ختم ہو جائے۔"

"ٹھیک ہے' اب میں آپ کے سامنے مزید وضاحت پیش نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس بات کی ضمانت فراہم ہو جائے کہ پروجکٹ کو جاری رکھنے کے لئے افرادی قوت دست یاب رہے گی تو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ آپ ہمارے لئے کتنی رقم منظور کرتے ہیں۔ باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ مجھے امید ہے کہ بیورو جلد از

جلد اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرے گا۔ ابھی تو یہی نظر آ رہا ہے کہ نواں شعبہ اب ہمارے لئے کام نہیں کرنا چاہتا۔" چانگ آن پانگ کو معلوم تھا کہ اگر نویں شعبے نے کام جاری رکھنے سے انکار کر دیا تو کم از کم اگلے چھ ماہ تک پورے صوبے میں ایک بھی ایسا یونٹ نہیں ملے گا جو اس کام کو لینے پر تیار ہو جائے۔

"یہ مسئلہ خود تمہیں حل کرنا ہو گا۔" تینگ منگ نے لاپروائی سے کہا اور اس نے چانگ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

"میں؟" چند لمحوں کے لئے چانگ آن پانگ چکرا سا گیا۔ "میں ۰۰۰ شاید یہ مسئلہ حل نہیں کر سکتا!"

"تو پھر تم ایک طرف ہٹ جاؤ۔ جو بھی یہ مسئلہ حل کر سکے گا، کمان اسی کے ہاتھ میں ہوگی۔ یہ بہت سادہ سی بات ہے نا؟" تینگ کھڑا ہو کر کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ گفتگو ختم ہو چکی ہے۔

چانگ آن پانگ نے محسوس کیا کہ اب وہ مکمل طور پر تینگ منگ کی گرفت میں آ چکا ہے۔ وہ 'سودے بازی کے لئے 'استعفیٰ پیش کرنے کی دھمکی بھی نہیں دے سکتا تھا' کیوں کہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اس نے پہلی بار خود کو بے بس اور مجبور محسوس کیا' اور اس کے دل میں غصے اور نفرت کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ دانت پیستے ہوئے' تینگ منگ کے سر کے پچھلے حصے کے سفید بالوں کی طرف دیکھتا رہا۔ اس وقت تینگ منگ کمرے سے باہر جا رہا تھا۔ تاہم جب وہ جاتے جاتے مڑا تو فوراً چانگ آن پانگ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی' اور اس نے کہا' "اچھا' میں کوئی راستہ نکالنے کی کوشش کروں گا۔ میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا نہیں رہوں گا' بلکہ آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش

کروں گا۔ "

"میری توقعات؟" تینگ منگ کے چہرے پر لاپروائی کی ہلکی سی جھلک نمودار ہوئی۔ "اس وقت میں بیورو کی پارٹی کمیٹی کے سکریٹری کی حیثیت سے بات کر رہا تھا۔ اگر میں ذاتی حیثیت میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا' تو تم پر برس پڑتا' بدمعاش! اپنی طرف دیکھو' تم کتنے بدل گئے ہو! "

تینگ منگ کے آخری الفاظ میں کسی قدر ایک پرانے افسر کی دردمندی کا جذبہ جھلک رہا تھا' بالکل اسی طرح جیسے گھر کا بزرگ اپنے چھوٹوں کے لئے فکرمند رہتا ہے' لیکن اس دردمندی کے باوجود چانگ آن پانگ کے دل میں نفرت کا جذبہ اور شدید ہو گیا تھا۔ وہ کم تر حیثیت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک حقارت آمیز مسکراہٹ بکھر گئی' اور اس نے دل ہی دل میں کہا' "دیکھتے جاؤ! اتنی جلدی خوشی سے پھول کر کپامت ہو جاؤ۔ "

(۷)

شام کو چانگ آن پانگ لوٹ کر گھر آیا۔ وہ سوفے سے ٹیک لگا کر معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے لگا۔ وہ تہیہ کر چکا تھا کہ تینگ منگ کو اس ذاتی لڑائی میں فتح مند نہیں ہونے دے گا۔ اب یہ لڑائی "تین کروڑ" کے معاملے کی حدود سے بہت دور جا چکی تھی۔ وہ تینگ منگ جیسے لوگوں سے نفرت کرتا تھا۔ اب وہ صرف انتقام لینا چاہتا تھا' ایک بھرپور لڑائی لڑنا چاہتا تھا' اور یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وینائلون فیکٹری کا اصل آقا وہی ہے۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ریسیور اٹھایا' اور رسمی انداز میں قہقہے لگانے لگا۔ یہ فون بیورو آف میٹیریلز کے دفتر کے سکریٹری نے اضافی اسامیوں کے بارے میں کیا تھا۔ سکریٹری کے لہجے میں بے حد اضطراب جھلک رہا تھا۔ "یہ ممکن ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ہمیں صاف صاف بتادو۔ اس کے بعد ہم تمہیں زحمت نہیں دیں گے۔ ہم کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی لیں گے۔"

چانگ آن پانگ نے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے "تین کروڑ" کی کٹوتی کے بارے میں بھی ایک لفظ تک نہیں کہا۔ وہ بھرپور انداز میں اداکاری کرتے ہوئے چہچہایا' "کوئی مسئلہ نہیں۔ اب اس میں کسی قسم کی تاخیر نہیں ہوگی۔ یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔" وہ بیورو کے ڈائریکٹروں کا حال احوال بھی معلوم کرنا چاہتا تھا' اس لئے سرسری انداز میں چہک چہک کر باتیں کرنے لگا' لیکن سکریٹری نے زور سے فون بند کر دیا۔ وہ اس قدر پریشان ہوا کہ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا' اور اس کے ہونٹوں کے گوشے پھڑپھڑانے لگے۔ اس نے بھی ایک جھٹکے سے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اسے ان غیر مطمئن چہروں کا خیال آیا جو اسے گذشتہ دو دنوں سے گھیرے ہوئے تھے' اور مضطربانہ انداز میں فوری عمل کی درخواست کرتے رہتے تھے۔ اسے اس غدار کا خیال آیا جس نے اس کی توقع کے بالکل برعکس رویہ اختیار کیا تھا۔ پائی شا نے گودام کے تمام سازوسامان کا حساب کتاب چھیان کونگ کے حوالے کر دیا تھا! اس کے تصور ہی سے وہ غصے کی آگ میں جلنے لگا۔ سب موقع پرست ہیں' خود غرض کہیں کے! اس کا غصہ کافی دیر اور کافی کوششوں کے بعد دھیما ہوا۔

اتنے میں پائی شا آ گئی۔ اس نے اپنا اسکارف ایک طرف رکھا اور چانگ آن پانگ کے ہاتھ میں ایک نئی بجٹ رپورٹ تھماتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔ "یہ ضمنی بجٹ جس میں مزید رقم

طلب کی گئی ہے، نئے سرے سے تیار کیا گیا ہے۔ چھیان کونگ نے اس کا مطالعہ کر لیا ہے اور اس کی منظوری بھی دے دی ہے۔ یہ ڈیڑھ کروڑ یوان کا بجٹ ہے۔ "اس نے کہا۔

"وہ ...یقیناً، وہ ان معاملات میں ماہر کی حیثیت رکھتا ہے!" چانگ آن پانگ کے چہرے پر طنز کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ "اس نے میری بڑی مدد کی ہے۔ میں اسے اس کا صلہ ضرور دوں گا۔"

"تمہارا مطلب کیا ہے؟"

"میرا مطلب کیا ہے؟" اگرچہ چانگ آن پانگ کے اندر اب بھی یہ سوجھ بوجھ موجود تھی کہ اسے زیادہ مشتعل نہیں ہونا چاہئے، لیکن اس کے باوجود وہ ضبط نہ کر سکا اور غصے سے پھٹ پڑا۔ "اگر مجھے میرے 'تین کروڑ' نہ ملے تو وہ بھی بیجنگ جانے کا خواب بھول جائے۔ دیکھتے ہیں، تینگ منگ اس کی اشک شوئی کیسے کرتا ہے!"

پائی شا لرز کر رہ گئی۔ اس نے چانگ آن پانگ کو اس قدر اشتعال میں آتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چناں چہ وہ تیز لہجے میں بولی، "کیا تم حد سے آگے نہیں نکل رہے ہو؟"

"مجھے حد سے آگے نکلنے کی ضرورت ہی نہیں ہے..." تینگ منگ، ہلکی صنعتوں کا بیورو، قومی تعمیراتی کمیٹی —— کیا وہ سب اس کی مدد نہیں کر سکتے؟" پائی شا کے چھیان کونگ کے ساتھ جا ملنے پر چانگ آن پانگ اور زیادہ مشتعل ہو گیا تھا۔ اس کی "غداری" کے تصور سے اس کا غصہ اور شدید ہو گیا، اور وہ بولا، "کوئی بھی شخص اس کی مدد نہیں کر سکتا۔"

پائی شا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ سرد نظروں سے چانگ آن پانگ کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کا غصہ اور ناپسندیدگی کا انداز چانگ آن پانگ کے لئے نشتر ثابت ہوا، اور اس نے جلدی سے خود پر قابو پا لیا۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے سوفے کی ہتھی کو

تھپتھپایا اور کہا' "ٹھیک ہے' ٹھیک ہے۔ میں نے جھلاہٹ میں آکر ایسی باتیں کہہ دیں۔ یہ کام میری مرضی کے مطابق نہیں ہوا' اور بس۔ اور میرے دل میں کسی قدر غبار باقی ہے۔ اسے دور ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔ ..."

"کیا یہ ایک شرم ناک بات نہیں ہے؟" پائی شانے سوال کیا۔

چانگ آن پانگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور اس کی بیٹی' ہائی یان کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمکتے ہوئے آنسوؤں میں دکھ' شرم اور نفرت کی پرچھائیاں جھلک رہی تھیں۔ یقیناً' اس نے اس گفتگو کا ایک ایک لفظ سن لیا تھا۔

"ہائی یان' تم ..." چانگ آن پانگ گھبرایا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ خاموشی سے اپنی جگہ کھڑی رہی۔ اس کے ہونٹ لرز رہے تھے۔ پھر وہ اپنے ہونٹ کاٹتی ہوئی پلٹی' اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

اس کی بیٹی جا چکی تھی۔

پائی شا بھی جا چکی تھی۔

چانگ آن پانگ بجھا بجھا سا' صوفے میں دھنس کر بیٹھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ "ہیلو" کی آواز سنتے ہی اسے محسوس ہوا کہ یہ اس کے کسی ماتحت کارکن کا فون ہے جو ایک بار پھر یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ "تین کروڑ" کے معاملے میں کس حد تک پیش رفت ہوئی ہے۔ اس نے جھنجلا کر کہا' "سب ٹھیک ہے' سب ٹھیک ہے۔ تین کروڑ' تین کروڑ۔ تمہیں مل جائیں گے' پریشان مت ہو! اب مجھے مزید پریشان کرنے کی ضرورت نہیں!"

دوسری طرف سے ابھرنے والی آواز سرد، گہری اور گمبھیر تھی۔ اس نے فوراً پہچان لیا۔ یہ تینگ منگ تھا۔ وہ لاپروائی سے ریسیور تھامے رہا اور پھر سوفے پر بیٹھ گیا۔

ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع ہوتے ہی کمرے پر خاموشی اور ویرانی چھا گئی۔ چانگ آن پانگ کو تنہائی، تکان اور بے زاری کے احساس نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس نے سوچا، "ساری خواہشات کو غارت کرو! سیاست کو بھول جاؤ اور ایک معقول آدمی کی طرح زندگی بسر کرو۔ یہی کرو۔ ایک سادہ اور خاموش زندگی گزارو۔ اسی میں عافیت ہے۔"

تاہم ذاتی منفعت کی خواہش بہت شدید تھی۔ اس کی نظریں غیرارادی طور پر میز پر جا پڑیں، جہاں "سکریٹری چانگ" کے نام آئی ہوئی متعدد رپورٹیں اس کی ہدایات اور منظوری کی منتظر تھیں۔ ان دستاویزات کے ساتھ ہی ایک سرخ اور نیلی پنسل رکھی ہوئی تھی، جو ایک طرح اس کے اختیارات کی علامت تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اس نے سوفے سے اٹھ کر اپنا اوور کوٹ پہنا، اور اپنے تھکے ہوئے، مضطرب جسم کو کھینچتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ ہوسٹل کے نچلے زینے پر پہنچا تو اسے اوپر تینگ منگ کھڑا نظر آیا، جو خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے انداز میں متانت اور سنجیدگی کے علاوہ کوئی اور رنگ بھی نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اندر ہی اندر ایک بزرگ کی شفقت اور نرمی بھی جھلک رہی تھی۔ یک لخت چانگ آن پانگ کے دل میں ایک ہلچل سی پیدا ہوئی۔ دس سال پہلے جب وہ ایک فیکٹری میں ترقی پا کر ڈپٹی منیجر بنا تھا تو پہلے ماہ کے دوران میں اس کی غفلت کے باعث پیداوار کا بہت نقصان ہوا تھا۔ ہر شخص یہی کہہ رہا تھا کہ اسے برطرف کر کے اس کے خلاف احتسابی کارروائی کی جانی چاہئے۔ اسے یاد آیا کہ اس نازک صورت حال میں ان ہی مہربان آنکھوں

نے اسے سہارا دیا تھا۔ تینگ منگ نے ہر قسم کی مخالفت کا بوجھ برداشت کرتے ہوئے اسے خود تنقیدی کرنے اور اپنا کام جاری رکھنے کی اجازت دے دی تھی' تاکہ وہ بہتر خدمت کے ذریعے اپنا وقار بہ حال کر سکے۔ وہ اشک بار آنکھوں سے' جان توڑ محنت کرنے لگا اور آخر کار اس کا مثبت نتیجہ بر آمد ہوا' اور گذشتہ نقصان کی تلافی ہو گئی۔ اس وقت بھی تینگ منگ کی آنکھوں میں وہی مشفقانہ انداز جھلک رہا تھا' البتہ اب اس کے بال سفید ہو گئے تھے۔ ...

ان پرانے دنوں کو یاد کر کے چانگ آن پانگ کا ضمیر جاگ اٹھا۔ یہ درست ہے کہ وہ ایک مختلف زندگی تھی' لیکن اس میں اس کی جوانی کے اعتقادات اور اس عہد کو راہ نما حیثیت حاصل تھی' جو اس نے درانتی اور ہتھوڑے والے پرچم کے سامنے کیا تھا۔ ... تاہم یہ معصوم سی کرن لمحے بھر کے لئے اس کے دل میں چمکی اور پھر ڈوب گئی۔ بیداری اور غیرت کا جذبہ جاگا' اور دم توڑ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی پہلے کی طرح اس کے چہرے پر حقارت' سنگ دلی اور فتح پانے کی خواہش کا رنگ ابھر آیا۔ تینگ منگ نے چانگ آن پانگ کے اندر رونما ہونے والی ان جذباتی کیفیات کا مشاہدہ کیا' اور آخر میں بادل نخواستہ دکھ کے ساتھ خود سے کہا' "آہ' ختم ہو گیا' تباہ ہو گیا۔ ... مکمل طور پر' پوری طرح!"

چانگ آن پانگ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے تینگ منگ کے قریب سے گزرا۔ انہوں نے سرسری انداز میں ایک دوسرے سے علیک سلیک کی۔ پھر چانگ آن پانگ تیسری منزل پر' پائی شا کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے عاری نظر آ رہا تھا۔ اس نے بے ڈھنگے انداز سے بیٹھتے ہوئے اپنی جیب سے نئی بجٹ رپورٹ نکالی اور میز پر رکھ دی۔

"ڈیڑھ کروڑ" وہ بولا "میں اس کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ اسے اسی طرح رہنے دو۔ بہت اچھی ہے۔" اس کے لہجے میں تکان اور بے چینی کے ساتھ ساتھ گرم جوشی بھی جھلک رہی تھی۔ "میں کل صوبائی ہسپتال میں اپنا طبی معائنہ کرانے جا رہا ہوں۔ تم بجٹ کے معاملات پر نظر رکھو گی، ٹھیک ہے؟ اگر کوئی سنگین مسئلہ پیش آئے تو جا کر لاؤ نیئیے سے مشورہ کر لینا۔" گویا اس نے انتہائی فرض شناس آدمی کے انداز میں سارا کام پائی شا کے سپرد کر دیا۔ اس کے لہجے سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ویناٹلون فیکٹری کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اس میں دکھ کے ساتھ ساتھ یہ احساس بھی جھلک رہا تھا کہ وہ ناگزیر حالات کے تحت ایسا کر رہا ہے۔ پھر اس نے قدرے توقف کے بعد ٹھنڈی سانسیں لیتے ہوئے، زیر لب کہا، "میں نے سوچا تھا کہ میں ایک کاروباری ادارہ تعمیر کر رہا ہوں، لیکن یہ کام بہت مشکل نکلا۔ میں نے سوچا تھا کہ مجھے بولنے کا، اپنے غصے کا اظہار کرنے کا استحقاق حاصل ہے۔ ••• لیکن میری وجہ سے میرے کامریڈوں کو نقصان اٹھانا پڑا ••• یہ عمل ناقابل معافی ہے۔" وہ دھیرے دھیرے اٹھا۔ رخصت ہونے سے قبل اس نے کہا، "خوش قسمتی سے تمام کامریڈ مجھے پہچانتے ہیں۔ اگر میں تنقید کا مستحق ہوں تو مجھ پر تنقید ہونی چاہئے۔ ••• بہ ہر صورت، ویناٹلون فیکٹری کی تعمیر کا جذبہ ہمارے دلوں میں موج زن ہے۔ ہم آپس میں ••• ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہیں۔"

پائی شا سرد مہری اور لاتعلقی کے انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی۔

چانگ آن پانگ بڑی باریکی کے ساتھ پائی شا کے ذہن میں زیاں کا احساس بیدار کرنا چاہتا تھا۔ چناں چہ اس کے بعد اس نے مزید ایک بھی لفظ ادا نہ کیا، اور رخصت ہو گیا۔

(۸)

اگلے دن پائی شا نے تینگ منگ کے سامنے بہت سے کاغذات رکھ دئے جن پر اس کے تخمینے اور تشریحی نوٹ درج تھے۔ یہ چانگ آن پانگ کے لئے اس کا جواب تھا۔ وہ رات بھر پلک جھپکائے بغیر گہرائی کے ساتھ مسئلے کے تمام پہلوؤں پر غور کرتی رہی تھی۔

"یہ کیا ہے؟" تینگ منگ نے نظریں اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

پائی شا نے اپنے مخصوص، پر سکون لہجے میں جواب دیا، "یہ چانگ آن پانگ کی عیارانہ اختراعات کا کچا چٹھا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے کس طرح ایک بے بنیاد بجٹ تیار کیا تھا۔"

تینگ منگ نے سرہلاتے ہوئے کہا، "اوہ، تم نے یہ کام مکمل کر لیا۔ ازراہ کرم اسے چھیان کونگ کے حوالے کر دو۔"

پائی شا کو دھچکا سا لگا۔ اسے یہ توقع نہیں تھی کہ اس کا ردعمل اس قدر سادہ اور کھردرا ہو گا۔ "اس کے علاوہ ..." وہ لمحے بھر کو رکی، لیکن تینگ منگ نے اسے آگے بولنے نہیں دیا۔

"وہ بھی چھیان کونگ کے حوالے کر دو۔ اتنا کافی ہے۔" تینگ نے نرم لہجے میں کہا، گویا اسے مزید وضاحت نہیں تھی۔

تینگ منگ کے اس طرز عمل سے پائی شا کو اپنی سبکی کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کی پلکیں لرزیں اور وہ ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

"کیا؟ تمہیں یہ بات بری لگی کہ میں نے اسے اہمیت نہیں دی؟" تینگ منگ کو پوری طرح احساس ہو گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے ان کاغذات کو تھپتھپاتے ہوئے پر خلوص لہجے میں کہا' "میں اسے اہمیت دیتا ہوں۔ لیکن میرے نزدیک یہ بات زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ آخر کامریڈ پائی شانے یہ کاغذات اتنی دیر بعد کیوں پیش کئے۔" وہ لمحے بھر کو رکا' پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا' "تاہم میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ بیورو بجٹ پلاننگ کی تربیتی کلاس شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تم اس میں ضرور شریک ہوگی' اور/ یہ کہ چھیان کونگ کی نائب کے طور پر کام کرو گی۔ جب اس کا تبادلہ بیجنگ میں ہو جائے گا تو تم بیورو میں بجٹ کی جانچ پڑتال کے کام کی انچارج ہوگی۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی۔" پائی شانے جواب دیا۔

"کیا تم اس سے پہلے بجٹ پلاننگ کی تعلیم حاصل نہیں کر چکی ہو؟"

"...نہیں۔"

"آدمی کے اندر سچ بولنے کی جرات ہونی چاہئے' سمجھیں؟" تینگ مسکرا رہا تھا۔ "تم نے اس سے پہلے اس کی تعلیم حاصل نہیں کی؟ تو پھر لی پئے کا کیا قصہ ہے؟ کیا نام بدلنے سے حقائق بھی بدل جاتے ہیں؟"

پائی شا پر ہلکی سی کپکپی طاری ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آدمی کو بہادری کے ساتھ اپنے ماضی اور حال کا سامنا کرنا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ تم مجھ سے اتفاق کرو گی۔" تینگ منگ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اس قسم کی گفتگو پسند نہیں کرتی۔ " پائی شا نے تنک کر کہا' اور باہر جانے لگی۔

"تم اسے کردار کی مضبوطی کہتی ہو؟" تینگ منگ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ "حقائق کا سامنا کرنے سے ڈرنا ۰۰۰ یہی تمہاری سب سے بڑی کم زوری ہے۔ ۰۰۰ اور اس معاملے میں تم دوسروں سے کہیں زیادہ کم زور ہو۔ "

پائی شا چلتے چلتے ایک دم رک گئی۔

"مجھے معلوم ہے' تم بے شمار تلخ تجربات سے گزر چکی ہو۔ تاہم اس کا تقاضا یہی ہے کہ تم اپنے کام اور اپنی زندگی کے بارے میں بہتر طرز عمل اختیار کرو ۰۰۰ بہ صورت دیگر' تم اس تجربے کو مثبت رخ نہ دے سکو گی۔ مجھے امید ہے کہ تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو گی۔ "

چند لمحوں تک خاموشی چھائی رہی۔

آخر کار' تینگ منگ نے پائی شا کے پاس رکھی ہوئی چھوٹی میز پر "بجٹ پلاننگ کی تربیتی کلاس کا منصوبہ" کی ایک کاپی رکھتے ہوئے کہا' "اسے لے جاؤ اور اس کا مطالعہ کرو۔ اگر تمہاری رائے تبدیل ہو جائے تو چھیان کونگ کو مطلع کر دینا۔ دوسری صورت میں یہ مجھے لوٹا دینا۔ "

(۹)

چانگ آن پانگ برق رفتار بگولے کی طرح صوبائی دارالحکومت میں گھومتا ہوا سیاسی قوت جمع کرنے لگا۔ اعلیٰ افسروں کے درمیان اس کی بھاگ دوڑ کا سلسلہ ختم ہوا تو وہ فیکٹری میں

واپس آیا' اور اس نے اپنا ترپ کا پتا نکال کر میز پر پھینک دیا۔ صوبائی حکومت نے اس سے ایک کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے کہا تھا جس کی کارروائی دو ہفتوں پر محیط تھی۔ اس نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ اسے طبی علاج کے لئے ہسپتال ہی میں رہنا پڑے گا۔ پھر' اسی دن وہ فیکٹری سے چلا گیا۔

پیچیدہ مسائل جوں کے توں برقرار تھے۔ فیکٹری کا بوڑھا منیجر' نیئیے ژون تھہ تینگ منگ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا جھریوں سے بھرا ہوا چہرہ ستا ہوا تھا' اور پلکیں نیچے کی طرف ڈھلک آئی تھیں۔ گویا' اس کا چہرہ پریشانی اور فکرمندی کی تصویر کشی کر رہا تھا۔ کیا کیا جائے؟ یہ بات واضح تھی کہ چانگ آن پانگ اپنی چال چل گیا تھا۔ وہ کئی مہینے تک پیش منظر سے غائب رہے گا۔ صرف ایک افرادی قوت کی کمی کے باعث ہی وینائلون فیکٹری کی تعمیر کا کام التوا میں پڑ جائے گا۔ پھر چانگ آن پانگ کی واپسی کے لئے اسٹیج تیار کیا جائے گا۔ ...

تینگ منگ نے فوراً یہ فیصلہ کر لیا کہ اسے صوبائی دارالحکومت میں جا کر تعمیراتی بیورو سے صلاح مشورہ کرنا چاہئے۔

"لاؤ تینگ' تم ابھی تک غصے میں ہو؟ ہا' ہا..." تعمیراتی بیورو کے پارٹی سکریٹری ما چین نے تینگ منگ کی باتیں سننے کے بعد ہنستے ہوئے کہا۔ وہ ایک دبلا پتلا' باتونی آدمی تھا۔ وہ تینگ منگ کے ساتھ بہت وقت گزار چکا تھا اور اپنے دوست کے مزاج سے اچھی طرح آشنا تھا۔ وہ سگریٹ کے دھوئیں میں گھرا ہوا بولتا رہا۔ "اچھا تو اپنے یار کو بتاؤ کہ کیا کیا جانا چاہئے۔"

"میں چاہتا ہوں کہ تم یہ مسئلہ حل کر دو۔"

"مزدوروں کی فراہمی کا مسئلہ؟ کیا میں نے ابھی ابھی صوبائی تعمیراتی کمپنی کو فون نہیں

کیا؟فی الوقت صرف نواں شعبہ دست یاب ہے۔ تم نے جو باتیں مجھے بتائی ہیں ••• ہا' ہا۔ " ما پین پر ایک بار پھر ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔ "یقیناً' تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن ان کے اپنے مسائل بھی تو ہیں۔ چلو' ایسا کرتے ہیں۔ میں کمپنی سے کہتا ہوں کہ نویں شعبے کے مزدوروں کو جمع کر کے کام شروع کر دے۔ کیا خیال ہے؟ ••• میرے اندازے کے مطابق متعدد افراد اس کیس کا جائزہ لیں گے' اور زیادہ سے زیادہ دو تین ہفتے میں اس کی منظوری مل جائے گی۔ " جب اس نے دیکھا کہ تینگ منگ اب بھی خوش نظر نہیں آ رہا ہے تو فوراً اپنا ارادہ بدل دیا۔ "چلو' سادہ اور آسان طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ میں کمپنی اور نویں شعبے سے کہتا ہوں کہ وہ یہاں آ کر تمہارے ساتھ تمام معاملات طے کر لیں۔ کیا خیال ہے؟ مجھے امید ہے' تم اس بات کی قدر کرو گے کہ میں ایک پرانے دوست کے لئے خصوصی طریقہ اختیار کر رہا ہوں۔ "

"واقعی' بڑا کرم کر رہے ہو۔ "

ماپین نے ایک بار پھر زور دار قہقہہ لگایا۔ "تم اب بھی مطمئن نہیں ہوئے؟ ••• میں تمہیں بتاتا ہوں۔ تم نے ابھی ابھی کام شروع کیا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد تم معاملات کو بہتر طور پر سمجھنے لگو گے۔ موجودہ صورت حال ہی ایسی ہے۔ "

"پھر موجودہ صورت حال! " تینگ منگ کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

سہ پہر میں نویں شعبے کا سربراہ تھان اور بعض دوسرے لوگ تینگ منگ سے ملنے آئے۔ تھان ایک پستہ قامت' تنومند آدمی تھا اور اس کے رخسار ٹماٹر کی طرح سرخ تھے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے افسر اعلیٰ اور تینگ منگ کے درمیان خصوصی مراسم قائم ہیں۔ چناں چہ اس نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ وہ بس بے ڈھنگے انداز میں اپنی مشکلات گنا تا رہا' "ٹھیک ہے' اب مزید دکھڑے رونے کی ضرورت نہیں ہے۔ " ماپین نے اپنا بازو اٹھاتے

ہوئے اسے روک دیا۔ اس کے بازو کسی پیڑ کی پتلی، خشک ٹہنی کی طرح تھے۔ "بہتر یہی ہے کہ تم اپنا کام جاری رکھو! ۰۰۰ تم جانتے ہو، ڈائریکٹر تینگ اصولوں کی پابندی پر اصرار کرتے ہیں، اس لئے تمہیں ان کی حمایت کرنی چاہئے۔ ۰۰۰ اتنا کافی ہے۔ کمپنی کی طرف سے کوئی تبصرہ؟" اس نے ایک بار پھر تینگ منگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "جہاں تک خاص امور کا تعلق ہے، تم ان کے بارے میں لاؤ تینگ اور وینائلون فیکٹری کے لوگوں سے بعد میں بات کر لینا۔" تھان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لیکن جب تھان "تفصیلی گفتگو" کرنے کے لئے وینائلون فیکٹری میں آیا، تو اس نے ڈیڑھ کروڑ کے نئے بجٹ کو قبول کرنے سے ایک بار پھر انکار کر دیا۔

تینگ منگ ایک بار پھر ماپین کے پاس گیا۔ ماپین صرف اثبات میں سر ہلانے اور ایک ٹیلی فون کال کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکا۔ اس کوشش کا بھی کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔ آخر کار صورت حال تینگ منگ کی سمجھ میں آ گئی۔ بیورو کا سربراہ ہونے کے ناتے ماپین اپنے ماتحتوں کو سختی سے احکام صادر نہیں کر سکتا تھا۔ بہ صورت دیگر، وہ اپنا "بھرم" کھو دیتا۔ گویا یہ "موجودہ صورت حال" کا ایک اور رخ تھا!

اب تو تینگ منگ نے اپنے پرانے دوست کو بے بھاؤ کی سنا ڈالیں۔ ماپین نے اسے دل کی بھڑاس نکالنے کا پورا موقع دیا، اور خود غور سے اس کی باتیں سنتا رہا اور اثبات میں سر ہلاتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ وقتاً فوقتاً سر پیچھے کی طرف جھکا کر زور زور سے ہنسنے لگتا، گویا کسی سادہ لوح نوجوان کی سطحی گفتگو سن رہا ہو۔ تینگ منگ پر غصہ سوار تھا۔ اس کی آنکھیں اس سرخ لوہے کی طرح دہک رہی تھیں، جس پر ہتھوڑے برس رہے ہوں اور اس کی چنگاریاں چاروں طرف اڑ رہی ہوں۔ اس نے پھنکارتے ہوئے کہا، "تم بالکل بے حس ہو، چکنے

گھڑے ہو! تم دھوکے باز ہو!"

ماچین پر ان الفاظ کا کوئی اثر نہ پڑا۔ تاہم اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اس نے دکھ بھرے لہجے میں کہا' "لاؤ تینگ' یہ سچ ہے۔ جیسا کہ تم نے کہا' میں بے حس ہو چکا ہوں۔ ۰۰۰ ایک قنوطیت پسند۔" قدرے توقف کے بعد اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ اس کے چہرے پر پریشانی کی علامات نظر آ رہی تھیں۔ "لاؤ تینگ' تمہاری طرح میں بھی ہمیشہ لڑتا رہا ہوں۔ ۰۰۰ مسئلہ یہ ہے کہ ۰۰۰ اوہ' چھوڑو' ہم اس کے بارے میں گفتگو نہیں کریں گے!" یک لخت اس نے نظریں اٹھائیں اور پر زور لہجے میں کہا' "یہ معاملہ صرف نویں شعبے یا تعمیراتی بیورو تک محدود نہیں ہے! ہر جگہ ۰۰۰ یہی عالم نظر آتا ہے! ایسے میں تم کیا کر سکتے ہو؟" اس نے ایک گہری سانس لی۔ "لاؤ تینگ' کام کرانے کا طریقہ اتنا آسان نہیں ہے۔"

"اسی لئے ہم کو اور زیادہ کوشش کرنی چاہئے' ورنہ کوئی امید باقی نہیں رہے گی۔" تینگ منگ کو اپنے پرانے دوست کے احساسات سے ہمدردی تھی' اسی لئے وہ اسے دلاسا دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ "اب تم تھوڑی دیر ستا لو۔ میں جا کر لاؤ تھان سے ملتا ہوں' اور اس سے معاملات طے کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

نیئے ژون تہہ' تینگ منگ کے بارے میں بہت فکر مند تھا' اور اسے یہ خدشہ لاحق تھا کہ کہیں تمام معاملات التوا میں نہ پڑ جائیں۔ وہ تھان سے ملنے گیا۔ اس نے دانستہ طور پر یہ ذکر چھیڑ دیا کہ تینگ منگ ضلع اور شہر کی کئی تعمیراتی کمپنیوں سے رابطہ قائم کر چکا ہے' اور اس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ ان میں سے کسی ایک کمپنی کے ساتھ معاہدے پر دستخط کر دے گا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ ہلکی صنعتوں کے بیورو نے اگلے چند برسوں کے دوران میں بہت سے

نئے پروجکٹ شروع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے' جو صوبے کے تعمیراتی کام کے ایک بہت بڑے حصے پر محیط ہوگا۔ اس نے بہ ظاہر تشویش آمیز لہجے میں کہا' "تینگ منگ کا تمہارے نویں شعبے کے ساتھ تنازع کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آیندہ ہلکی صنعتوں کا بیورو تمہارے شعبے کو ایک بھی تعمیراتی پروجکٹ نہیں دے گا۔ بلاشبہ' میں تم سے متفق ہوں' ڈائریکٹر تینگ حد سے آگے نکل رہا ہے..." اس نے یہ تاثر دیا کہ وہ تینگ منگ سے ناخوش ہے۔ اس کی باتیں سن کر تھان خاصا پریشان ہوا۔ اگرچہ اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا' لیکن وہ تمام مضمرات پر سنجیدگی سے غور کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اگر نویں شعبے کو خود اس کے ضلع میں کچھ نئے تعمیراتی پروجکٹ مل جاتے تو یہ ایک مثالی بات ہوتی' کیوں کہ اس طرح انہیں اپنے مرکز سے دور جاکر کام نہ کرنا پڑتا' اور مزدوروں کے گھر والے بھی بہت خوش ہوتے۔

نیئیے ژون تہہ نے تینگ منگ کو تھان سے ہونے والی گفتگو سے مطلع کیا۔ تینگ منگ نے کسی قدر تیوریاں چڑھاتے ہوئے سوال کیا' "تم کس ملک کے لئے سفارتی کردار ادا کر رہے ہو؟" نیئیے ژون تہہ نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا کہ وہ خود بھی ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا' لیکن موجودہ حالات میں اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار بھی نہیں تھا۔ اس کے بعد تینگ منگ نے تھان کو پیغام دیا کہ وہ آکر اس سے مل لے۔

تھان اس بات پر ناخوش تھا کہ تینگ منگ تعمیراتی بیورو کے ذریعے اس پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ تاہم' اس وقت اس نے ناخوشی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہونے دی۔ وہ سخت انداز میں سودا بازی کرنے کے لئے تیار تھا۔ تینگ منگ نے اس کی چال بھانپ لی' اور سیدھے سادے الفاظ میں کہا' "لاؤ تھان' تم مجھ سے سودا بازی کرنے کی کوشش کر رہے ہو' ہے نا؟

میرے خیال میں یہ اسی نوعیت کی کاروباری گفتگو ہوگی جیسی غیر ملکی تاجروں سے کی جاتی ہے۔" اس نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے نیئیے ژون تہہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "ظاہر ہے، لاؤ نیئیے کے الفاظ نے تمہارے اندر نرمی پیدا کر دی ہے۔ اب تمہیں وینائلون فیکٹری کا تعمیراتی کام جاری رکھنا ہوگا۔ تم نے ابھی تک کچھ نہیں کہا، لیکن میں جانتا ہوں کہ تم زیادہ قیمت وصول کرنا چاہتے ہو۔"

تھان کا سرخ چہرہ اور بھی سرخ نظر آنے لگا۔

"بہتر یہی ہے کہ ہم ایسا کھیل نہ کھیلیں۔" تینگ منگ نے اپنا سلسلہء کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، "ہم سب کمیونسٹ پارٹی کے رکن ہیں اور اس کے بنیادی اصولوں سے چشم پوشی نہیں کر سکتے، ٹھیک ہے نا؟ میں تمہیں بتاتا ہوں، لاؤ نیئیے نے تم سے جو کچھ کہا ہے، اس میں ذرا سی بھی صداقت نہیں ہے۔ میں نے کسی بھی تعمیراتی یونٹ سے رابطہ قائم نہیں کیا ہے -- میں ایسا ضرور کروں گا، لیکن ابھی تک کوئی سلسلہ جنبانی نہیں کی۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہمارا آئندہ پروجکٹ اسی ضلع میں شروع ہو۔"

تھان پھٹی پھٹی نظروں سے تینگ منگ کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ تینگ منگ نے اپنی بات جاری رکھی، "مجھے اس بات کا احساس ہے کہ تمہارے تعمیراتی بیورو سے رجوع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور میں تمہارے نام احکام بھی صادر نہیں کر سکتا۔ میں یہ باتیں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ مذاکرات؟ تم بالاتر پوزیشن میں ہو اور چاہو تو من مانی شرائط پیش کر سکتے ہو۔ لیکن میں تمہیں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ تقریباً بیس سال قبل تم صوبے بھر میں یوتھ بریگیڈ کے پہلے کیپٹن تھے۔ ٹھیک ہے نا؟ اب تم فراڈ اور چال بازی کا مثالی نمونہ بن چکے ہو۔ کیا تمہیں اپنے رویے پر شرم نہیں آتی؟"

تھان کا سر نیچے جھک گیا۔ وہ مسلسل سگریٹ پیئے جا رہا تھا۔ نیئیے ژون تہہ گم صم بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا پائپ اس کے منہ میں دبا ہوا تھا' اور اس کا سر بھی نیچے کی طرف جھکا ہوا تھا۔

"دغاباز! - - تم' میں اور سارا ملک! ایسے میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟" تینگ منگ میز تھپتھپاتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھرنے لگا۔

تھان نویں شعبے میں اپنے دفتر میں چلا گیا۔ وہ بجھے بجھے انداز میں آدھے دن تک مسلسل سگریٹ پیتا رہا۔ وہ الجھن اور پریشانی میں گھرا ہوا تھا کہ چھیان کونگ آ پہنچا۔ اسے تینگ منگ نے بھیجا تھا تاکہ وہ ڈیڑھ کروڑ کے بجٹ کی منظوری کے بعد کام شروع کرنے کے سلسلے میں نویں شعبے کی مدد کرے۔ تھان سکتے میں آ گیا۔ اس نے نئے بجٹ کو کب قبول کیا تھا؟ کیا تینگ منگ حد سے زیادہ حکمیہ انداز اختیار نہیں کر رہا تھا؟ ۰۰۰ اس کے باوجود' کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی' اس نے اپنے آدمیوں کو اکٹھا کیا اور سارے ڈرافٹس لے کر چھیان کونگ کے ساتھ زیر تعمیر عمارت کی طرف روانہ ہو گیا۔

چھیان کونگ نے "تعمیراتی کام کا پلان" اس کے سامنے پھیلا دیا۔ اس میں ٹھوس تجاویز درج تھیں' جنہیں اس نے انتہائی جان سوزی کے ساتھ اور بڑے ماہرانہ انداز میں ترتیب دیا تھا۔ اس کے اخراجات میں کمی کرنے کے مجوزہ طریقوں نے مزدوروں کے دل موہ لئے۔ تھان بھی بہت متاثر ہوا۔ اب وہ بے عملی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا' خاص طور پر اس لئے بھی کہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ تینگ منگ نے ہلکی صنعتوں کے بیورو کی جانب سے بجٹ پلاننگ کی تربیتی کلاس شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ مستقبل میں اپنے شعبے کے زیر تربیت کارکنوں کو ماہرین بجٹ سازی کی حیثیت سے دیکھ رہا تھا۔

اس رات وہ تینگ منگ سے ملنے گیا۔ اس نے واضح الفاظ میں یہ نہیں کہا کہ اس

نے ڈیڑھ کروڑ کا نیا بجٹ قبول کر لیا ہے۔ اس کے بجائے وہ بعض مشکلات کے بارے میں گفتگو کرنے لگا جو اسے درپیش تھیں۔ چوں کہ وہ کام کی رفتار میں اضافہ نہیں کر سکا تھا' اس لئے اس نے اقتصادی ضوابط کی روشنی میں نظم و نسق کے نئے طریقے وضع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس نے اس سلسلے میں ایک رپورٹ بھی پیش کی تھی جو کمپنی نے تعمیراتی بیورو کو بھیج دی تھی۔ تاہم کئی مہینے گزر جانے کے باوجود اسے کچھ بھی علم نہ ہو سکا کہ اس کی رپورٹ کو کس نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ اب وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ بہ ہر طور' وہ ان لوگوں کو روز روز تو پریشان نہیں کر سکتا تھا۔

"تمہیں کرنا چاہئے تھا — روزانہ۔" تینگ منگ نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے تھان کا ہاتھ تھپتھپایا' "جرات مند بنو۔ مجھے یقین ہے کہ تعمیراتی بیورو تمہاری حمایت کرے گا۔" پھر اس نے قدرے توقف کے بعد کہا' "یہ بتاؤ کہ بونس سے قطع نظر — اوہ' میں اقتصادی ضوابط کو سرسری نظروں سے دیکھ رہا ہوں — کوئی اور راستہ ہے؟ ... پرانی' عمدہ روایت کو مسترد نہیں کیا جانا چاہئے!"

بلاشبہ' وہ سیاسی نظریاتی کام کی بات کر رہا تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ بعض لوگ اس عنصر کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

(۱۰)

وینائلون فیکٹری کے ضمنی بجٹ میں نصف رقم کی کٹوتی کا واقعہ تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز

بن گیا۔ صوبائی دارالحکومت میں ہلکی صنعتوں کے بیورو اور تعمیراتی بیورو سے باہر کے حلقوں میں بھی تینگ منگ کا چرچا ہونے لگا۔ ہر شخص جانتا تھا کہ اس "خوف ناک * ڈائریکٹر" نے وینائلون فیکٹری کے معاملات طے کرتے وقت انتہائی غیر مصالحانہ طرز عمل اختیار کیا تھا۔ یہ بات بھی سب کے علم میں تھی کہ صوبائی تعمیراتی بیورو کے پارٹی سکریٹری، ماپین کو بہ اصرار فیکٹری لے جایا گیا تھا تاکہ وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے کہ تعمیراتی کام کی رفتار میں کس طرح اضافہ ہوا ہے۔ سست رفتاری اور نیم دلی کی اس فضا میں، وہاں ایک خوش نما بینر لگا ہوا تھا جس سے امید کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ اس بینر کو دیکھ کر لوگ بہت متاثر ہوئے، اور جوش و خروش کے عالم میں اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے لگے۔

تینگ منگ نے وینائلون فیکٹری میں پارٹی کمیٹی کی ایک توسیعی میٹنگ طلب کی۔ وہ قیادت کو نئے سرے سے منظم کرنا چاہتا تھا۔

چانگ آن پانگ جو صوبائی دارالحکومت میں تھا، حالات کی یہ رفتار دیکھ کر قدرے پریشان ہو گیا۔ جب پارٹی کمیٹی نے اسے پیغام بھیجا کہ اس میٹنگ میں اس کی شرکت ضروری ہے تو وہ اور بھی زیادہ شدت سے یہ محسوس کرنے لگا کہ اسے زیادہ قوت کے ساتھ اس دھمکی کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

نتیجتاً، تینگ منگ تیزی سے پیچیدہ مسائل میں گھرتا چلا گیا۔ خرید شدہ اراضی کے بارے میں پیداواری ٹیم نے ایک بار پھر اعتراضات داخل کر دئے، محض اس لئے کہ اسے وہ لاری نہیں دی گئی تھی جس کا چانگ آن پانگ نے وعدہ کیا تھا۔ ضلعی آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ

---

* تینگ منگ کا نام، منگ کا مطلب ہے، "خوف ناک"۔ (مترجم)

نے بہت سے ایسے ٹیکنیشینوں کے تبادلے کی منظوری نہیں دی' جن کی فیکٹری میں اشد ضرورت تھی۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ متعلقہ شعبے کا انچارج چانگ آن پانگ کا قریبی دوست تھا۔ چوں کہ ریلوے ٹرک - - یہ بھی چانگ آن پانگ نے اپنے قریبی لوگوں کے ذریعے حاصل کئے تھے - - اچانک روک لئے گئے تھے' اس لئے تھیان چن میں اسٹیل کی وہ کھڑکیاں بھی روک لی گئی تھیں' جن کا ورک شاپ کی تعمیر کا کام مکمل کرنے کے لئے بے چینی سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ بوائلر رومز تک کوئلہ پہنچانے کے لئے ریل کی پٹڑیاں بچھانے کا کام بھی کھٹائی میں پڑ گیا' کیوں کہ چانگ آن پانگ اور ریلوے بیورو نے آپس میں کوئی "معاہدہ" کر رکھا تھا' جس کا "تین کروڑ" کے بجٹ میں کوئی تذکرہ نہ تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ گٹر لائن کے آہنی ڈھکن بھی دست یاب نہ ہو سکے۔ سامان سپلائی کرنے والے یونٹ نے اپنے نوٹ میں لکھا تھا' "ناگہانی مشکلات کے باعث' ہم معذرت خواہ ہیں کہ تمہارے لئے مال سپلائی نہیں کر سکتے۔ ..."

یہ "ہنگامی اطلاعات" تینگ منگ تک پہنچتی رہیں' اور وہ پیچ و تاب کھاتا رہا۔ ان میں سے ہر آئٹم تعمیراتی پروجکٹ کی تکمیل کے ایک سالہ منصوبے پر پانی پھیرنے کے لئے کافی تھا۔ تاہم' تینگ منگ ذہنی طور پر اس افتاد کے لئے پہلے ہی سے تیار تھا۔ اس نے نیئے ژون تھہ سے کہا' "اپنے بعض کادروں سے کہو کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں قیادت کی تنظیم نو کا کام آگے بڑھانا چاہئے۔ اس کے بعد ہم ان تمام مسائل پر ایک ہی ہلے میں قابو پا سکتے ہیں۔"

دریں اثنا' کہہ کوانگ شنگ اس کے پاس صوبائی دارالحکومت سے یہ خبر لے کر آیا کہ صوبائی آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ نے چھیان کونگ کی بیجنگ میں تبادلہ کرانے کی

درخواست مسترد کر دی ہے۔ یہ سن کر تینگ منگ حیران رہ گیا۔ وہ چھیان کونگ سے ملنے اس کے کمرے میں گیاتووہاں اس کے ساتھ کہہ کوانگ شنگ اور نیئے ژون تہہ بھی بیٹھے ہوئے تھے 'اوران کے چاروں طرف سگریٹ کا گہرا دھواں پھیلا ہوا تھا۔

"بزدل ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔" تینگ منگ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا' بس سر اٹھا کر سرسری انداز میں اس کی طرف دیکھا' اور پھر اپنی نظروں کا رخ تبدیل کر لیا۔ دراصل 'ان کی اداسی اور غصے کی اصل وجہ کچھ اور تھی۔ یہ افواہ اڑی ہوئی تھی کہ صوبائی آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ نے تینگ منگ کو ہلکی صنعتوں کے بیورو سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور تینگ منگ اس سے بے خبر تھا۔

"انہوں نے تمہاری درخواست کیوں منظور نہیں کی؟" تینگ منگ نے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔ غالباً چھیان کونگ نے چانگ آن پانگ کو ناراض کر دیا ہے۔ اس کی بیوی آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتی ہے۔" کہہ کوانگ شنگ نے غصے سے کہا۔

"یہ تو قانون اور ڈسپلن کی خلاف ورزی ہے!" تینگ منگ کا پارا چڑھ گیا۔

"جب اس کا کوئی ثبوت ہی نہ ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ وہ ایسے فیصلے آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ کے نام پر کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ صوبے کی عین ضرورت کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ بالکل برحق!" کہہ کوانگ شنگ نے کہا۔

"بکواس!"

"ڈائریکٹر تینگ' بہتر یہی ہے کہ ۰۰۰ آپ اس معاملے کو بھول جائیں۔" آخر کار چھیان کونگ نے اپنی خاموشی کا سلسلہ توڑتے ہوئے کہا' "اوہ ۰۰۰ لاؤ کہہ ٹھیک کہتا

ہے۔ آج کل جو بھی اپنا کام سنجید گی سے کرتا ہے' وہ اپنے لئے مشکلات کو دعوت دیتا ہے۔ ۰۰۰"

"تو تم اصولوں کی سربلندی پر یقین نہیں رکھتے ؟" تینگ منگ نے فہمائشی لہجے میں کہا۔

"میں؟ میں اپنے بارے میں گفتگو نہیں کر رہا ہوں ۰۰۰ میں ان کی پروا نہیں کرتا۔ وہ جو چاہیں کریں۔ لیکن میں انہیں ضرورت سے ایک فین بھی زیادہ نہیں لینے دوں گا۔" چھیان کونگ نے حقارت آمیز لہجے میں کہا' اور ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنا سلسلہء کلام جاری رکھا۔ "میں اس کام کو انجام تک پہنچا دوں' میرے لئے یہی کافی ہے۔ ۰۰۰ اب میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اگر میں بیجنگ چلا گیا اور وہاں میں نے طاقت کا جواب طاقت سے نہ دیا' تو ایک اچھا بجٹ تیار کرنے کے قابل نہیں رہوں گا۔"

تینگ منگ کی رگوں میں خون تیزی سے دوڑنے لگا۔ لیکن اس نے خوشی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہونے دی۔ اس نے کہہ کوانگ شنگ کو ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا' "تم کیا پرچار کرتے رہے ہو؟ ۰۰۰ تم اور تمہاری قنوطیت پسندی اور تمہارا منفی انداز فکر؟"

"میں' قنوطیت پسند؟" آج کہہ کوانگ شنگ پر شدید جذباتی کیفیت طاری تھی۔ "موجودہ صورت حال ہی ایسی ہے!"

موجودہ صورت حال! یہ الفاظ سنتے ہی تینگ منگ غصے سے پھٹ پڑا' "اس ایک معاملے میں اس قدر شور و غل! ۰۰۰" وہ چند لمحوں تک خاموش رہا' اور پر سکون لہجے میں بولا' "اگر ہر شخص جی جان سے کوشش کرے تو ہر گتھی سلجھ سکتی ہے۔ جہاں تک چھیان کونگ کے

کیس کا تعلق ہے' ہم دو چار دن کے اندر' واپس بیورو جا کر اس پر غور کریں گے' اور پھر اس کے بعد آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کریں گے۔ "

" آپ آرگنائزیشن ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کریں گے؟" کہہ کوانگ شنگ کے لہجے میں جھلاہٹ کا عنصر اور نمایاں ہو گیا۔ "میں بتاتا ہوں' پہلے وہ آپ سے رابطہ قائم کرے گا' اور آپ کو فوری طور پر ' ترقی' دے کر صوبائی ٹریڈ یونین کے نائب صدر کا عہدہ سونپ دے گا! شاید آپ اس کے گیارہویں نائب صدر ہوں گے۔ "

"کیا؟"

"بعض ' دردمند' لوگوں نے رپورٹ دی ہے کہ ' ثقافتی انقلاب' کے دوران میں آپ پر شدید تشدد کیا گیا تھا' آپ کی صحت اچھی نہیں ہے' اس لئے آپ کو ہلکی صنعتوں کے بیورو میں مشقت طلب کام سے فارغ کرنا ضروری ہے۔۔۔" کہہ کوانگ شنگ اپنی بات جاری رکھنا چاہتا تھا لیکن تینگ یک بارگی اٹھ کھڑا ہوا اور اسے ڈانٹتے ہوئے بولا' "بس' اب خاموش ہو جاؤ! یہ محض سنی سنائی باتیں ہیں۔ "

"لیکن یہ سنی سنائی باتیں سرکاری توضیحات سے زیادہ معتبر ہیں۔ " کہہ کوانگ شنگ کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

چند لمحوں تک تینگ منگ خاموش رہا۔ اس کی آنکھوں میں تکان جھلکنے لگی۔ اس نے ایک بار پھر کہہ کوانگ شنگ کی طرف دیکھا جیسے اس نے اس کی غلطی کو در گزر کر دیا ہو۔ اس نے ایک بار پھر وہی الفاظ دوہرائے جو ابھی ابھی ادا کئے تھے۔ "بس' اب خاموش ہو جاؤ! یہ محض سنی سنائی باتیں ہیں۔ " اس کی آواز میں نرمی کے ساتھ ساتھ استقامت بھی جھلک رہی تھی۔ کہہ کوانگ شنگ خاموش رہا۔ تینگ منگ چند لمحوں تک ساکت کھڑا ہوا کھڑکی سے باہر

خلا کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے مڑتے ہوئے نیئیے ژون تہہ کو مخاطب کیا۔

"کل ہم پارٹی کمیٹی کی توسیعی میٹنگ کی کارروائی جاری رکھیں گے۔"

(۱۱)

دریں اثنا، ہلکی صنعتوں کے بیورو سے تینگ منگ کے تبادلے کی خبر پوری فیکٹری میں گردش کرنے لگی -- یہ خبر چانگ آن پانگ کے ذریعے آئی تھی جو پس منظر میں بیٹھا ہوا ڈوریاں ہلا رہا تھا۔ پہلے پہل، یہ خبر سن کر کادروں میں ایک ہلچل سی مچ گئی۔ پوری سہ پہر لوگ مضطرب رہے۔ ان میں سے بعض بہت جوش میں تھے اور رازدارانہ انداز میں ایک خوف ناک "جوابی حملے" کی تیاری کر رہے تھے۔ انہوں نے تہیہ کر لیا کہ اگلے دن پارٹی کمیٹی کی توسیعی میٹنگ میں "دھارے کا رخ" موڑ دیں گے۔ تاہم، بہت سے لوگ سراسیمگی کے عالم میں دور سے تماشا دیکھ رہے تھے۔ ... شام کو ایک اور خبر پھیل گئی: آج ریلوے بیورو نے ان لوگوں کے ذریعے جنہیں وینائلون فیکٹری کی جانب سے خصوصی ریلوے لائن کی تنصیب سے متعلقہ مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، یہ پیغام بھجوایا تھا، "براہ کرم، اپنے تینگ منگ سے کہیں کہ وہ خود یہاں آئے!"

رات کو نیئیے ژون تہہ، تینگ منگ سے ملنے آیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا ہوا باہر پھیلے ہوئے اندھیرے کو تک رہا ہے، جس کے درمیان صرف اکادکا روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر پریشانی کی علامات جھلک رہی تھیں،

اور وہ پہلے سے زیادہ بوڑھا نظر آرہا تھا۔ نیئیے ژون تہہ کو شرم اور جرم کے احساس نے جکڑ لیا' اور وہ ہچکچاہٹ کے عالم میں دروازے پر کھڑا رہا۔

جب تینگ منگ مڑا اور اسے اس کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے نرم لہجے میں پوچھا' "کوئی خاص بات؟"

نیئیے ژون تہہ نے کسی قدر ہچکچاتے ہوئے جواب دیا' "فیکٹری کے حالات نارمل نہیں ہیں۔ کیا کل کی میٹنگ منسوخ ہو گئی ہے؟۰۰۰"

"نہیں۔" تینگ منگ نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا' "میٹنگ جاری رہے گی۔ حالات بالکل نارمل ہیں۰۰۰ کوئی اور بات؟"

دراصل نیئیے ژون تہہ اسے ریلوے لائن سے متعلق مسائل سے مطلع کرنے آیا تھا' لیکن اس نے صرف اتنا کہا' "اگر کوئی اور مسئلہ ہوا تو ہم خود ہی اس سے نمٹ لیں گے۔"

"بہت خوب۔ ۰۰۰ بہ راہ کرم' میری طرف سے کامریڈوں کا شکریہ ادا کر دینا۔" تینگ منگ نے سر کو خفیف سی جنبش دیتے ہوئے کہا۔ اسے ریلوے لائن کے مسئلے کا پہلے ہی سے علم تھا۔

یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہر شخص کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ تینگ منگ وہ رات سکون اور تنہائی میں گزارنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس کے بعد کوئی بھی آدمی اسے پریشان کرنے نہیں آیا۔ اس کا کمرا جو عام حالات میں قہقہوں سے گونجتا رہتا تھا' خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ رات گہری اور ساکت تھی۔ کمرا اسٹور کی حرارت سے گرم ہو گیا تھا۔ اس نے کھڑکی کو تھوڑا سا کھول دیا' تاکہ ٹھنڈی ہوا اندر آسکے۔ پھر وہ کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگا' اور غیر شعوری طور پر آئینے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس نے پہلی بار آئینے میں قریب سے اپنا جائزہ لیا تو اسے

احساس ہوا کہ اس کے سارے بال سفید ہو چکے ہیں۔ وہ بوڑھا ہو رہا تھا اور اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا! لیکن حل طلب مسائل کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یقیناً' اسے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ وہ ڈائریکٹر کے عہدے پر برقرار رہتا ہے یا نہیں۔ اور اسے "تین کروڑ" کے معاملے پر ہونے والی لڑائی کے نتیجے کی بھی فکر نہیں تھی۔ وہ صرف پارٹی' اپنے ملک کے لئے فکرمند تھا۔ وہ یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا کہ ملک کو چانگ آن پانگ جیسے لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے گا' جو کمیونسٹ پارٹی کی رتی برابر بھی پروا نہیں کرتے۔ تاہم عملی مسائل نے ناگزیر طور پر اس کی پریشانیوں میں اضافہ کر دیا تھا۔ ••• وہ رات کے سینے پر سجی ہوئی مدھم روشنیوں کو گھورتا ہوا کچھ سوچتا رہا۔ ••• گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔

دروازہ کھلا۔ ماپین آدھی رات کو اس سے ملنے آیا تھا۔ "لاؤ تینگ' " اس نے پرخلوص لہجے میں کہا' "مجھے تمہارے جذبے کی تقلید کرنی چاہئے۔ آدمی کو کسی بھی صورت میں اعتماد کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے' رجائیت پسند ہونا چاہئے۔ "

"سچی بات یہ ہے کہ میں بہت پریشان ہوں۔ " تینگ منگ نے جواب دیا۔

"اس لئے کہ ڈیڑھ کروڑ کے نئے بجٹ سے تعمیراتی کام مکمل نہیں کیا جاسکتا؟ "

"نہیں' " تینگ منگ نے بے خیالی میں میز پر رکھا ہوا الارم کلاک اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس نے اس میں تھوڑی سی چابی بھری اور دوبارہ میز پر رکھ دیا۔ "گھڑی ہمیشہ چلتی ہی رہے گی۔ میں وینائلون فیکٹری کے بارے میں زیادہ فکرمند نہیں ہوں۔ ہر سیکشن کو منظم کیا جاچکا ہے۔ اگر مزید مشکلات پیش آئیں تو بھی اس کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا نہیں ہو سکتی۔ میں اس لئے فکرمند ہوں کہ ••• اوہ' تم جانتے ہی ہو۔ " وہ غیرارادی طور پر اپنے سفید بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

ماپین نے فوراً بھانپ لیا کہ اس کا پرانا دوست کس قسم کے احساسات سے دوچار ہے۔ اس کے انداز میں وقار بھی جھلک رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے کہا ''لاؤ تینگ' بہ ہر حال میری پریشانیوں سے مختلف ہیں۔ تم پریشان ہوتے ہو تو بھی رجائیت اور اعتماد کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ میری پریشانی مجھے قنوطیت' نا امیدی اور عدم اعتمادی کی طرف لے جاتی ہے۔''

''مجھے خدشہ ہے کہ تم جس نوعیت کی پریشانی میں مبتلا ہو' وہی ابدی صداقت ہے!''

ماپین چند لمحوں تک گم صم کھڑا رہا۔ پھر اس نے جلدی سے' پر جوش لہجے میں اعتراض کیا' ''نہیں' نہیں' نہیں! میں تم سے متفق نہیں ہوں۔ میں جس قنوطیت اور نا امیدی سے دوچار ہوں' وہ ابدی صداقت نہیں ہو سکتی! ••• لاؤ تینگ' یہ دیکھو کہ جب سے تم نے ' تین کروڑ' کے معاملے پر سنجیدگی سے کام شروع کیا ہے' اس وقت سے کتنے سارے لوگوں میں بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے -- چھیان کونگ' پائی شا' فیکٹری منیجر نیئیے' نویں شعبے کا لاؤ تھان اور میں بھی۔ ہاں' تمہارا پرانا دوست بھی' جو بہت پیچھے رہ گیا تھا' لیکن اب کم از کم اس کی آنکھیں تو کھل گئی ہیں! ••• تم نے جو کچھ کہا تھا' میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ موجودہ صورت حال کو تبدیل کرنے کے لئے صرف ایک عنصر کی کمی ہے' اور وہ ہے کام!''

''تو تمہارے خیال میں ابھی امید باقی ہے' اوں؟ ••• یہ یقیناً بہت اچھی بات ہے!'' تینگ منگ کی آنکھوں میں اس کی پریشانیاں اور فکر کی گہری پرچھائیاں جھلک رہی تھیں' لیکن ان میں اس کی پرانی حس ظرافت بھی چمک رہی تھی۔

چھن چیان کونگ

چھن چیان کونگ

چھن چیان کونگ ۱۹۴۹ء میں صوبہ ء کوانگ شی کے شہر' پی ہائی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بیجنگ منتقل ہو گئے۔ یہاں ۱۹۶۸ء میں انہوں نے "چینی عوامی یونیورسٹی" سے ملحق مڈل اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد وہ چنگ شی (بیجنگ کا مغربی علاقہ) کی ایک کوئلے کی کان میں دس سال تک کان کن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں انہوں نے بیجنگ یونیورسٹی میں چینی ادب کے شعبے سے گریجویشن کی سند حاصل کی۔ اس وقت وہ بیجنگ کے ادیبوں کی یونین کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے رکن ہیں' اور تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ ادارتی فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں انہیں چینی ادیبوں کی انجمن کا رکن بنالیا گیا۔

چھن چیان کونگ ۱۹۷۳ء سے لکھنا شروع کیا۔ وہ نثر نگاری کے علاوہ نظم نگاری میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ ۱۹۷۹ء سے ان کی متعدد تحریریں منظر عام پر آچکی ہیں' جن میں "بل کھاتا دریا" ' "چنگ شی کا احمق دانا" اور "موت کے بعد فیصلہ" کو عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ۸۱ - ۱۹۸۰ء میں ان کی دو کہانیوں "غزال چشم" اور "پھول دار اسکارف" کو چینی ادیبوں کی انجمن کی طرف سے انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۱ء میں ان کے افسانوں کا مجموعہ "سحر انگیز تاروں بھرا آسمان" شائع ہوا۔

غزال چشم

چھن چیان کونگ

ہر شخص اس حقیقت سے واقف ہے کہ بیجنگ میں عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود چنگ شی * کے نوجوانوں کو لڑکیوں کی دوستی جیتنے میں ناگفتہ بہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس کا سبب کیا ہے؟ کیا وہ بہت بد صورت ہیں؟ اپاہج ہیں؟ گونگے ہیں؟ نکمے اور ناکارہ ہیں؟ نہیں! اور اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آتا' تو خود جا کر دیکھ لیجئے۔ سان چیا تیان * * کے آگے تمام سڑکوں پر مختلف وضع قطع کے وجیہہ نوجوانوں کی ریل پیل نظر آئے گی -- قوی اور تنومند' خوش شکل اور خوش وضع' انتخاب کر لیجئے! کیا آپ ایک مثالی مزدور میں دل چسپی رکھتے ہیں؟ کوئی تخلیقی ذہن رکھنے والا ٹیکنیشین پسند کرتے ہیں یا آپ کو

---

* بیجنگ کا مغربی علاقہ جہاں کوئلے کی کانیں واقع ہیں۔

* * بیجنگ کی ایک نواحی بستی۔

کوئی باذوق نوجوان درکار ہے' جیسے موسیقی کار سیا؟ اگر یہ نوجوان خاص بیجنگ شہر میں آباد ہوتے تو لڑکیاں دیوانہ وار ان کے آگے پیچھے دوڑتی ہوتیں۔ لیکن وہ چنگ شی میں رہتے ہیں اور یہی ان کی سب سے بڑی خامی ہے' کیوں کہ وہ زیر زمین کوئلے کی کانوں میں کام کرتے ہیں۔ بیش تر لڑکیاں یہ سنتے ہی ناک بھوں چڑھاتے ہوئے منہ پھیر کر چلی جاتی ہیں' اور ان کے سامنے کھڑا ہوا مرد کتنا ہی وجیہہ کیوں نہ ہو' وہ ہمیشہ ایک ہی جواب دیتی ہیں: "معاف کرنا' میں مصروف ہوں۔"

گویا' یہ نوجوان کان کن بڑے صبر آزما حالات سے دوچار ہیں۔ چناں چہ ان میں سے بعض نوجوان اپنے کام سے نفرت کرنے لگتے ہیں' اور اپنی قمیص کی جیب پر سے اپنی کان کا مخصوص نشان مٹانے کی جان توڑ کوشش کرنے لگتے ہیں۔ انہیں یہ خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ جب وہ اس نشان کے ساتھ سڑکوں پر نکلیں گے تو لوگ ان کا مذاق اڑائیں گے۔ بعض نوجوانوں نے تو "فن محبت" کے بارے میں بعض انوکھی تدبیریں ڈھونڈ نکالی ہیں: "پہلی بات تو یہ کہ جب تک لڑکی کو اپنا اسیر نہ بنالو' اس وقت تک اسے اس بات کا علم نہ ہونے دو کہ تم ایک کان کن ہو۔" ایک نوجوان نے اس تدبیر کو ایک نیا رنگ دے دیا۔ ایک پارٹی میں ایک لڑکی نے اس سے دریافت کیا کہ وہ کس پیشے سے منسلک ہے۔ اس پر اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ وہ ایک ایسے ادارے میں کام کرتا ہے' جہاں "خام دھات سے سفوف" تیار کیا جاتا ہے۔ ہا! چنگ شی میں اس قسم کے قصے عام ہیں۔ لیکن میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا' کیوں کہ یہ نوجوان کان کن ناراض ہو جائیں گے' کہ میں ان کا مذاق اڑا رہا ہوں۔

کیا تمام کان کن اپنی اس حیثیت پر خفت محسوس کرتے ہیں؟ یقیناً' اس کا جواب نفی میں ہے۔ ان میں بہت سے خوددار اور باوقار نوجوان بھی موجود ہیں۔ "اگر دوسرے لوگ

ہمیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگیں! کیا محض اس بنیاد پر کہ ہم کان کن ہیں' ہماری صلاحیتیں دوسروں سے کم تر ہو جاتی ہیں؟ اگر کبھی توانائی کا بحران پیدا ہو گا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم کان کن کتنے اہم لوگ ہیں!" یہ ایک نوجوان کان کن' شین شیاؤ لیانگ کے الفاظ تھے' جو یان نان کان میں کام کرتا تھا۔ وہ ان لوگوں کو بالکل برداشت نہیں کرتا تھا جو اس کے پیشے کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک بار بہت ساری لڑکیاں کان دیکھنے کے لئے آئیں۔ مزدوروں کی یونین کا سکریٹری جو انہیں کان کی سیر کرا رہا تھا' معذرت کرنے لگا کہ زیر زمین کان کا ماحول بہت خراب ہے' اس لئے انہیں محتاط رہنا ہو گا۔ یہ بات شین شیاؤ لیانگ کے کان میں پڑی تو وہ غصے سے پھٹ پڑا' "پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ یہ "درازیٔ عمر کی پہاڑی" * نہیں ہے' لیکن یہاں ہماری ان بیوہ ملکاؤں کے ٹخنوں میں موچ نہیں آئے گی۔" سکریٹری کا چہرہ سرخ ہو گیا' لیکن شین کے ساتھی اس کا جملہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ "اس طرح تو تم کسی لڑکی کا دل نہیں جیت سکتے۔" انہوں نے ازراہ مذاق تبصرہ کیا' "ہمیں تو یہ اندیشہ ہے کہ تم ہمیشہ برقی برموں کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہو گے۔"

بعض لوگوں نے ازراہ ہمدردی اسے بعض لڑکیوں سے متعارف بھی کرایا' لیکن پہلی ہی ملاقات میں وہ لڑکیاں سرد مہری سے پیش آئیں۔ بہت سی لڑکیوں نے تو یہ سنتے ہی کہ وہ ایک کان کن ہے' اس سے ملنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ ان باتوں سے شین -- جو ۱۹۶۸

* بیجنگ کے گرمائی محل کی ایک مصنوعی پہاڑی' جسے محض "بیوہ ملکہ" چھی شی کی تفریح طبع کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔

میٹر لمبا ایک خوب صورت نوجوان تھا۔ - اس قدر بھڑک اٹھا کہ وہ کسی بھی لڑکی پر دوسری نظر ڈالنا گوارا نہ کرتا۔ ڈائننگ ہال اور مائننگ لیمپ روم میں ایک بھی ایسی لڑکی نہ تھی جو اس سے کسی قدر خوف زدہ نہ ہو۔ اس کے جملے بہت کٹیلے ہوتے تھے۔ اگر اٹینڈنٹ سے ایک سیکنڈ کی بھی تاخیر ہو جاتی' تو وہ باورچی خانے کی کھڑکی کے سامنے کھڑا ہو کر چمچے سے اپنا پیالہ بجانے لگتا' "چلو! جلدی کھولو! کاہل' نا کارہ کہیں کی! ہمارا ادارہ تمہیں مفت کی روٹیاں نہیں دے گا۔ اگر تم اپنا کام اچھی طرح نہیں کر سکتیں تو گھر جا کر بچوں کی دیکھ بھال کرو۔" جب وہ کان کے اندر سے واپس آتا' تو بعض اوقات لیمپ وصول کرنے والی کوئی لڑکی اسے دیکھ کر دھیرے سے مسکرا دیتی' لیکن وہ اپنا رخ پھیر لیتا' جیسے کہہ رہا ہو' "آخر تمہیں دیکھ کر کون مسکرائے گا؟ کیا تمہیں یہ غلط فہمی ہے کہ تم اس طرح خوب صورت نظر آتی ہو؟" یوں اس نے بہت ساری لڑکیوں کو آنسو بہانے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتا تھا۔ اس کے سب سے کارگر ہتھیار وہ "نام" تھے جو اس نے انہیں چڑانے کے لئے رکھ چھوڑے تھے۔ اس معاملے میں اس کا ذہن بہت زرخیز تھا اور اس کی "ایجادات" حقیقت سے بہت قریب ہوتی تھیں۔ ڈائننگ ہال کی ایک لڑکی ہر ایک کو ٹیڑھی آنکھ سے دیکھا کرتی تھی' جیسے اسے ہر چیز سے نفرت ہو۔ شین شیاؤ لیانگ نے اس کا نام "چڑچڑی" رکھ چھوڑا تھا۔ چوتھی کھڑکی کی انچارج لڑکی بہت خوب صورت تھی۔ اس کی چمک دار آنکھیں اتنی خوب صورت تھیں کہ اسے "غزال چشم" کہنا بے جا نہ ہوتا۔ لیکن شین شیاؤ لیانگ اسے "گربہ چشم" کہا کرتا تھا۔

ڈائننگ ہال میں کام کرنے والی لڑکیوں کو اپنے ان ناموں کا علم ہوا تو انہیں بہت طیش آیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس آدمی کو کبھی کوئی لڑکی مل بھی گئی تو وہ انتہائی بدصورت ہو گی۔ تاہم ان لعن طعن سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا' کیوں کہ شین بہت پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ

زندگی بھر کنوارا رہے گا۔ اس کا چہرہ خوب صورت اور بے عیب تھا' آنکھیں چمک دار تھیں' جن کے اوپر اس کے بال دل کش انداز میں بکھرے رہتے تھے۔ گویا وہ جتنا زیادہ مغرور تھا' اتنا ہی خوب رو بھی تھا۔ کام کرتے وقت وہ اس میں ڈوب جاتا تھا' اور وہ جس چیز کو بھی ہاتھ لگاتا' اس میں فوراً مہارت حاصل کر لیتا۔ اگر وہ اس قدر تند مزاج نہ ہوتا تو اسے کسی بھی لڑکی سے دوستی کرنے میں ذرا بھی دشواری پیش نہ آتی۔ لیکن یہ بات سب کے لئے حیران کن تھی کہ جب اس کا کسی لڑکی سے تعارف کرایا جاتا تو وہ اس سے ملنے سے انکار کر دیتا۔

اس کا یہ رویہ دیکھ کر اس کی ماں کڑھتی رہتی تھی' اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ شاید اس گھر میں اس کا پوتا کبھی نہیں آئے گا۔ وہ یہ دیکھ کر رو پڑتی کہ شین شیاؤ لیانگ رشتہ تجویز کرنے والے لوگوں کو ایک ایک کر کے بھگا دیتا تھا۔ ایک بار اسے اس کی ماں نے بہت ڈانٹا پھٹکارا تو اس نے جان چھڑانے کے لئے کہہ دیا' "ماما' اب اس موضوع پر اور باتیں مت کرو۔ یہ باتیں سنتے سنتے میرے کان پک گئے ہیں۔ میں اگلی لڑکی سے ضرور ملاقات کروں گا۔ "

"اگر تم نے یہ بات پہلے کہہ دی ہوتی تو میں بہت پہلے ہی شادی کی تیاری شروع کر چکی ہوتی۔ " اس کی ماما نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن میں اس کے ساتھ دیانت داری برتوں گا۔ " شین نے دھمکی دینے کے انداز میں کہا۔

وہ اس وار کے لئے ذہنی طور پر پہلے ہی سے تیار تھی۔ "تو کیا تمہارے خیال میں میں یہ چاہتی ہوں کہ تم اس لڑکی کو دھوکا دو؟"

جیسا کہ بعد میں پیش آیا' شین کے نزدیک اس لفظ " دیانت داری " کی بہت اہمیت

تھی۔ پہلی ملاقات پر لڑکی نے کہا' "میں نے یہ سنا ہے کہ تم کان میں کام کرتے ہو؟"

"ہوں۔"

"زیر زمین؟"

"بلاشبہ!"

"تو پھر ۰۰۰" لڑکی نے شوشا چھوڑا' "زیر زمین حفاظتی اقدامات تو بہت اچھے ہوں گے؟"

"نہیں!" شین شیاؤلیانگ نے اپنی مخصوص دیانت داری کا تقاضا نباہتے ہوئے کہا' "بالکل نہیں! کان کن اکثر حادثات کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ درحقیقت ہماری کان عورتوں کو بیوہ بنانے کا مرکز ہے۔" بلاشبہ اس بیان میں ذرا سی بھی صداقت نہیں تھی' لیکن یہ حکمت عملی ہمیشہ بار آور ثابت ہوتی تھی' اور نہ صرف لڑکی بلکہ رشتہ تجویز کرنے والے فرد کا بھی ایک ہی جھٹکے میں کام تمام کر دیتی تھی۔ دنیا میں ایسی کون سی ماں ہوگی جو اس صورت پر پریشان نہ ہوتی ہوگی۔ شین کی ماں نے ایک دن جھنجلاہٹ کے عالم میں اپنے شوہر کے لتے لے ڈالے' "تمہیں صرف چائے پینا اور اپنے رعشہ زدہ دوستوں کے ساتھ تاش کھیلنا آتا ہے۔ تم اپنے بیٹے کی شادی کے بارے میں کبھی ایک لفظ تک نہیں کہتے ۰۰۰ اور تم خود کو باپ کہتے ہو!" بوڑھا شین بھی ایک کان کن تھا' اور اپنے بیٹے کی طرح' اس کی حس مزاح بھی بہت تیز تھی۔ "تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میں ایک رسی لے کر آتا ہوں۔ تم لڑکی کی طرف اشارہ کر دینا' اور میں اسے رسی سے باندھ کر کھینچتا ہوا سہ پہر تک گھر لے آؤں گا!"

شین کی ماں کے اضطراب میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ جب پاس پڑوس کی ماؤں سے اس کی ملاقات ہوتی تو وہ ان کے سامنے اپنے بیٹے کی "شادی کے مسائل" کا دکھڑا رونے بیٹھ

جاتی۔ ایک شام نیک دل دادی چھیاؤ اس سے ملنے کے لئے آئی۔

دادی چھیاؤ مزدوروں کے نئے گاؤں سے جہاں شین شیاؤ لیانگ اور اس گھر والے آباد تھے، کئی میل دور لیو ہواتھائی نامی علاقے میں رہتی تھی۔ گویا، اس کا اتنی دور سے آنا ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ اسے نئے لباس میں دیکھ کر شین کی ماں کو فوراً اس کی آمد کا مقصد معلوم ہو گیا، اور وہ جلدی سے اس کے لئے چائے لے آئی۔ دونوں عورتیں بہت دیر تک آپس میں سرگوشیاں کرتی رہیں، پھر انہوں نے شین شیاؤ لیانگ کو اندر بلایا۔ "شیاؤ لیانگ، دادی چھیاؤ خاص طور پر تم سے ملنے آئی ہیں۔ سنا ہے، لڑکی بہت خوب صورت ہے•••"

شیاؤ لیانگ نے دھیرے سے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پہلے تو اس نے اپنی آنکھوں کو ملا، اور پھر پورے چہرے کو، جیسے نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر اس نے دادی چھیاؤ کی طرف مڑتے ہوئے نرم لہجے میں سوال کیا، "وہ کہاں کام کرتی ہے؟"

"پہلے وہ نمبر تین کاٹن مل میں کام کرتی تھی۔ حال ہی میں اس نے اپنا تبادلہ ایک کان میں کرالیا ہے، کیوں کہ اس طرح وہ اپنی ماں کی دیکھ بھال کر سکتی ہے۔ اس کے سوا اس کی ماں کا دنیا میں کوئی اور سہارا نہیں ہے۔ وہ وہاں کسی ڈائننگ ہال میں کام کرتی ہے•••"

"ہوں۔ یہاں سے بہت قریب ہے۔" وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس پر اب بھی غنودگی طاری ہے۔ اس کی ماں اسے خوں خوار نظروں سے دیکھ رہی تھی اور اس کا جی چاہ رہا تھا کہ جھاڑو اٹھا کر اس کی پٹائی شروع کر دے۔

دادی چھیاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا، "وہ نہ صرف یہاں سے بہت قریب رہتی ہے، بلکہ ایک انتہائی پر کشش لڑکی بھی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ ڈائننگ ہال کی سب سے خوب صورت لڑکی ہے -- بڑی آنکھیں، نرم و نازک جلد•••"

"آپ کا بہت شکریہ۔" شین نے اپنی آنکھیں بند کرلیں' جو اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ مزید کچھ نہیں سننا چاہتا۔ "تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ اتنی دور سے چل کر یہاں آئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو مایوس کر رہا ہوں۔ میں بتاتا ہوں' آپ میرے لئے ایک اتنی بد صورت لڑکی ڈھونڈ دیں کہ اس کی دادی بھی اس سے محبت نہ کرتی ہو' اس طرح یہ معاملہ طے ہو جائے گا۔ آپ نے جو لڑکی تلاش کی ہے' وہ میرے لئے نہیں ہے۔ وہ سیکشن چیفس' پارٹی سکریٹریوں اور ان کے بیٹوں کے لئے بنی ہے۔ میں اتنا خوش قسمت نہیں ہوں•••"

"تم یہ جانے بغیر کہ وہ کون ہے' اسے مسترد کیسے کر سکتے ہو؟" اس کی ماں غصے سے ابل رہی تھی۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ یقیناً مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھے گی' اور میں اسے مرعوب کرنے کے لئے کسی با اثر آدمی کا سہارا نہیں ڈھونڈوں گا۔ پہلی ہی ملاقات کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ بہ ہر حال' میں دادی چھیاؤ کو مزید زحمت دینے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔" یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا' اس نے معذرت خواہانہ مسکراہٹ کے ساتھ دادی چھیاؤ کو دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"دیکھا اس لڑکے کو! دیکھا اس لڑکے کو!" اس کی ماں غصے سے کانپ رہی تھی' اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہئے۔

"کوئی بات نہیں' فکر مت کرو۔ اپنی محبوبہ تلاش کرنا اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ اگر تم واقعی کوئی ایسی بہو چاہتی ہو جس سے وہ محبت کرتا ہو تو پھر اس پر دباؤ ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔" دادی چھیاؤ کھلے ذہن کی عورت تھی۔ چناں چہ وہ برا مانے بغیر واپس چلی گئی۔ لیکن

صورت حال اتنی سادہ بھی نہیں تھی۔ راستے بھر وہ یہ سوچتی رہی کہ لڑکی کی ماں کو کیا بتائے گی۔

منگ پھئی اس کی پڑوسن کی بیٹی تھی' اور کچھ ہی دن پہلے وہ پورے چوبیس سال کی ہوئی تھی۔ چند دن قبل منگ پھئی کی ماں نے دادی چھیاؤ سے درخواست کی تھی کہ وہ اس کی بیٹی کے لئے کوئی موزوں رشتہ تلاش کرنے میں مدد کرے۔ دادی چھیاؤ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی سی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ "فکر مت کرو۔ میں دوسروں کی بیٹیوں کے بارے میں تو کوئی وعدہ نہیں کر سکتی' لیکن تمہاری بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ " گویا' یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ جب ضدی شین شیاؤلیانگ نے اس رشتے میں ذراسی بھی دل چسپی کا اظہار نہیں کیا' تو اسے کس قدر حیرت ہوئی ہوگی۔ وہ منگ کی ماں کے سامنے کیا وضاحت پیش کرتی؟ کیا وہ اسے یہ بتا سکتی تھی کہ شین نے لڑکی کا نام تک پوچھے بغیر صاف لفظوں میں انکار کر دیا؟ وہ اپنی پڑوسن اور سہیلی کے احساسات کو دھچکا نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔ مزید بر آں' لڑکی واقعی خوب صورت تھی' اور کہا جاتا ہے کہ خوب صورت لڑکیاں ضرورت سے زیادہ حساس ہوتی ہیں۔

دادی چھیاؤ ایک ذہین عورت تھی اور منگ کے مکان میں داخل ہوتے وقت اس کے چہرے پر اضطراب کی ذراسی بھی علامت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے اپنی پڑوسن کو بتایا کہ وہ لڑکا کسی بھی طرح منگ کے قابل نہیں ہے۔ اس کا قد چھوٹا ہے' اور صورت سے بھی گیا گزرا ہے۔ سوچو' دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے! "میں بہت جلد اس کے لئے ایک بہتر لڑکا تلاش کر لوں گی۔ اگر شین شیاؤلیانگ اپنی منگ کا شوہر بن جاتا تو واقعی یہ ایک بہت بڑا گناہ ہوتا۔ وہ اسے دیکھتے ہی بے ہوش ہو جاتی! " دادی چھیاؤ کے الفاظ بہت پر اثر تھے' چناں چہ یہ سرسری سا تبصرہ سن کر منگ کی ماں خوش ہو گئی۔ اور جب اس کی لڑکی کام سے واپس آئی تو اس نے مذاق کے

انداز میں اسے ساری کہانی کہہ سنائی۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ہنسنے کے بجائے اس کی بیٹی اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی، اور غصے سے کانپتے ہوئے بولی، ''سارا قصور آپ کا ہے!'' اس نے اپنا پیالہ غصے سے میز پر پٹخ دیا، ''آپ اپنے کام سے کام کیوں نہیں رکھتیں؟'' اس کی ماں چکرا کر رہ گئی۔ وہ اس سے پہلے بھی اپنی بیٹی کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرتی رہی تھی، اور اگرچہ اسے اس کی یہ عادت پسند نہیں تھی، لیکن اس نے اس قدر ناراضگی کا اظہار کبھی نہیں کیا تھا۔

منگ پھئی غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اسے خود بھی اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ اسے اس قدر غصہ کیوں آ رہا تھا۔ دراصل اسے شین شیاؤ لیانگ پر غصہ آ رہا تھا۔ ایک پرانی کہاوت ہے کہ غزال چشم لڑکیوں سے نمٹنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ غزال چشم منگ پھئی کو دھوکا دینا آسان نہ تھا۔ اسے فوراً اندازہ ہو گیا تھا کہ دادی چھیاؤ کی رپورٹ جھوٹی ہے۔ دراصل وہ شین شیاؤ لیانگ کو اچھی طرح جانتی تھی -- مناسب قامت، توانا جسم، اور پرکشش چہرہ۔ اس نے ضرور کوئی بدتمیزی کی ہوگی، اور دادی چھیاؤ نے شرمندگی سے بچنے کے لئے یہ جھوٹ گھڑ لیا ہوگا۔ دادی چھیاؤ کو یہ معلوم نہ تھا کہ منگ پھئی کان میں اپنے تبادلے سے پہلے ہی شین شیاؤ لیانگ سے مل چکی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے کندھے بہت مضبوط ہیں اور وہ صنف مخالف کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔

یہ واقعہ گذشتہ سال موسم بہار کے تہوار سے چند دن قبل پیش آیا تھا۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ چھٹیاں گزارنے کے لئے شہر سے اپنے گھر واپس جا رہی تھی۔ جب ریل گاڑی یونگ تینگ اسٹیشن سے روانہ ہوئی تو اس نے دو نوجوانوں کو پرجوش انداز میں باتیں کرتے سنا۔ جو لڑکا اس کی نشست کے بالکل پیچھے بیٹھا ہوا تھا، تنومند اور توانا تھا اور اس کی آواز پاٹ دار تھی۔

اسے نچلا بیٹھنا نہیں آتا تھا۔ جب اس پر پرجوش کیفیت طاری ہوتی تو وہ پیچھے ہٹ کر اپنے کندھے زور سے منگ کی نشست کے پچھلے حصے سے ٹکرانے لگتا' جیسے اپنی توانائی صرف کرنے کا کوئی بہانہ ڈھونڈ رہا ہو۔ بعض اوقات وہ ہنستے وقت اپنا سر اتنا پیچھے لے آتا کہ اس کے گھنے بال نشست کے اوپر سے منگ کے بالوں سے الجھ جاتے۔ ایسے میں منگ کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہ ہوتا کہ وہ منہ بناتے ہوئے آگے کی طرف کھسک جاتی۔ اس کا دوست جو اس کے سامنے والی نشست پر بیٹھا ہوا تھا' اس سے کم عمر دکھائی دیتا تھا' اور غالباً اس کی عرفیت "مسخرہ" تھی۔ ایسا محسوس ہوتا کہ وہ اپنے دوست کا مذاق اڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا۔ شروع میں منگ پھئی نے ان کی گفتگو پر کوئی توجہ نہ دی' البتہ اکا دکا جملے اسے سنائی دیتے رہے۔ شاید وہ بیجنگ میں "مچھلیاں پکڑنے" کا تذکرہ کر رہے تھے ... "مچھلی تو ایک بھی نہیں پکڑی' البتہ درد شکم ساتھ لے آئے ..." یہ سوچ کر کہ وہ موسم سرما میں مچھلیاں کیسے پکڑ سکتے ہیں' منگ پھئی کو ہنسی آ گئی۔ دراصل کان کنوں کی بولی میں "مچھلی پکڑنے" کا مطلب ہے محبوبہ تلاش کرنا! منگ پھئی کان کنی کے علاقے میں پلی بڑھی تھی' لیکن یہ غیر مانوس اصطلاح اس نے پہلی بار سنی تھی' اور جب بڑی عمر والے لڑکے نے "مچھلی پکڑنے" کا واقعہ تفصیل سے سنانا شروع کیا تو وہ ہمہ تن گوش ہو گئی۔ "مسخرہ" بیچ بیچ میں فقرے چست کرتا رہتا' اور کئی بار منگ پھئی کو محسوس ہوا کہ وہ زور سے ہنس پڑے گی۔ ایک بار جب اس کی ہنسی چھوٹنے لگی تو وہ جلدی سے اٹھ کر دونوں ڈبوں کو ملانے والے حصے میں چلی گئی' اور وہاں خاموشی سے ہنستی رہی۔

"میری ماں اس بے تکے رشتے کے پیچھے دن بھر خوار ہوتی رہی۔ پہلے تو اس نے مجھے مجبور کیا کہ فلاں سوٹ پہنو' پھر وہ مجھے نصیحت کرنے لگی' ' بیجنگ پہنچو تو ان لوگوں کے سامنے

نروس مت ہونا ۰۰۰ اور گنواروں جیسی باتیں بھی مت کرنا۔ یاد رکھو' لڑکی کا باپ وزارت کوئلہ سازی میں ایک اہم افسر ہے ۰۰۰ اور مودب ہو کر بیٹھنا اور اسے 'چچا جان' کہہ کر مخاطب کرنا۔ ' "

اس نے اپنی ماں کے اضطراب آمیز لہجے کی نقل غالباً بڑی مہارت سے اتاری تھی' کیوں کہ "مسخرہ" یہ باتیں سن کر زور زور سے ہنس رہا تھا۔

"تو ہوا کیا؟ میں شرط لگاتا ہوں کہ ان کے مکان میں داخل ہوتے ہی تمہیں سانپ سونگھ گیا ہو گا۔ "

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ محض اس لئے کہ لوگ ہمیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ ۰۰۰ ہم کوئی اتنے گئے گزرے بھی نہیں ہیں۔ میں تو بڑے باوقار انداز میں باتیں کرتا رہا۔ "

"شیخی مت بگھارو! اگر تم اتنے ہی 'باوقار' آدمی ہو تو خالی ہاتھ واپس کیسے چلے آئے؟ "

"خالی ہاتھ؟ سنو' خواہ وہ کتنی ہی خوب صورت کیوں نہ ہوتی' میں اس میں ذرہ برابر بھی دل چسپی نہ لیتا' اور اس لڑکی کی شکل و صورت تو بس واجبی سی ہے۔ "

"کھٹے انگور' کھٹے انگور! "

"سڑے ہوئے انگور! جانتے ہو' اس ملاقات کے نتیجے میں میری کتنی راتیں برے برے خواب دیکھتے گزریں گی' میری زندگی کے کتنے سال غارت ہو گئے! میں شرط لگاتا ہوں' اس لڑکی کو شہر میں کوئی لڑکا نصیب نہیں ہوا ہو گا' اس لئے اس کے والدین نے سوچا ہو گا کہ وہ مجھے طشت میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کر دیں گے ۰۰۰ رعایتی قیمت پر! اس کے باپ کو تو دیکھو کہ وہ خود کو وزارت کوئلہ سازی کا افسر کہتا ہے! وہ ہم کان کنوں کے بارے میں اچھی

رائے نہیں رکھتا۔ ' تمہارے اندر کوئی خرابی نہیں ہے 'نوجوان 'خرابی تمہارے پیشے کے اندر ہے! ' وہ یہ لاف زنی بھی کر رہا تھا کہ وہ مجھے زیر زمین کام سے 'چھٹکارا' دلا سکتا ہے۔ سوچو ' اس کی باتیں سن کر مجھے کس قدر غصہ آیا ہو گا! 'بڈھے 'تیرے اندر کوئی خرابی نہیں ہے 'بس تیرا دل سڑگل چکا ہے! 'اگر یہ تعارفی ملاقات نہ ہوتی تو میں اس کا دماغ درست کر دیتا! "

"قابل نفرت! " "مسخرہ" بھی طیش میں آگیا' "پیارے 'میں تمہارے لئے لڑکی تلاش کروں گا' ورنہ اس کی تلاش میں جان دے دوں گا۔ پھر ہم اس بڈھے کو شادی کا دعوت نامہ بھیجیں گے ••• انہیں مرچیں لگ جائیں گی! "

"چھوڑو! مجھے دوبارہ غصہ مت دلاؤ۔ میں عمر بھر کنوارا رہنا پسند کروں گا۔ ساری لڑکیاں تصنع پسند ہوتی ہیں۔ "

"تو تم نے ہار مان لی 'اوں؟ نامرد! بزدل! "

"بزدل؟ گھبراؤ مت 'میں انہیں اس کا ثبوت دے چکا ہوں۔ جب میں واپس آرہا تھا تو کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ میں نے چپکے سے ان کے ریڈی ایٹر بند کر دیئے 'اور ان کی گھنٹیاں نکال کر خط کے ڈبے میں ڈال دیں۔ وہ وزارت کوئلہ سازی میں ضرور کام کرتا ہو گا' لیکن آج رات اس کے گھر والے سردی میں ٹھٹھرتے رہیں گے۔ "

"ہا 'ہا 'ہا ••• "

دونوں نوجوان دیوانہ وار ہنسنے لگے 'اور منگ پھئی کی نشست بری طرح لرزنے لگی۔

وہ راستے بھر اسی قسم کی گفتگو کرتے رہے ' جیسے جگت بازی کر رہے ہوں۔ منگ پھئی اب اور بھی زیادہ دل چسپی کے ساتھ ان کی باتیں سن رہی تھی۔ کئی بار اسے محسوس ہوا کہ اگر وہ یوں ہی اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرتی رہی تو اس کا دم گھٹ جائے گا۔ تاہم 'ان

دونوں کی متعصبانہ باتیں سن کر اسے غصہ بھی آرہا تھا - - اپنے چند تلخ تجربات کی بنا پر انہیں عورتوں کی پوری صنف کو مطعون کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اگر وہ اس وقت کسی آشنا ماحول میں ہوتی، جیسے کاٹن مل میں، تو اس کے جواب میں کچھ نہ کچھ ضرور کہتی۔ کیا تمام مرد بے عیب ہوتے ہیں؟ بہت سارے مرد کاٹن مل میں کام کرنے والی لڑکیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ ان کی باتیں سنتے ہوئے ان ہی خیالات میں ڈوبی رہی - - حتیٰ کہ جب اس کی نشست کو زور سے جھٹکا لگتا تو بھی وہ احتجاج نہ کرتی۔

منگ پھئی یان نان کان کے اسٹیشن پر اتر گئی، اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ دونوں نوجوان بھی اس کے ساتھ ہی نیچے اتر آئے تھے۔ اتنے میں کسی شخص نے آگے بڑھ کر ان سے علیک سلیک کی، یوں اسے ان کا نام معلوم ہوگئے: بڑے والے لڑکے کا نام شین شیاؤ لیانگ اور ''مسخرے'' کا نام چاؤ تھاؤ تھا۔

اس واقعے کے کچھ ہی عرصے بعد منگ پھئی کا تبادلہ اس کان میں ہوگیا۔ شین شیاؤ لیانگ وہاں کافی مشہور تھا۔ صبح کے وقت لاؤڈ اسپیکر پر اکثر اس کا تذکرہ کیا جاتا تھا کہ اس نے پیداواری عمل کے دوران میں کون کون سے ریکارڈ توڑے ہیں، اور کتنے سنگین خطرات پر قابو پایا ہے۔ وہ تو کشتی کے مقابلوں کا بھی چمپئن تھا، جو مزدوروں کی یونین کے زیر انتظام منعقد ہوتے تھے۔ اور وہ اس لڑکے کو کیسے نہ جانتی جو ہر روز ڈائننگ ہال کی کھڑکی کے باہر کھڑا ہوا ''کاہل، ناکارہ!'' کی آواز لگاتا رہتا تھا۔

منگ پھئی بڑی خود دار لڑکی تھی۔ جب اس کی نظر شین شیاؤ لیانگ پر پڑتی اور اسے ریل گاڑی کا واقعہ یاد آتا تو وہ غصے سے پیچ و تاب کھانے لگتی۔ کتنا مغرور آدمی ہے یہ! عورتوں کا ذرا بھی احترام نہیں کرتا! تاہم اس کے ساتھ ساتھ اسے اس حقیقت کا بھی احساس تھا کہ

ایسی تصنع پسند لڑکیاں بھی موجود ہیں' جن کا اس نے تذکرہ کیا تھا۔ جب وہ یہ سوچتی تو اس کا غصہ دھیما پڑ جاتا۔ کان میں آنے کے بعد کچھ ہی عرصے میں اسے لڑکیوں سے دوستی کرنے کے خواہش مند کان کنوں کے بارے میں متعدد واقعات معلوم ہوئے' اور ان واقعات میں شین شیاؤلیانگ کی سرگزشت بھی شامل تھی۔ اس کے دل میں شین کے لئے کسی قدر احترام کا جذبہ پیدا ہو گیا' یہاں تک جب اسے معلوم ہوا کہ شین نے اسے چڑانے کے لئے اس کا کیا نام رکھا ہے' تو بھی اس نے مسکراتے ہوئے اسے نظرانداز کر دیا' اور دل ہی دل میں کہا' "اونہہ! اور تم خود کو مرد کہتے ہو؟ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے تم بس اس قسم کے مضحکہ خیز نام رکھ سکتے ہو! تم کوئی ایسی لڑکی تلاش کرنے کی زحمت بھی نہیں گوارا کرتے جو تمہیں سمجھنے کی اہلیت رکھتی ہو..." اس وقت وہ اپنے تہ کئے ہوئے لحاف سے ٹیک لگائے بستر پر بیٹھی ہوئی تھی' اور غصے سے سلگ رہی تھی۔ وہ اپنی چشم تصور سے دیکھ رہی تھی کہ جب دادی چھیاؤ شین کے گھر گئی ہوگی تو اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہوگا' اور شین نے کس قسم کے طنزیہ جملے کہے ہوں گے۔ وہ تو یہ اندازہ بھی لگا سکتی تھی کہ اس وقت اس کی پلکیں کس طرح حرکت کر رہی ہوں گی!...

دریں اثنا' اس رات شین شیاؤلیانگ حسب معمول خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا اور یہ بات اس کے سان و گمان میں بھی نہیں آ سکتی تھی کہ جس لڑکی کو اس نے لاپروائی کے ساتھ مسترد کر دیا تھا' وہی لڑکی تھی جس کا نام اس نے "گربہ چشم" رکھا تھا۔ "کیا وہ واقعی خوب صورت ہے؟" اور "اس کا نام کیا ہے؟" جیسے سوالات اس کے ذہن میں ایک بار بھی نہیں ابھرے۔ دس بجے' ٹیلی ویژن دیکھنے کے بعد وہ اپنے لحاف میں گھس کر اطمینان سے سو گیا تھا۔ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہاں سے چند میل دور لیو ہوا نامی علاقے میں

آدھی رات گزر جانے کے باوجود ایک لڑکی ابھی تک جاگ رہی ہے••• صرف اس کے رو یے کی وجہ سے۔ وہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی غصے سے ہونٹ چبا رہی تھی!

وہ کوئی کم تر لڑکی نہیں تھی، اور شین شیاؤ لیانگ کی خود پسندی کا جواب دینے کی پوری صلاحیت رکھتی تھی۔ چناں چہ اس کے بعد سے وہ غور سے اس کی حرکات وسکنات کا جائزہ لینے لگی۔ چند ہی دن بعد اسے منہ توڑ جواب دینے کا موقع مل گیا۔ پھر بہت جلد شین کے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی رونما ہوئی، اور اس کی ساری تیزی طراری ہوا ہو گئی۔

لنچ کے وقت شین شیاؤ لیانگ چاول کا دلیا اور تلے ہوئے کیک خریدنے کے لئے چوتھی کھڑکی کے سامنے قطار میں کھڑا ہوا تھا، اور اس کھڑکی پر منگ پھئی کی ڈیوٹی تھی!

"دو لیانگ* چاول کا دلیا اور چار تلے ہوئے کیک۔" اس نے اپنا تام چینی کا بڑا پیالہ کھڑکی کے تختے پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھک، ٹھک!" بڑا چمچہ پیالے کی تہ سے ٹکرایا۔ اس نے پیالے میں دو لیانگ دلیا بھر کے اسے اتنے زور سے تختے پر رکھا کہ دلیا چھلکتے چھلکتے رہ گیا۔ پھر وہ تحکم آمیز لہجے میں بولی، "یہ لو!" اس نے چار کیک اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دیئے۔

شین شیاؤ لیانگ صرف ایک پیالہ لے کر آیا تھا جو اس وقت دلیے سے بھرا ہوا تھا۔ اگر وہ دوسرے ہاتھ میں کیک لے لیتا تو اناج کے کوپن** کیسے نکال کر دیتا۔ "انہیں اس پر رکھ دو۔" اس نے اپنی چاپ اسٹکس پیالے پر رکھ دیں۔

---

* لیانگ وزن کی یونٹ، بیس لیانگ ایک کلوگرام کے برابر ہیں۔

** ملاحظہ کیجئے صفحہ ۲۶ -

منگ پھئی نے اسے گھور کر دیکھا اور چاروں کیک ایک ایک جھٹکے سے چاپ اسٹکس پر رکھ دیئے۔ چاپ اسٹکس لڑھک کر نیچے جا گریں اور کیک دلیے میں ڈوب گئے۔ شین شیاؤلیانگ اپنا سر کھڑکی کے اندر گھسا کر پیالے کے کنارے بہتا ہوا دلیا چاٹنے لگا۔ ''ارے دیکھو' یہ تم نے کیا کر دیا!'' وہ اپنی جلی ہوئی زبان ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے غصے سے بولا' ''آخر تم یہ کیا کر رہی ہو؟ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اسے تلے ہوئے کیک کہتی ہو؟ یہ تو 'دلیے میں ڈوبے ہوئے کیک' ہیں۔ میں یہ نہیں لوں گا!''

اس کی حالت زار دیکھ کر منگ پھئی نے زوردار قہقہہ لگایا۔ اس کی آنکھوں میں فتح مندی جھلک رہی تھی' ''ذرا خاموش رہو' سمجھے؟ آج تمہیں اسی پر گزارہ کرنا ہو گا۔ اگلی بار دو پیالے لے کر آنا!''

''پھوہڑ' بدسلیقہ! تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ تلے ہوئے کیک کیسے دیئے جاتے ہیں؟ میں یہ نہیں لوں گا۔'' اب وہ خاصی بلند آواز میں چیخ رہا تھا۔

دوسری طرف' منگ پھئی کے ہونٹوں پر ایک بھرپور مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ نرم لہجے میں بولی' ''اگر تم گول چاپ اسٹکس کے بجائے چوکور چاپ اسٹکس لے آتے تو یہ واقعہ پیش نہ آیا ہوتا۔ اب چپ چاپ جا کر انہیں کھالو۔ آخر انہیں پیٹ ہی میں تو جانا ہے۔''

چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ چناں چہ شین اپنا غصہ پیتے ہوئے ''دلیے میں ڈوبے ہوئے کیک'' اٹھا کر اپنی میز پر چلا گیا۔

ڈائننگ ہال میں گنی چنی کھڑکیاں تھیں اور ان پر کام کرنے والے کارکنوں کی تعداد بھی محدود تھی۔ چناں چہ منگ سے اس کا ٹکراؤ یقینی تھا' خاص طور پر اس لئے بھی کہ وہ اس بات

سے لاعلم تھا کہ وہ اس سے انتقام لینے کے درپے ہے۔ چناں چہ اس جھڑپ کے بعد منگ پھئی دانستہ طور پر اسے سزا دیتی رہی۔ اگر وہ کرم کلے کا سالن مانگتا تو وہ ٹماٹر کا سالن پکڑا دیتی۔ بعض اوقات وہ جھنجلاہٹ کے عالم میں کھڑکی کے سامنے گم صم کھڑا رہتا' اور بعض اوقات گرجنے برسنے لگتا۔ تاہم سب سے زیادہ اشتعال انگیز بات یہ تھی کہ منگ پھئی کے ہونٹوں پر مسلسل مسکراہٹ بکھری رہتی تھی جیسے اسے کبھی غصہ ہی نہ آتا ہو۔ اس قسم کے خوش گوار حملوں کے سامنے شین شیاؤلیانگ کو پسپائی اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہ سوجھتی۔

شین شیاؤلیانگ کو کبھی اس طرح ہزیمت نہیں اٹھانی پڑی تھی۔ جب اس قسم کی ناقابل فہم جھڑپوں کا سلسلہ دراز ہوتا گیا تو وہ خود اپنا محاسبہ کرنے پر مجبور ہو گیا: "کیا میں نے کبھی اس لڑکی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہے؟ آخر اس کا رویہ اتنا سخت کیوں ہے؟"

اس دن دوپہر کے کھانے پر چاؤ تھاؤ اس کے ساتھ تھا۔ "تم اسے 'ناکارہ' کاہل اور گربہ چشم کہتے ہو' پھر اس میں حیرانی کی بات کیا ہے کہ وہ تم سے انتقام لے رہی ہے؟" "مسخرے" نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"لیکن کچھ دن پہلے تک تو سب ٹھیک ٹھاک تھا۔ یہ تبدیلی اب کیوں رونما ہوئی؟"

شین کا دماغ بالکل جواب دے گیا تھا۔

"ٹھیک ہے' یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔ تمہارا 'محکمۂ سراغ رسانی کا سربراہ' اس کیس کا سراغ لگائے گا۔" چاؤ تھاؤ اپنے اس خود ساختہ خطاب کا واقعی حق دار تھا۔ وہ ایک ذہین اور مستعد لڑکا تھا اور میلوں پر محیط کان کنی کے علاقے کے ہر گوشے اور ہر شخص سے واقف تھا۔

دو دن بعد چاؤ تھاؤ اپنی "رپورٹ" لے کر واپس آیا۔ "تم نے اس کے جذبات کو

ٹھیس پہنچائی ہے۔ " اس نے منہ بناتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بکواس! میں نے تو آج تک اس پر ذرا سی بھی توجہ نہیں دی۔ "

"ہا' ہا! یہی تو اصل وجہ ہے۔ لاؤ یانگ نے جو کلب میں کام کرتا ہے' مجھے بتایا ہے کہ تم اس کے ساتھ سرد مہری سے پیش آئے تھے۔ "

"میرے خدا! " شین کے سامنے پوری تصویر واضح ہوتی چلی گئی۔ لاؤ یانگ' دادی چھیاؤ کا شوہر تھا' دادی چھیاؤ کی "ڈائننگ ہال کی سب سے خوب صورت لڑکی " منگ پھنی تھی! کاش وہ اس وقت اس کا نام ہی پوچھ لیتا۔ وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے ہنسنے لگا' اور چاؤ تھاؤ کی پسلیوں میں انگلیاں چبھونے لگا۔ لیکن چند ہی لمحوں میں اس کا قہقہہ گھٹ کر رہ گیا اور وہ حیرت سے یہ سوچنے لگا کہ آخر اسے اس کی کون سی بات سے تکلیف پہنچی ہے۔ وہ کند ذہن نہیں تھا' لیکن زندگی بھر اس کا سبب تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے تو صرف یہی کہا تھا کہ وہ سیکشن چیفس' پارٹی سکریٹریوں اور ان کے بیٹوں کے لئے بنی ہے - - کیا اس کی ناراضگی کا سبب یہی ہے؟ نہیں' دادی چھیاؤ نے اسے یہ بات نہیں بتائی ہوگی۔ کیا اسے اس کے اس جملے سے تکلیف پہنچی تھی کہ "وہ یقیناً مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھے گی' اور میں اسے مرعوب کرنے کے لئے کسی با اثر آدمی کا سہارا نہیں ڈھونڈوں گا۔ " اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا: "اگر اسے ان ہی باتوں سے تکلیف پہنچی ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟ " پھر اس کی نظروں کے سامنے ڈائننگ ہال کی کھڑکی والا وہ منظر گھومنے لگا جب ان دونوں کے درمیان پہلی بار جھڑپ ہوئی تھی۔ اسے یاد آیا کہ اس کے چہرے پر خفگی اور بے زاری نمایاں تھی' اور پھر اس کی حالت زار دیکھ کر خوشی سے کھل اٹھی تھی۔ یہ صورت حال بڑی عجیب و غریب تھی اور وہ اس کی وجہ جاننے سے قاصر تھا۔

نوجوانو! یہ ڈینگ مارنے سے پہلے خوب اچھی طرح غور کر لیا کرو' کہ تم ایک نوجوان لڑکی کی پرزور محبت کے خلاف مزاحمت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ اب ذرا اپنے اس نمائندے شین شیاؤ لیانگ پر نظر ڈالو۔ اسے اپنے تصورات بے بنیاد محسوس ہونے لگے اور اس کے دل میں صنف نازک کے خلاف ایک طویل مدت سے پلنے والے تعصبات نے دم توڑ دیا۔ اسے وہ تمام واقعات یاد آئے جوان کی پہلی جھڑپ کے بعد رونما ہوئے تھے۔ اگرچہ ان کا کوئی ناقابل فہم پہلو نہیں تھا' لیکن وہ مسلسل ان پر غور کرتا رہا اور بار بار خود کو کوستا رہا' "میرا کوئی مستقبل نہیں ہے! میں ایک ناکارہ آدمی ہوں!"

اگلے دن جب وہ ڈمپلنگ سوپ خریدنے کے لئے چوتھی کھڑکی کی طرف جا رہا تھا' تو منگ پھئی پر نظر پڑتے ہی اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا' حالاں کہ اس کے آگے قطار میں اب بھی پانچ چھ آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے پہلے کی طرح لاتعلقی ظاہر کرتے ہوئے دو لیانگ ڈمپلنگ سوپ طلب کیا۔ لیکن وہ اپنے دل پر قابو نہ پا سکا اور کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کا سفید لباس اس پر خوب بچ رہا تھا' اور اس کے شانوں کے گداز خطوط بہت دل کش نظر آ رہے تھے۔ اس کے چمک دار' کھلے ہوئے بال بجلی کے پنکھے کی ہوا سے دھیرے دھیرے لہرا رہے تھے' اور ایک چھوٹی سی لٹ اس کی آنکھ کے سامنے بکھر گئی تھی۔ اس نے جلدی سے باوقار انداز میں دایاں بازو اٹھا کر اس لٹ کو درست کیا اور بائیں ہاتھ سے اس کے پیالے میں سوپ انڈیلنے لگی۔

"دو لیانگ' ۲۵ فین۔" ہمیشہ کی طرح اس نے پیالہ زور سے تختے پر رکھ دیا۔ اس کا نازک منہ بھنچا ہوا تھا' نچلا ہونٹ دھیرے دھیرے لرز رہا تھا' اور وہ بہ راہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ شین نے تیس فین کے کوپن نکال کر اسے دئے' جو اس نے لے

لئے۔ لیکن جب اس نے ایک ایک فین کے پانچ کوپن نکال کر اس کی طرف پھینکے تو وہ پنکھے کی ہوا سے اڑ کر اس کے پیالے میں جا گرے۔ "ہونہہ!" اس نے اپنی ناک سکیڑے ہوئے کندھے جھٹکے، اور زور زور سے ہنسنے لگی۔ پھر اس نے شرماتے ہوئے اپنی دو انگلیاں سوپ میں ڈال کر کوپن نکالے۔ "یہ صاف ہیں، فکر کی کوئی بات نہیں۔" وہ بولی۔ اس کی نظریں اب تک بےباکی کے ساتھ اس کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں، جیسے کہہ رہی ہیں، "تم میں جرات ہو تو مجھے برا بھلا کہو!" اور پھر ان میں ایک فاتحانہ چمک دکھائی دی، "تم جرات نہیں کر سکتے، کیوں؟"

اگر یہ واقعہ کچھ دن پہلے پیش آیا ہوتا تو شین شیاؤلیانگ اب تک گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہا ہوتا، لیکن آج•••

"اگر اس کی جگہ کوئی دوسری لڑکی ہوتی، تو•••" وہ بےبسی کے عالم میں ایک پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے منگ پھئی سے نئے کوپن لئے اور اپنا ڈمپلنگ سوپ اٹھا کر واپس آ گیا۔

پیچھے سے اسے اس کا قہقہہ سنائی دیا - - ایک ایسا قہقہہ جو دل کی گہرائیوں سے بلند ہوا تھا۔ اس نے اپنا چمچہ اٹھایا جو اس کی ناک سے جا ٹکرایا، اور وہ زیرِ لب بولا، "میں ایک ناکارہ آدمی ہوں۔"

اور وہ واقعی بالکل ناکارہ بن کر رہ گیا۔ اس کے بعد اس نے ڈائننگ ہال میں کبھی شور و غل نہیں کیا، کبھی کوئی ہنگامہ کھڑا نہیں کیا، بلکہ وہ چوہے کی طرح خاموشی کے ساتھ قطار میں کھڑا ہو کر کھڑکی کھلنے کا انتظار کرتا رہتا۔ جب وہ ڈیوٹی پر ہوتی تو قطار میں کھڑے ہوتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ یہ تبدیلیاں دوسروں کی نظروں سے اوجھل رہ سکتی تھیں، لیکن چاؤ تھاؤ کی

نظروں سے نہیں۔ "شیاؤ لیانگ' آج کل تم اس قدر شائستگی کا مظاہرہ کیوں کرتے ہو؟ آخر 'کاہل' ناکارہ' والا نعرہ کیوں نہیں لگاتے؟ ایک قطرہ شراب پیئے بغیر بھی تمہارا چہرہ سرخ رہتا ہے۔ " شین شیاؤ لیانگ' چاؤ تھاؤ کے چبھتے ہوئے جملوں سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ شین اپنا پیالہ اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتا تو چاؤ پوچھتا کہ کیا آج کھانا کچھ زیادہ ہی خوش ذائقہ ہے۔ اور اگر وہ اپنا ہیٹ اتارتا تو اسے یہ سوال سننا پڑتا کہ کیا اسے گرمی ستا رہی ہے۔ شین اپنا سوپ ختم کرتا تو چاؤ پیالے کی تہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا' "سب کچھ چاٹ جاؤ' اتنا خوش ذائقہ سوپ اور کہاں ملے گا! " شین اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہتا' "بکواس بند کرو اور مجھے تنہا چھوڑ دو! " لیکن چاؤ نے ابھی اپنا ترپ کا پتا تو پھینکا ہی نہیں تھا۔ "پیارے' اپنے راستے کیوں بند کرتے ہو؟ کچھ ہی عرصے بعد انہیں ایک بار پھر اپنے ' محکمہء سراغ رسانی کے سربراہ ' کی ضرورت محسوس ہوگی۔ "

اس کی پیش گوئی درست تھی۔ ایک صبح سائرن بجنے سے کچھ پہلے چاؤ تھاؤ دوڑتا ہوا آیا اور اچھل کر کان کی طرف جانے والی ٹرین پر سوار ہو گیا۔ اس نے شین شیاؤ لیانگ کو فخریہ لہجے میں بتایا کہ اس کے پاس ایک تازہ ترین 'چٹ پٹی خبر ہے۔ وہ شین کی ہیٹ پر اپنی چھوٹی کدال سے ضرب لگاتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں بولا' "شان دار! ••• واقعی شان دار ••• 'گربہ چشم' •••ہا'ہا' مزہ آگیا! " عام طور پر' چاؤ کے پاس کوئی خاص خبر ہوتی تو وہ شین کو اتنی دیر تک منتظر رکھتا کہ شین بے چینی سے اچھلنے لگتا' لیکن آج وہ سسپنس کی فضا پیدا کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ "یہ اعلیٰ درجے کی خبر ہے۔ "

"اچھا' اب بس بھی کرو۔ آج رات ریفرشمنٹ لاؤنج بند ہے۔ " عام طور پر چاؤ اپنی "برتر" حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شین کو ہر رات ریفرشمنٹ لاؤنج میں

گھسیٹ کر لے جاتا تھا' اور اس کے سامنے منگ پھئی کی ایک ایک ادا کے بارے میں تفصیلی رپورٹ پیش کرتا تھا۔

" آج رات کی ضیافت میرے ذمے۔ " چاؤ نے چٹکی بجاتے ہوئے وعدہ کیا۔

" آج منگ پھئی نے ہولیان کو کی طبیعت صاف کر دی! ••• پیارے دوست' یہ مت سمجھنا کہ یہ صرف تمہاری فتح ہے۔ نہیں' یہ ہم تمام کان کنوں کی فتح ہے۔ "

ہولیان کو لیبر اینڈ کیپیٹل سیکشن کے سربراہ' ہویو تھونگ کا بیٹا تھا۔ اس نے کام کا آغاز زیر زمین کان کن کی حیثیت سے کیا تھا' لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد اس کے باپ نے اسے "مدد" کے بہانے یان پے کان میں بھیج دیا تھا' اور اس کے ساتھ ہی اسے ایک افسر بھی بنا دیا تھا۔ دونوں کانیں ایک دوسری سے قریبی طور پر منسلک تھیں' اور ان کے سیکشن لیڈر بھی ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔

ہولیان کو' منگ پھئی کے پیچھے پڑا ہوا تھا؟ یہ شین شیاؤ لیانگ کے لئے ایک نئی خبر تھی۔

"اس نے فوڈ سیکشن کے ڈپٹی چیف سے کہا تھا کہ وہ منگ پھئی سے اس کا رشتہ طے کرا دے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کی کان کے منیجر کے دفتر کی ایک ٹائپسٹ نے کالج میں داخلہ لے لیا ہے اور اس کی اسامی خالی ہے ••• مطلب تو تم سمجھ ہی گئے ہو گے۔ لیکن تم یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس کے جواب میں منگ پھئی نے کیا کہا۔ "

" مجھے یقین ہے کہ وہ خوشی سے پھول کر کپا ہو گئی ہو گی۔ "

"احمق! تم نے بالکل غلط کہا! " چاؤ نے جھنجلاتے ہوئے اپنا ہاتھ ہوا میں لہرایا' "اس نے صرف ایک سادہ سا سوال کیا' ' اگر کل اس کا باپ مر گیا تو میں کیا کروں گی؟' ہا' ہا'

...''

اتنے میں سائرن بجنے لگا اور ٹرین چل پڑی۔ چاؤ اپنا منہ شین کے کان سے لگاتے ہوئے زور سے چلایا۔ ''اس نے یہ بھی کہا کہ وہ ہوسے اس لئے بھی شادی نہیں کرے گی کہ وہ ایک سیکشن چیف کا بیٹا ہے' اور یہ کہ اگر وہ کان کن ہوتا تو شاید وہ اس مسئلے پر غور کر سکتی تھی۔ شیاؤ لیانگ' یہ واقعی ایک اہم اشارہ ہے۔ ایک اہم اشارہ!'' اور وہ اپنی ٹانگیں ہوا میں چلاتے ہوئے ہنسنے لگا۔

''کتنی احمق ہے! وہ کار پر سائیکل کو' ایک گرد آلود' سیاہ چہرے کو دھلے دھلائے سفید چہرے پر ترجیح دینا چاہتی ہے!'' شین نے ایک سرد قہقہہ بلند کیا۔ وہ اس معاملے سے لاتعلقی ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

چاؤ اس سے اچھی طرح واقف تھا' ''مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔'' اس نے شین کو ٹھوکا لگایا' اور بلند آواز میں عوامی فوج آزادی کا یہ گیت گانے لگا: ''آگے بڑھو' آگے بڑھو' آگے بڑھو!'' ٹرین کے جھٹکوں سے اس کا جسم ادھر سے ادھر جھول رہا تھا۔

عام طور پر کام ختم ہونے کے بعد بھی شین کی آنکھوں اور ناک کی دونوں طرف بڑے بڑے سیاہ دھبے برقرار رہتے تھے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ منہ ہاتھ دھونے میں وہ زیادہ محنت نہیں کرتا تھا۔ تاہم' آج وہ تقریباً نصف گھنٹے تک شاور کے نیچے کھڑا ہوا گندگی کے خلاف جنگ کرتا رہا۔ سہ پہر کو وہ گھر واپس چلا گیا۔ لیکن شام کا کھانا کھانے کے لئے گھر پر ٹھہرنے کے بجائے اس نے اپنے پڑوسی سے کہا کہ وہ اس کی ماں کو یہ پیغام دے دے کہ اسے ''کان میں ایک ضروری کام'' ہے' اور یوں وہ واپس کان میں چلا آیا۔ وہ ''ضروری کام'' کیا تھا؟ ڈائننگ ہال میں کھانا کھانا' اور یہ بتانے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں کہ حسب معمول

چوتھی کھڑکی پر منگ پھٹی کی ڈیوٹی تھی۔ ڈنر کے بعد بھی وہ کھویا کھویا سا ڈائننگ ہال کے ارد گرد چکر لگاتا رہا۔ دس بجے وہ ایک بار پھر کوئی ہلکی پھلکی چیز کھانے کے بہانے ڈائننگ ہال میں گیا۔ ایک دن میں چار کھانے! اور اگر ڈائننگ ہال بند نہ ہو جاتا تو وہ پانچویں بار کھانے کے لئے بھی وہیں رکا رہتا۔ اور اس دن اس کی ماں نے اس کی سال گرہ کے لئے ضروری اشیا کی خریداری پر سہ پہر کا سارا وقت صرف کر ڈالا تھا!

چاؤ کی پیش گوئی کے مطابق، وہ "اہم اشارہ" ملنے کے بعد شین بہت بدل گیا تھا۔ پہلی بات یہ کہ اس دن کے بعد سے اس نے منگ کے لئے "گربہ چشم" کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ اب وہ شام کا کھانا بھی ڈائننگ ہال ہی میں کھاتا تھا۔ تیسری بات یہ کہ وہ اپنا کھانا ہمیشہ چوتھی کھڑکی سے خریدتا تھا۔ چوتھی بات یہ کہ کھانے کے دوران میں وہ کھویا کھویا سا بیٹھا رہتا اور خلا کو گھورتا رہتا۔ پانچویں بات یہ کہ اب وہ "زندگی بھر کنوارا" رہنے کا دعویٰ بھول چکا تھا۔ چھٹی بات... چاؤ اپنا سراغ رسانی کا کام پوری مستعدی سے انجام دے رہا تھا، اور وہ شین کا چہرہ دیکھ کر اس کے خیالات پڑھ لیتا تھا۔ "پیارے، تم تو بڑے نڈر ہوا کرتے تھے۔ اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے کیوں بیٹھے ہو؟ اگر تم میں جرات نہیں ہے تو تمہارا یہ دوست بے دھڑک اس کے پاس جا کر یہ سوال کرے گا کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے یا نہیں!" چاؤ کے تبصرے ہمیشہ کی طرح بروقت اور برمحل ہوتے تھے۔ شین کی دلیری غائب ہو چکی تھی، حالاں کہ وہ اس وقت اس کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ اس معاملے میں چاؤ اپنے دوست سے زیادہ فکر مند تھا۔ "اگر لڑکیوں سے دوستی کرنے کا مسئلہ درپیش ہو تو ہم کان کنوں کو اجتماعی طور پر کوشش کرنی چاہئے۔ اچھے ذہن کی لڑکی تلاش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔" پھر وہ اپنی آستینیں چڑھاتے ہوئے، جیسے میدان

کارزار میں جانے والا ہو' کہتا' "میرے چہرے اور میرے پیشے کو دیکھتے ہوئے میری شادی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میری قسمت میں زندگی بھر کنوارا رہنا لکھا ہے۔ لیکن میرے دوست' تم ایک اچھی بیوی حاصل کر سکتے ہو۔ تم خوب رو ہو' اور جس لڑکی کو یہ خوبی نظر نہ آئے وہ اندھی ہی ہو سکتی ہے۔" چاؤ صرف چند سالوں سے کان کن کی حیثیت سے کام کر رہا تھا' لیکن وہ پرانے اور انتہائی تجربہ کار کان کنوں کے انداز میں گفتگو کر رہا تھا۔ وہ بے غرضی کے ساتھ اپنے سب سے قریبی دوست کی بھرپور مدد کرنا چاہتا تھا۔

چند دن بعد' شین اور چاؤ کو ہفتہ واری تعطیل ساتھ ساتھ ملی۔ لنچ کے وقت چاؤ ذرا تاخیر سے ڈائننگ ہال میں آیا۔ اس وقت کسی بھی کھڑکی پر کوئی خریدار موجود نہیں تھا۔ وہ سیدھا چوتھی کھڑکی پر گیا' اور اپنا سر اندر گھساتے ہوئے بولا' "کیا میں تمہیں ایک مشورہ دے سکتا ہوں؟"

"اوں!" منگ پھئی نے از سرتا پا اس کا جائزہ لیا' جیسے کہہ رہی ہو' "تو کیا تم کوئی اچھا مشورہ دینے کی اہلیت رکھتے ہو؟ اس میں ضرور کوئی چال ہوگی!" تاہم اس نے صرف اتنا کہا' "اپنا مشورہ سیکشن لیڈر کے پاس لے جاؤ۔"

"نہیں' یہ ایک ذاتی مشورہ ہے۔ سنو' میں نے سنا ہے کہ تمہیں اچھا خاصا بونس ملا ہے۔ شین شیاؤ لیانگ کئی دن سے بیمار ہے' اور اس دوران میں اسے کھانے کے لئے کوئی خوش ذائقہ چیز نصیب نہیں ہوئی۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح دن میں کئی بار ڈائننگ ہال کے چکر لگاتا ہے؟"

"چلے جاؤ یہاں سے۔" منگ پھئی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "میں کسی بھی شخص کے لئے اپنی بساط سے بڑھ کر خدمت انجام دے سکتی ہوں' لیکن اس کے لئے نہیں۔ وہ بیماری ہی

کا مستحق ہے۔ "

"کیا تم واقعی یہی چاہتی ہو؟"

"ہاں، یہی چاہتی ہوں!" اس نے تیزی سے لیکن نرم لہجے میں جواب دیا، "جاؤ، جا کر اس سے کہہ دو کہ وہ اسی کا مستحق ہے۔ "

چاؤ نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اپنا پیالہ اٹھایا۔ وہ دل گرفتہ نظر آنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا، لیکن دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ اس نے جلدی جلدی اپنا کھانا ختم کیا، اور شین شیاؤلیانگ سے ملنے کے لئے اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

" آج اپنے قدم دروازے سے باہر مت نکالنا، سمجھے؟ سہ پہر کو کوئی اہم واقعہ پیش آنے والا ہے۔ "

"کیا؟ کیسا واقعہ؟"

" پارٹی سکریٹری تم سے ملنے کے لئے آ رہا ہے۔ "

"مجھ سے؟ آخر میں نے کیا کیا ہے؟"

"تم نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ پیارے، تمہاری قسمت تم پر مہربان ہے۔ کچھ دیر بعد تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ "

اس نے اپنی قمیص اتار دی، اور ٹی شرٹ پہنے ہوئے، قمیص کو ہوا میں لہراتا ہوا تیزی سے ایک قریبی بار میں گھس گیا۔ اس نے اپنے لئے ایک لیٹر بیئر اور ایک پلیٹ ساسیج کا آرڈر دیا، اور دل ہی دل میں کہنے لگا، "اگر وہ آج سہ پہر کو گھر میں نہ ٹکا، تو اسے میری دعوت کرنی پڑے گی۔ "

اور اس وقت منگ پھئی کیا کر رہی تھی؟ چاؤ کو بھگانے کے بعد وہ بہت دیر تک کھڑکی

کے سامنے کھوئی سی کھڑی رہی۔ تمام لڑکیاں بہت حساس ہوتی ہیں - - وہ لڑکوں کی آنکھوں میں چھپاہوا مفہوم پڑھ لیتی ہیں - - اور منگ پھئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھی۔ وہ شین کے دل کی ہلکی سی دھڑکن کو بھی محسوس کر سکتی تھی۔ شروع میں اسے یہ سوچ کر بہت خوشی ہوتی تھی کہ اس نے اس جیسے مغرور نوجوان کو مغلوب کر کے اپنا انتقام لے لیا ہے۔ یہ ایک شان دار کارنامہ تھا! لیکن اب پہلی بار اس کے ذہن میں ایک اور خیال گونجنے لگا' "میرے خدا! کس نے کسے مغلوب کیا ہے؟ میں یہ تمنا کیوں کرتی ہوں کہ وہ میری کھڑکی کے سامنے کھڑا ہوا کرے؟ ہر بار اس سے جھڑپ کرنے کے بعد مجھے یہ کیوں محسوس ہوتا ہے کہ میرا رویہ بہت سخت تھا؟ میں ہمیشہ یہ کیوں سوچتی رہتی ہوں کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے یا نہیں؟ ..." محبت بڑے پراسرار انداز میں حصار کھینچتی ہے' اور کوئی بھی شخص' خواہ وہ شاعر یا ماہر نفسیات ہی کیوں نہ ہو' محبت کی اتنی لطیف تعریف متعین نہیں کر سکتا' جتنی لطیف کہ وہ خود ہے۔ منگ پھئی کے دل میں شین شیاؤلیانگ کے لئے محبت کا ایک اتھاہ جذبہ پیدا ہو گیا تھا' لیکن اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس کا آغاز کب ہوا تھا۔ شاید اس وقت جب اس نے اسے ٹرین پر چاؤ تھاؤ سے گفتگو کرتے سنا تھا؟ اور اب یہ چاؤ تھاؤ کیا کر رہا ہے؟ منگ جانتی تھی کہ وہ شین شیاؤلیانگ کا سب سے قریبی دوست ہے' لیکن آسانی سے اس بات پر یقین نہیں کر سکتی تھی کہ شین واقعی بیمار تھا۔ اگر وہ واقعی بیمار ہے' تو کھانا کھانے کے لئے ڈائننگ ہال میں کیوں آتا ہے؟ "اگر خوش ذائقہ کھانا کھانے کی تمنا ہے تو گھر کیوں نہیں جاتے' دن میں تین چار بار ڈائننگ ہال میں کیوں آ دھمکتے ہو؟" وہ سوچنے لگی' ضرور وہ کسی الجھن میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا' اور ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ بکھر گئی۔ "اب تم کسی ہیرو کی طرح دکھائی نہیں دیتے' اپنے دوست کے ہاتھ پیغام بھجواتے ہو۔ مجھے تمہاری اس ' بیماری ' کا علاج

کر کے خوشی ہوگی!"

چاؤ کی ہدایت کے مطابق' اس سہ پہر کو شین شیاؤ لیانگ اپنے گھر پر پارٹی سکریٹری کا انتظار کرتا رہا۔ دستک ہوئی تو اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اس کے سامنے منگ پھنی کھڑی ہوئی تھی! اس کا ذہن چکرا گیا۔ بلاشبہ پارٹی سکریٹری کے بجائے اس لڑکی کی آمد اس کے لئے زیادہ خوش کن بات تھی' لیکن یہ ایک غیر متوقع واقعہ تھا! وہ ہڑبڑا کر رہ گیا' اور اس کی زبان نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

"ارے' یہ تم ہو ••• تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اسے اس سوال پر ندامت محسوس ہوئی -- یہ بڑی بداخلاقی تھی۔

منگ پھنی نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ ڈرائنگ روم میں ایک کرسی پر بیٹھ کر کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ "میں نے سنا ہے کہ تم بیمار ہو' کھانا بھی نہیں کھاتے اور تمہیں نیند بھی نہیں آتی۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"بکواس!" اسے اعتراف کرنے میں سبکی محسوس ہو رہی تھی' حالاں کہ واقعی ان دنوں اس کی بھوک اڑ گئی تھی۔ "میں مزے سے کھاتا ہوں اور گھوڑے بیچ کر سوتا ہوں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

منگ پھنی نے ناک چڑھاتے ہوئے چبھتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمہارے دوست چاؤ تھاؤ نے مجھے بتایا تھا کہ تم بیمار ہو۔ اس نے اس کا الزام ڈائننگ ہال پر ڈال دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہاں کا کھانا تمہیں اچھا نہیں لگتا ••• اسی لئے تم دن میں پانچ چھ بار وہاں جاتے ہو •••" وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم اس آدمی کی بات پر یقین کرتی ہو؟ وہ تو •••" اس نے اپنا جملہ مکمل نہیں کیا۔

دراصل وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ "وہ تو دنیا کے سب سے خوش و خرم جوڑے کے درمیان بھی طلاق کرا سکتا ہے۔" لیکن اس نے محسوس کیا کہ یہ ایک نامناسب بات ہوگی۔

"تو واقعی تم بیمار نہیں ہو؟" منگ پھئی کا دل چاہا کہ وہ اس کی پٹائی شروع کر دے۔

"میں نے خود کو زندگی میں اتنا مطمئن اور پر سکون کبھی محسوس نہیں کیا۔"

احمق کہیں کا! منگ پھئی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس صورت حال پر ہنسے یا روئے۔ اس نے بھی کاٹن مل کی لڑکیوں سے چند ترکیبیں سیکھ رکھی تھی: ایسے موقع پر انتہائی ضدی نوجوان بھی بات آگے بڑھانے کے لئے اس قسم کے جملے ضرور ادا کرتا ہے' "ان دنوں میں اچھی طرح نیند نہیں آتی۔" یا "آج کل میری بھوک اڑ گئی ہے۔" لیکن یہ آدمی ••• شاید اسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ وہ واپس جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ "ہونہہ! مطمئن! زندگی بھر کنوارا رہے گا۔ میں •••" بہ ہر صورت لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ نرم دل ہوتی ہیں۔ منگ پھئی اپنی جگہ بیٹھی رہی۔ اس کے چہرے پر ندامت کی سرخی بکھری ہوئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں' بے سوچے سمجھے حساب لگاتی رہی۔ "میں اسے دس منٹ اور دوں گی۔ اگر وہ ان جان بنا رہا تو میں چلی جاؤں گی اور اس سے کبھی بات نہیں کروں گی' ہونہہ! پھر وہ کیا کرے گا؟" لیکن دس منٹ گزرنے کے بعد اس نے خود سے کہا' "میں اسے پانچ منٹ اور دوں گی۔"

ادھر شین اور منگ پھئی بے چینی کے عالم میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے' اور ادھر باورچی خانے میں چھپے ہوئے دو افراد ان ہی کی طرح بے چینی میں مبتلا تھے۔ شین کی ماں بازار سے 'اپنی سہیلی' دادی چھیاؤ کے ساتھ واپس آچکی تھی۔ راستے میں شین کی ماں نے بوڑھی

عورت سے بار بار معذرت کی تھی، اور اپنے ضدی بیٹے کی جی بھر کے کوسا تھا۔ اس نے دادی چھیاؤ سے کہا تھا کہ وہ اس بات کا برا نہ مانے اور اس کے لئے دوسری لڑکی تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ دونوں عورتیں ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے دروازے پر آئیں، اور اندر آنے ہی والی تھیں کہ انہیں کسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔ دادی چھیاؤ نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور شین کی ماں سے کہا، "میرے خدا! ہم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ تمہارا بیٹا تو اپنا رشتہ خود طے کر سکتا ہے۔"

"کر سکتا ہے؟ کس سے؟"

"منگ کی بیٹی سے، وہی جس کا ذکر میں نے پچھلی بار کیا تھا۔ بہت دل چسپ بات ہے۔۔۔ ایسا لگتا ہے کہ کسی طرح ان دونوں نے خود ہی ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر لیا۔" دادی چھیاؤ اپنا پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگی۔

شین کی ماں کھڑکی کے قریب آکر یہ منظر دیکھنا چاہتی تھی، لیکن دادی چھیاؤ اسے کھینچ کر باورچی خانے میں لے گئی۔ "انہیں پریشان مت کرو۔ ہم بوڑھی عورتوں کو ذرا دور ہی رہنا چاہئے۔"

اس طرح دونوں عورتیں باورچی خانے میں جا چھپیں، اور جب تک ان کی قوت برداشت نے ساتھ دیا، وہ باہر نہیں نکلیں۔ یہ گرمی کا موسم تھا، اور باورچی خانے میں بڑا حبس تھا۔ تاہم شین کی ماں کے لئے زیادہ پریشان کن وہ خاموشی تھی جو لڑکی کے قہقہے کی آواز کے بعد اب تک نہیں ٹوٹی تھی۔ اس نے دادی چھیاؤ سے اصرار کیا کہ انہیں وہاں جا کر اصل صورت حال معلوم کرنی چاہئے، "تم نہیں جانتیں کہ میرا بیٹا کتنا گھامڑ ہے۔ ہم یہاں چھپے رہیں گے، اور وہ وہاں اس لڑکی کو دق کرتا رہے گا۔۔۔" آخر اس کے اصرار اور باورچی خانے

کی گھٹن سے گھبرا کر دادی چھیاؤ باہر آنے پر تیار ہو گئی۔

دونوں بوڑھی عورتیں کمرے میں داخل ہوئیں' اور بوجھل خاموشی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ چند تمہیدی الفاظ کے بعد دادی چھیاؤ اصل موضوع پر آگئی' اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے چہرے سرخ ہو گئے' "شیاؤ لیانگ' پچھلی بار تم نے بڑے غرور کے ساتھ کہا تھا کہ زندگی بھر کنوارے رہو گے' لیکن تم نے مجھ سے ایک راز چھپائے رکھا۔ تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں ایک اتنی بد صورت لڑکی چاہئے کہ اس کی دادی بھی اس سے محبت نہ کرتی ہو۔ کیا تمہارے خیال میں منگ جیسی خوب صورت لڑکی تمہاری طرف دوسری نظر ڈالنا گوارا کرے گی..."

"آپ کس کے بارے میں گفتگو کر رہی ہیں' دادی چھیاؤ؟" شیاؤ لیانگ نے اسے روکنے کے لئے تیوریاں چڑھاتے ہوئے کہا۔

"تیوریاں چڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں معاملہ صاف کر کے رہوں گی۔" پھر دادی چھیاؤ منگ کی طرف مڑتے ہوئے بولی' "سچی بات یہ ہے کہ شیاؤ لیانگ میں صرف ایک خامی ہے' یہ بہت ضدی ہے۔ دیکھو' میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ یہ دراز قامت اور وجیہہ ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے کے لئے بنے ہو..."

منگ پھٹی پھٹی نظروں سے شیاؤ لیانگ کی طرف دیکھتی رہی' پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ آخر وہ کرتی بھی کیا' وہ تو مسکراتا ہوا چہرہ لے کر پیدا ہوئی تھی!

ادھر دادی چھیاؤ دونوں کے درمیان فضا ساز گار کرنے کی کوشش کر رہی تھی' ادھر شین کی ماں خوشی سے سرشار' لڑکی کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

"یہ مناسب بات نہیں ہے کہ دو نوجوان محبت کرنے والے اس حبس زدہ کمرے

میں بیٹھے رہیں، خاص طور پر آج کے دن، جب باہر موسم اتنا خوش گوار ہے اور کلب میں فلم بھی دکھائی جانے والی ہے••• " دادی چھیاؤ نے تحکم آمیز لہجے میں کہا، "کلب جا کر میرے شوہر سے کہو کہ تمہیں میں نے بھیجا ہے۔ وہ تمہارے لئے دو نشستوں کا انتظام کر دے گا۔"

دادی چھیاؤ کا لہجہ اس قدر تحکم آمیز تھا کہ وہ اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتے تھے، یا وہ دونوں خود بھی باہر جانے کے لئے بے تاب تھے۔ خیر، اس کی وجہ کچھ بھی رہی ہو، ان دونوں نے شرماتے ہوئے اپنی اپنی چھتری اٹھائی اور باہر نکل گئے۔ دادی چھیاؤ واقعی گفتگو کرنے میں طاق تھی - - یہ ایک خوش گوار دن تھا اور باہر بوندا باندی ہو رہی تھی۔

دادی چھیاؤ دیر تک خوش ہوتی رہی۔ "کل پارٹی سکریٹری لی میرے پاس آیا تھا، اس نے کہا تھا، ' دادی چھیاؤ ' میں نے سنا ہے کہ آج کل تم دھڑا دھڑ رشتے طے کرا رہی ہو۔ ' میں سمجھی کہ وہ مجھ پر تنقید کرنا چاہتا ہے، اس لئے میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا، ' سکریٹری لی، کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے؟ ' وہ ہنس پڑا، ' غلطی؟ ہمارے اتنے سارے نوجوان چار جدید کاریوں کے لئے جان توڑ محنت کر رہے ہیں، لیکن لڑکیاں ان پر نظر تک نہیں ڈالتیں۔ تمہیں ان کے لئے کچھ کرنا چاہئے۔ ان نوجوانوں کے دل سونے کے ہیں••• ' آہ، میں یہ کام کرنے کے لئے کس قدر بے تاب ہوں! کل رات میں نے اپنے شوہر سے کہا تھا، ' ہمیں مشترکہ کوشش کرنی چاہئے، اس کے لئے تمہیں اپنے کلب کا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میں کسی جوڑے کو تمہارے پاس بھیجوں تو اسے فلم کے ٹکٹ ضرور ملنے چاہئیں۔ ' کسے معلوم تھا کہ پہلا جوڑا شیاؤ لیانگ اور منگ پھنئی کا ہو گا!"

دادی چھیاؤ چہچہاتی ہوئی مڑی تو اس نے دیکھا کہ شین کی ماں خوشی کے آنسو بہا رہی ہے۔ "ارے، تمہیں کیا ہو گیا؟"

"میں یہ سمجھتی تھی کہ شیاو لیانگ اپنے پیشے کی وجہ سے تمام عمر کنوارا رہے گا۔ یہ لڑکی ایک بہت بڑی دریافت ہے۔"

ادھر دونوں بوڑھی عورتیں باتیں کرنے میں مصروف تھیں' اور ادھر منگ پھئی اور شین شیاؤلیانگ دریائے یونگ تینگ کے کنارے' سڑک پر ٹہل رہے تھے۔

"کیا ہم دادی چھیاؤ کا کچھ نہیں کر سکتے؟" شین نے ہنستے ہوئے کن انکھیوں سے منگ پھئی کی طرف دیکھا۔ منگ پھئی پلٹ کر اسے گھورنے لگی:

"اصل مسئلہ تم ہو۔"

"میں؟ میرے اندر کیا خرابی ہے؟"

"تمہارا رویہ بہت برا تھا۔"

"رویہ برا تھا؟"

"خود ہی غور کرو..."

وہ چند لمحوں تک سر کھجاتا رہا' جیسے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ منگ پھئی نے رکتے ہوئے کہا' "یہاں آؤ!"

شین حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک قدم آگے بڑھا۔ "اب تم میرے ساتھ کون سی چال چلنے والی ہو۔" اس نے پوچھا' "تم میرے ساتھ کیا کرنے والی ہو؟"

"تمہاری قسمت اچھی ہے کہ میں نے تم سے معافی مانگنے کو نہیں کہا۔"

"آخر میرا قصور کیا ہے؟"

"تم میرے بارے میں کیسی گندی باتیں کرتے تھے۔ چلو' بتاؤ!"

"کوئی گندی بات نہیں کرتا تھا۔"

"مجھ سے جھوٹ مت بولو!"

"اچھا' میں کیا کہتا تھا؟ کوئی اشارہ تو دو۔"

"میری آنکھوں کے متعلق..."

"تمہاری آنکھیں' تمہاری آنکھیں..." شین نے گردن جھکاتے ہوئے آنکھیں مچمچائیں اور شرارت آمیز انداز میں ہنسنے لگا۔ اس نے کن انکھیوں سے اس کی خوب صورت آنکھوں کی طرف دیکھا۔ "میں یہ کہتا تھا کہ تم 'غزال چشم' ہو' ورنہ یہ آنکھیں میرے اندر خوب صورتی کیسے تلاش کرتیں؟"

"ہا' اپنے منہ میاں مٹھو! تم خوب صورت ہو؟ کیا چہرہ پایا ہے؟ تم زرافے کی طرح بے ڈھنگے ہو۔" پھر اچانک وہ ہنستے ہوئے بولی' "لیکن اس کے باوجود ایک چیز تمام خامیوں کی تلافی کر دیتی ہے..."

"وہ کیا ہے؟"

وہ اس کے قریب آئی' اور اپنا منہ اس کے کان کے پاس لاتے ہوئے بولی' "تم میری پسند کے عین مطابق ہو۔"

لیو فوتاؤ

لیو فو تاؤ

لیو فو تاؤ ۱۹۴۰ء میں صوبہ ءہوپئی کی کاؤنٹی' ہان یانگ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۹ء میں گریجویشن کرنے کے بعد انہوں نے پہلے ایک پرائمری اسکول اور پھر ایک مڈل اسکول میں معلمی کے فرائض انجام دئے۔ پھر انہوں نے چند سال تک فوج کے ایک اخبار میں رپورٹر کی حیثیت سے کام کیا' اور ۱۹۷۱ء میں وہ ادبی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے۔ ۱۹۷۹ء میں وہ ایک کل وقتی ادیب بن گئے اور اسی سال انہیں چینی ادیبوں کی انجمن کا رکن بنالیا گیا۔

۱۹۷۲ء سے ان کی متعدد تحریریں جن میں افسانوں کے علاوہ انشائیے بھی شامل ہیں' منظر عام پر آچکی ہیں۔ ان میں سے ان کی دو کہانیوں "نیلا تا پے پہاڑ" اور "عینک" کو جو ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئیں' قومی سطح پر "بہترین افسانے" کا انعام مل چکا ہے۔

جنوبی جھیل اور چاند

لیو فوتاؤ

(۱)

چند سال پہلے جنوبی جھیل کے موڑ کے گرد پھیلی ہوئی زمین پر صرف ایک سرکاری کارخانہ تھا، جس کا نام اوہان تھرڈ فارماسوٹیکل فیکٹری تھا۔ تاہم، گزشتہ چند سالوں کے دوران میں فضا میں آلودگی کے خلاف شدید احتجاج کے نتیجے میں ایک ایک کر کے شہر کے متعدد کیمیکل پلانٹ یہاں منتقل کر دیے گئے۔ اس طرح اب یہ علاقہ کیمیاوی صنعت کے مرکز میں تبدیل ہو چکا ہے۔

یہ کس قسم کے کارخانے ہیں؟ کولتار کی بل کھاتی ہوئی سڑک کے مشرقی پہلو میں سائن بورڈوں کی ایک قطار نظر آئے گی، جو راہ گیروں کو ان کارخانوں کے محل وقوع سے آگاہ کرتے ہیں: جنوب وسطی کیمیکل فیکٹری، سرخ پرچم کیمیکل پلانٹ، اسپارک کیمیکل فیکٹری، وغیرہ وغیرہ۔ ان کے نام بہت شان دار اور پرکشش ہیں۔ لیکن در حقیقت یہ "سڑک چھاپ"

ورک شاپ ہیں، جن میں سے ہر ایک میں تقریباً سو ملازمین کام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگ انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور انہیں کارخانے کا نام دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اس اعزاز کے مستحق نہیں ہیں۔ تاہم، ان کارخانوں کو بہت تیزی سے فروغ حاصل ہو رہا ہے اور ان کی متعدد مصنوعات کا وسطی اور جنوبی چین میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ اسپارک کیمیکل فیکٹری کی مثال لیجئے۔ یہ دیکھنے میں خستہ حال ہے، اور کوئی بھی شخص اسے زیادہ اہمیت نہیں دے سکتا۔ لیکن یہ مختلف اقسام کی متعدد مصنوعات تیار کرتی ہے، جیسے رد ضعف محلول، فیرک کلورائڈ، فیرس کلورائڈ، اور سویا بین ساس کی بوتلوں کے لئے ربڑ کے چھوٹے ڈھکن۔ ان مصنوعات کی سالانہ پیداواری مالیت دس لاکھ یوان سے بھی زیادہ ہے۔ صرف اس کا تیار کردہ فیرک کلورائڈ ہی پورے اوہان شہر کے لئے تقطیر آب کے ایک ناگزیر عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس چھوٹی سی "سڑک چھاپ" فیکٹری کا پورا نام "اسپارک کیمیکل فیکٹری، لائن اسٹریٹ، ضلع اوچھانگ، شہر اوہان" ہے، لیکن اس کی سرکاری مہر پر قصداً "لائن اسٹریٹ" کے الفاظ شامل نہیں کئے گئے ہیں۔ اس کی منظوری لینے کے لئے فیکٹری کی پارٹی سکریٹری، وان کو افسران بالا کے سامنے وضاحت پیش کرنی پڑی تھی۔ اس نے کہا تھا، "ہماری فیکٹری کے نوجوان کارکن بہت پریشان ہیں، کیوں کہ اگر وہ لڑکیوں سے دوستی کرنا چاہتے ہیں، تو وہ 'سڑک چھاپ فیکٹری' کے الفاظ سنتے ہی انہیں مسترد کر دیتی ہیں۔ مزید بر آں، یہ الفاظ کاروباری معاملات میں بھی سازگار ثابت نہیں ہوتے۔ اگر ہمارے خطوط میں یہ الفاظ شامل ہوں گے تو لوگ انہیں سنجیدگی سے پڑھنا بھی گوارا بھی نہیں کریں گے۔" بہ ظاہر یہ بے معنی باتیں تھیں، لیکن سکریٹری وان کی پر خلوص وضاحت میں خاصا وزن موجود تھا۔ چناں چہ نوجوان کارکنوں کے "رومانوی مفادات"، اور اس سے بھی

بڑھ کر فیکٹری کے مستقبل کی خاطر، متعلقہ حکام نے اظہار رضامندی کے طور پر خاموشی اختیار کرلی تھی۔ تو کیا فیکٹری کے مرتبے میں اضافہ، جس کا اظہار کم از کم اس کی مہر میں ضرور ہوتا تھا، اس کے لئے ممد ثابت ہوا؟ جب کبھی فیکٹری کسی قسم کا سامان خریدنا چاہتی تو اس کے نمائندوں کو ہر بار لوگوں کی منت سماجت کرنی پڑتی اور اپنی ضرورت کی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے خاصے پاپڑ بیلنے پڑتے، جیسے وہ ان سے کوئی رعایت طلب کر رہے ہوں۔ اس بے چارگی کی ایک وجہ یہ حقیقت بھی تھی کہ ان کی مصنوعات، عمدہ ہونے کے باوجود، گھریلو استعمال میں نہیں آتی تھیں، اور نہ ہی انہیں تفریحی مشاغل میں استعمال کیا جاسکتا تھا۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ ان مصنوعات کے نام سنتے ہی لوگ گھبرا جاتے تھے: کیا ان مصنوعات میں کسی قسم کا زہریلا مادہ تو شامل نہیں ہوتا؟

صورت حال کچھ ایسی ہی تھی۔ اب پچاس سالہ سکریٹری وان ایک اور مسئلے سے دوچار تھی۔ وہ لوگ فیرک کلورائڈ کے محلول کو جو فیکٹری کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ تھا، ٹھوس شکل میں تیار کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لئے ایک تین منزلہ ورک شاپ تعمیر کی جاچکی تھی اور اس میں تمام ضروری آلات بھی نصب کر دئے گئے تھے۔ لیکن فیکٹری کو ایک بوائلر مطلوب تھا جو کسی بھی طرح دست یاب نہ ہوسکا۔ سکریٹری وان کا کہنا تھا کہ "آگ ہماری پلکوں کو جھلسا رہی ہے!" واقعی یہ ایک بہت تکلیف دہ صورت حال تھی۔

سکریٹری وان کی خصوصیات کا عکس کس طرح پیش کیا جانا چاہئے؟ اسے پارٹی کادر کی حیثیت سے دیکھنا غلط نہ تھا، لیکن وہ ایک گھریلو عورت بھی۔ اس کا طریقہء کار کسی ٹھوس تھیوری کی بنیاد پر شکل پذیر نہیں ہوتا تھا، تاہم عملی طور پر ہمیشہ موثر ثابت ہوتا تھا۔ جب فیکٹری کسی مسئلے سے دوچار ہوتی تو وہ ایک دو منٹ اسٹیل کا لمبا ٹکڑا بجاکر، جسے "گھنٹی" کہا جاتا تھا،

تمام کار کنوں کو طلب کر لیتی تھی۔ پھر وہ سارا مسئلہ ان کے سامنے پیش کر دیتی اور ان سے کہتی کہ وہ اپنی تجاویز دیں۔ مزدور واپس جا کر اپنے گھر والوں سے مشورہ کرتے۔ اگر ضروری ہوتا تو وہ اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو بلا لیتے یا مختلف اداروں اور بڑی فیکٹریوں میں جا کر اپنے واقف کاروں سے مدد طلب کرتے۔ زبانی وعدہ حاصل کرنے کے بعد ایک رسمی خط جاری کر دیا جاتا' جس پر فیکٹری کی مہر ثبت ہوتی تھی۔ عام طور پر' فیکٹری کی ضرورت کا سامان جلد از جلد حاصل کرنے کے لئے سکریٹری وان کو خود جا کر متعلقہ لوگوں سے ملنا پڑتا تھا۔ لیکن اس بار تمام ممکنہ کوششوں کے باوجود انہیں کہیں سے بوائلر دست یاب نہ ہوا۔ آخر بعض کارکن ایک اہم خبر لے کر آئے: چیانگ نان نیو واٹر ورکس نے حال ہی میں ایک نیا بوائلر خریدا تھا۔ ان کا پرانا' چھوٹا بوائلر رہائشی عمارت کے احاطے میں پڑا ہوا تھا۔ فوری طور پر ایک نمائندے کو رابطہ قائم کرنے کی غرض سے وہاں بھیجا گیا' لیکن واٹر ورکس نے پرانا بوائلر فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ انہیں اب بھی اس کی ضرورت ہے۔ چند دن کے بعد "سڑک چھاپ" فیکٹری کے کارکنوں کو معلوم ہوا کہ اگر اسسٹنٹ منیجر یوان' جو واٹر ورکس میں سامان رسد کا انچارج تھا' آرڈر پر دستخط کرنے پر رضامند ہو جائے تو تعارفی خط بھیج کر بلکہ اس کے بغیر ہی بوائلر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چناں چہ اس اطلاع کے پیش نظر ایک حکمت عملی وضع کی گئی: ظاہر ہے' کسی شخص کو جا کر اسسٹنٹ منیجر یوان سے ملاقات کرنی تھی۔ لیکن چوں کہ اس تک رسائی آسان نہ تھی' اس لئے کوئی بھی شخص اس مشن پر جانے کو تیار نہیں تھا۔

ٹن' ٹن' ٹن' ... سکریٹری وان نے ایک بار پھر "گھنٹی" بجائی۔ اس نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص یہ ذمے داری لینے کو تیار ہے؟ لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ تمام کارکن

خاموشی سے اس کی طرف دیکھتے رہے۔

"اس طرح میری شکل دیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ بتاؤ کہ اب کیا کیا جائے؟"

"مجھے کوشش کرنے دو۔" اچانک کسی نے مدھم سی آواز میں کہا۔

عام حالات میں کوئی بھی شخص اس آدمی کو کوئی اہمیت نہ دیتا۔ لیکن سکریٹری وان اور اس کے کارکن مدد حاصل کرنے کے لئے اس قدر بے تاب تھے' جیسے کوئی بھوکا شخص چاول حاصل کرنے کے لئے بے تاب ہوتا ہے۔ جو کوئی بھی اس کام کو قبول کرتا' وہ اسے اپنا نجات دہندہ سمجھتے۔ تاہم' جب ان کی نظر اس آدمی پر پڑی تو وہ حیران رہ گئے۔

اس نوجوان "رضاکار" کا نام کہ تھینگ تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہر شخص کی نظریں اس پر گڑی ہوئی ہیں' تو اس کا زرد چہرہ فوراً سرخ ہو گیا۔ وہ دراز قامت تھا' اور اس کے قد کی اونچائی ۱۸۵ء امیٹر تھی۔ بلاشبہ' اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ' جا کر کوشش کرو۔ بہ ہر حال... بہ ہر حال... تمہیں یہ بوائلر ہر قیمت پر حاصل کرنا ہو گا۔" سکریٹری وان اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اس سے بالکل متاثر نہیں تھی' بلکہ وہ تو یہ کہنا چاہتی تھی کہ "چوں کہ کسی دوسرے نے اپنی خدمات پیش نہیں کیں' اس لئے تم ہی سہی۔ لیکن میں تم سے کسی معجزے کی توقع نہیں رکھتی..."

اگرچہ کہ تھینگ کے پاس کوئی باوقار عہدہ یا خطاب نہیں تھا' لیکن وہ ایک ماہر ٹیکنیشن تھا' اور اس کی کارکردگی کے پیش نظر اسے فیکٹری میں مستحسن نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ سالڈ فیرک کلورائڈ ورک شاپ جس کا پیداواری عمل بہت جلد شروع ہونے والا تھا' جدید طرز کی ایک بڑی ورک شاپ تھی۔ اس کی تعمیر و تنصیب کا خاکہ' اور تیکنیکی طریقہ اسی

نوجوان نے مرتب کیا تھا' حالاں کہ اس نے کسی بھی ٹیکنیکل کالج میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ دراصل اس نے جو راستہ اپنایا تھا' چین کے شہروں میں رہنے والے بیش تر نوجوان کم و بیش یہی راہ عمل اختیار کرتے ہیں: سینئر مڈل اسکول سے فارغ التحصیل ہونے کے فوراً بعد اسے دو سال کے لئے دیہی علاقے میں بھیج دیا گیا تھا' اور پھر واپس آنے کے بعد وہ ایک "سڑک چھاپ" فیکٹری میں ملازم ہو گیا تھا۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے یہ ایک مخصوص طریقۂ کار تھا' اس لئے کہ اس کے پاس کوئی دوسری راہ نہیں تھی۔ تاہم' اپنی آمد کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں کہہ تھینگ نے فیکٹری کے متعدد تیکنیکی مسائل حل کر دیئے۔ "جب کوئی نئی ٹیکنالوجی اپنائی جاتی تو اس سلسلے میں اسی پر انحصار کیا جاتا۔ وہ ہمیشہ نئے آلات اور ہدایات کا غور سے جائزہ لیتا' اور متواتر تجربات کرتا رہتا حتیٰ کہ اسے ان پر مکمل عبور حاصل ہو جاتا۔ اس نے کبھی اپنے ساتھیوں کو مایوس نہیں کیا۔ فیکٹری کے تمام پرانے کارکن اس کی صلاحیتوں کے معترف تھے' اور نوجوان بھی اسے ایک غیر معمولی آدمی قرار دیتے تھے۔ تاہم افسوس ناک بات یہ تھی کہ راست باز اور فرض شناس ہونے کے باوجود وہ ضرورت سے زیادہ شرمیلا تھا۔ اس کے ذہن میں بہت سے خیالات ابھرتے رہتے تھے اور وہ لوگوں کے قریب جانے کی آرزو رکھتا تھا' لیکن الفاظ ہمیشہ اس کا ساتھ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسے میں پرانے کارکنوں کو یہ دیکھ کر حیرت کیوں نہ ہوتی کہ یہ شرمیلا نوجوان' جس نے کبھی فیکٹری کے لئے بیرونی رابطے کا کام سرانجام نہیں دیا' مطلوبہ بوائلر حاصل کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کر رہا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ خود کہہ تھینگ بھی مخمصے میں پڑا ہوا تھا' اور اسے اپنی کامیابی کا یقین نہیں تھا۔

(۲)

آیئے' اب کچھ اور باتیں کرتے ہیں۔ او چھانگ کے پر رونق کاروباری مرکز میں بعض اوقات دو انتہائی حسین و جمیل لڑکیاں گھومتی پھرتی نظر آتی تھیں۔ وہ دونوں ایک جیسے لباس پہنتی تھیں' دونوں کے بال شانوں تک کٹے ہوتے تھے اور وہ قد و قامت کے اعتبار سے بھی یکساں تھیں' تقریباً ۱٫۷۲ میٹر۔ سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر خواہ کتنی ہی بھیڑ کیوں نہ ہوتی' وہ ہمیشہ ساتھ ساتھ' بانہوں میں بانہیں ڈالیں گھوما کرتی تھیں۔ وہ دراز قامت اور پر کشش تھیں' اس لئے بہت جلد لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتی تھیں۔ خود سر اور مغرور لڑکے بھی انہیں دیکھ کر مرعوب ہو جاتے تھے اور ان کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے۔ ان میں سے گول چہرے والی لڑکی کا نام لی لو اور بیضوی چہرے والی لڑکی کا نام یوان شیا تھا۔ دونوں ایک زمانے میں ایک ہی اسکول میں پڑھا کرتی تھیں۔ اگرچہ وہ مختلف جماعتوں میں تھیں' لیکن ان کے یکساں قد و قامت' مشترکہ رجحانات اور دل چسپیوں نے انہیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا تھا۔ قریبی سہیلیوں کی حیثیت سے' ان کے پاس گفتگو کے بہت سے موضوعات ہوتے تھے۔ وہ اپنے رومانوی معاملات میں بھی ایک دوسرے سے مشورے لیا کرتی تھیں۔ محبوب کے بارے میں ان کی بنیادی شرط یہ تھی کہ اس کا قد ۱٫۸۵ میٹر سے کم نہیں ہونا چاہئے۔ واقعی' بہت سخت مطالبہ تھا! اس زمانے میں جب کہ ملک بھر میں دراز قامت افراد کی شرح زیادہ بلند نہیں تھی' ۱٫۸۵ میٹر قد کا نوجوان ڈھونڈنا آسان کام نہیں تھا' جوان کا ہم عمر ہوتا اور اسی شہر

میں آباد ہوتا۔ پھر ایسے میں دوسرے پہلوؤں ' جیسے خاندانی پس منظر ' پیشے اور ماہانہ تن خواہ کا تو ذکر ہی بے معنی نظر آتا ہے۔ انہوں نے آپس میں یہ طے کر رکھا تھا کہ وہ صرف ایک دوسرے کے مشوروں کو اہمیت دیں گی اور اپنے والدین یا رشتہ طے کرانے والے لوگوں کی باتوں یا ہدایات پر توجہ نہیں دیں گی۔ مثال کے طور پر ' اگر کوئی لی لو سے کسی لڑکے کا تعارف کراتا تو یوان شیا بڑی باریکی سے اس کا جائزہ لیتی۔ اگر اس کی ناک پھڑکنے لگتی تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ وہ نفرت کا اظہار کر رہی ہے ' اور کہہ رہی ہے ' "اوہ ' کتنا بدصورت ' بونا آدمی ہے!" چناں چہ علامت دیکھتے ہی لی لو کے تاثرات تبدیل ہو جاتے اور اس بے چارے نوجوان کی توقعات دم توڑ دیتیں۔

میں نے اوپر ذکر کیا تھا کہ دونوں سہیلیاں اکثر بازار میں ساتھ ساتھ گھوما کرتی تھیں۔ یہ چھ ماہ پہلے کا واقعہ تھا۔ اب لی لو کو ایک دوست مل چکا تھا ' جس کی "منظوری" یوان شیا نے دی تھی۔ جمعے کے دن لی لو اور اس کے دوست کی چھٹی ہوتی تھی ' اس لئے یوان شیا پہلے کی طرح لی لو کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لی لو اپنے دوست کے ساتھ اس سے ملنے آتی رہتی تھی ' لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ محض پاس داری کی خاطر اس کے پاس آتے ہیں: تاکہ اسے یہ احساس نہ ہو کہ وہ اس سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ تاہم جب یوان شیا انہیں رخصت کرنے باہر آتی اور یہ دیکھتی کہ وہ کس طرح خوشی کے رنگ میں نہائے ہوئے ' سائیکلوں پر کاندھے سے کاندھا ملائے چلے جا رہے ہیں ' تو وہ اس منظر کے سحر میں ڈوب کر رہ جاتی۔

یوان شیا کی ماں اکثر اسے سمجھایا کرتی کہ وہ اپنی شرائط میں کچھ لچک پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ کوئی ایسا نوجوان کیوں نہیں پسند کر لیتیں جس کا قد تمہارے برابر یا کچھ چھوٹا ہو؟ لیکن

یوان شیا اور لی لو دونوں ہی اس تجویز کی شدت سے مخالفت کرتی تھیں۔ ایک بار یوان شیا کی ماں نے اس سے کہا، "اپنے پاپا کی طرف دیکھو۔ ان کا قد میرے قد سے چھوٹا ہے، لیکن مجھے اس سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔" یوان شیا نے اپنی ماں کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا، "آپ چاہتی ہیں کہ دوسرے بھی آپ جیسے ہو جائیں!" پھر اس نے چند مختصر الفاظ میں بتایا کہ اس کا شوہر کیسا ہونا چاہئے۔ ایک دراز قامت، راست باز نوجوان۔ اس نے واضح طور پر اعلان کر دیا کہ وہ اس سے کم پر کبھی رضامند نہیں ہوگی۔ اس کا باپ غصے میں آ گیا، اور اس نے سخت لہجے میں کہا، "کیا تمہیں سیاسی معیار کو اولیت نہیں دینی چاہئے؟" یوان شیا نے تنک کر کہا، "اچھا، تو پھر میں کہتی ہوں کہ ایک راست باز، دراز قامت نوجوان۔ اب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟"

یوان شیا سرکاری تھرڈ فارماسوٹیکل فیکٹری میں کام کرتی تھی اور روزانہ سائیکل پر آیا جایا کرتی تھی۔ موسم بہار میں، مارچ کے مہینے میں، ایک دن وہ فیکٹری سے گھر واپس آ رہی تھی تو راستے میں اسے خیال آیا کہ کیوں نہ لی لو سے ملتی جائے۔ سڑک جنوبی جھیل کے پشتے کے ساتھ ساتھ بل کھاتی ہوئی گزرتی تھی۔ جھیل پر شام کے سورج کی ترچھی کرنیں پڑ رہی تھیں اور اس کی لہروں پر طلائی رنگ بکھرا ہوا تھا۔ پانی میں سبز پہاڑوں کا عکس صاف نظر آ رہا تھا۔ یوان شیا کئی "بدصورت بونوں" کو پیچھے چھوڑتی ہوئی، قریب اور دور کے مناظر پر نظر دوڑاتی ہوئی خوش خوش سائیکل پر سوار چلی جا رہی تھی۔ اچانک وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ ایک آدمی جو "ققنس۔ ۱۸" مارکا کی سائیکل پر سوار تھا، اسے پیچھے چھوڑتا ہوا تیزی سے آگے نکل گیا۔ اس نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی اور جلد ہی اس سے آگے نکل گئی۔ اس نے سر گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا، وہ سائیکل سوار ایک دراز قامت آدمی تھا، تقریباً لی لو کے دوست جتنا اونچا۔ یقیناً

یہ ایک دل چسپ بات تھی۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا کہ وہ اس سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے یا نہیں۔ دراصل یہ نوجوان کہ تھینگ ہی تھا، جو کام ختم کرنے کے بعد گھر واپس جا رہا تھا۔ یوان شیا کی یہ حرکت اس کی توہین کرنے کے مترادف تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ایک راست باز آدمی تھا، لیکن راست باز لوگ بھی ایک خاص قسم کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ جب اسے احساس ہوا کہ لڑکی اسے چیلنج کر رہی ہے تو اس نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی اور اس سے آگے نکل گیا۔ یوان شیا جھنجلا گئی۔ اس نے اپنا سر اس حد تک جھکا لیا کہ وہ ہینڈل سے جا لگا، اور ریس میں حصہ لینے والے سائیکل سوار کی طرح تیزی سے پیڈل چلاتی ہوئی ایک بار پھر کہ تھینگ کو پیچھے چھوڑ گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنی گردن سیدھی کرتی، اسے "کڑ کڑ" کی آواز سنائی دی، اور اچانک سائیکل کے پیڈل جواب دے گئے۔ سائیکل نے تھوڑا سا فاصلہ اور طے کیا اور پھر رک گئی۔ وہ نیچے اتر گئی اور اس نے دیکھا کہ کہ تھینگ اس سے آگے نکل گیا ہے۔ پیچھے سے آنے والے "بدصورت بونے" بھی تیزی سے اسے پیچھے چھوڑ کر، اس کی بدنصیبی کا مذاق اڑاتے ہوئے، آگے نکل گئے۔

ان کے قہقہے سن کر کہ تھینگ نے پلٹ کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ لڑکی بے بسی کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اسے اس پر رحم آ گیا۔ وہ مڑ کر پیچھے آیا، اور سائیکل پر نصف دائرہ بناتے ہوئے اس کے پاس آ کر رک گیا۔

"مجھے دیکھنے دو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی جیب سے ایک ٹیسٹ پنسل نکالی جس پر ایک چھوٹا سا اسکروڈرائیور لگا ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنے کنجیوں کے چھلے سے ایک اسپیز نکالا اور کچھ کہے سنے بغیر اس کی سائیکل کا معائنہ کرنے لگا۔

اس نے پیڈل چلائے تو یہ انکشاف ہوا کہ چین ٹوٹ گئی ہے۔

یوان شیا بے چارگی کے عالم میں کھڑی ہوئی، خاموشی سے اس نوجوان کو دیکھتی رہی، جو اس کی سائیکل کی مرمت کرنے میں مصروف تھا۔ وہ ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے بولی، "کس مصیبت میں پھنس گئی!"

رات کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ جھیل کی طرف سے یخ ہوا کے جھونکے چل رہے تھے۔ پانی نے سبز رنگ تبدیل کر کے آسمانی رنگ اپنا لیا، اور پھر اس میں سیاہ رنگ بھی شامل ہونے لگا۔ آسمان کی طرح جھیل پر بھی ایک پراسرار فضا چھائی ہوئی تھی۔ یوان شیا کا قد لمبا ضرور تھا لیکن بہ ہر حال وہ ایک لڑکی تھی۔ ایک اجنبی کے ساتھ اور اس ویران جگہ پر، اسے دھیرے دھیرے گھبراہٹ ہونے لگی۔

چاند دھیرے دھیرے طلوع ہونے لگا۔ جھیل پر پھیلی ہوئی تاریکی کی چادر چھٹنے لگی، اور پانی پر آسمان کا عکس ابھرنے لگا۔ موسم بہار کی اس خاموش رات میں چاند اور اکا دکا اسٹریٹ لیمپوں کی روشنی اس نوجوان اور لڑکی پر پڑ رہی تھی جو اتفاقاً یک جا ہو گئے تھے۔ یوان شیا اپنی سائیکل کے بارے میں فکر مند تھی اور اسے قدرے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے دل میں اس نوجوان کے لئے ممنونیت کے جذبات ابھر رہے تھے اور وہ سوچ رہی تھی کہ اس کا شکریہ کس طرح ادا کرے گی۔ پھر اس نے سوچا، کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اپنے کئے کا خمیازہ میں خود برداشت کرتی؟ مجھے اپنی تکلیف میں دوسروں کو ملوث کرنے کا حق کیسے پہنچتا ہے؟ لیکن اگر وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا تو وہ کیا کرتی؟ کیا سائیکل کو گھسیٹتے ہوئے یا اپنے کندھے پر اٹھا کر گھر لے جاتی؟ وہ واقعی شدید الجھن میں گھری ہوئی تھی۔ اس مسئلے پر مزید غور کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اس کے پاس اس نوجوان پر انحصار کرنے کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہیں ہے، جو

سائیکل کی مرمت کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا اور جس کا نام تک اسے معلوم نہیں تھا۔

"دیکھو' ایسا کرتے ہیں۔ " آخر کار کہہ تھینگ نے کہا۔ "اگر تم مجھ پر بھروسا کر سکتی ہو تو میری سائیکل لے کر واپس چلی جاؤ' کیوں کہ تمہارے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔ میں تمہاری سائیکل کو ٹھیک تو کر لوں گا' لیکن اس میں کچھ وقت اور لگے گا۔ کل اپنی اپنی سائیکل ایک دوسرے سے واپس لے لیں گے۔ " اس نے یہ سوچا تھا کہ اگر وہ لڑکی کی سائیکل ٹھیک کرنے میں ناکام رہا تو اسے کھینچتا ہوا اپنے گھر لے جائے گا۔

"لیکن یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر چلی جاؤں۔ " یوان شیا نے پر خلوص لہجے میں کہا۔

"تمہیں مجھ پر بھروسا نہیں ہے' کیوں؟ تم ڈرتی ہو کہ میں اس بہانے اپنی پرانی سائیکل کے عوض تمہاری فیشن ایبل سائیکل ہتھیالوں گا۔ گھبراؤ مت' میری سائیکل پر لائسنس پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ تم پولیس کے ذریعے میرا نام پتا آسانی سے دریافت کر سکتی ہو۔ "

"نہیں' میرا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔ " یوان شیا جلدی سے وضاحت کرنے لگی۔

"تو پھر یہاں کیوں رکی ہوئی ہو؟ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں کل جلدی اٹھ جاؤں گا' اور تمہاری سائیکل لے کر تمہارے کارخانے کے پھاٹک پر آ جاؤں گا۔ تم سینٹرل چائنا ایگریکلچرل کالج میں کام کرتی ہو یا تھرڈ فارماسوٹیکل فیکٹری میں؟ "

یوان شیا نے بتایا کہ اس کا تعلق موخر الذکر ادارے سے ہے۔ لیکن وہ اب بھی جانے سے ہچکچا رہی تھی۔ اس کے خیال میں اس پر یہ فرض عاید ہوتا تھا کہ جب تک وہ اس کی سائیکل کی مرمت کا کام ختم نہ کر لے' اس وقت تک اسے اس کے ساتھ رہنا چاہئے تھا۔ اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو اب وہ جا چکی ہوتی۔ کہہ تھینگ مسلسل اصرار کرتا رہا' اور پھر اس نے دھمکی دے ڈالی

کہ وہ مرمت کا کام روک دے گا۔ آخر کار یوان شیا کو قائل ہونا پڑا' اور وہ اس کی سائیکل پر سوار ہو کر وہاں سے چل پڑی۔ تاہم 'اس کا ذہن اب بھی الجھا ہوا تھا۔

اگلے دن صبح سویرے کہہ تھینگ دواساز کارخانے کے پھاٹک پر پہنچ کر یوان شیا کا انتظار کرنے لگا۔ تبادلے کی رسم بہت سادہ تھی' نہ تو مصافحہ کیا گیا' اور نہ ہی کسی کاغذ پر دستخط کئے گئے۔ چند جملوں کے بعد معاملہ ختم ہو گیا۔ یوان شیا نے مسرت آمیز حیرت کے ساتھ کہا' "تم نے ٹھیک کر دی؟" اس نے جواب دیا' "ہاں۔" یوان شیا اس کے بے حد ممنون تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کا صلہ کس طرح دے سکتی تھی۔ وہ اس کا نام پوچھنے ہی والی تھی کہ کہہ تھینگ مسکراتا ہوا اپنی سائیکل پر سوار ہو گیا اور تیزی سے پیڈل چلاتا ہوا وہاں سے چل پڑا۔ یوان شیا اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے بلند آواز میں چلائی' "اگر تمہیں کبھی میری مدد درکار ہو تو تم مجھے نیو واٹر ورکس کی رہائشی عمارت میں مل سکتے ہو۔"

مندرجہ رومانوی واقعہ سن کر یوان شیا کی مشیرلی لو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے میز پر مکا دے مارا۔ اس کے خیال میں یوان شیا بہت پروا تھی۔ اگر وہ اس کی سائیکل کا لائسنس نمبر نوٹ کر لیتی تو اسے اس کا نام معلوم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی' اور پھر ان کی ملاقات بھی دوبارہ ہو سکتی تھی۔

تاہم یوان شیا نے اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا' "اگر تم میری جگہ پر ہوتیں' تو تم بھی غافل ہو جاتیں۔ دراصل میں اس وقت الجھن میں گھری ہوئی تھی۔" اس نے کہا تو یہی' لیکن اسے واقعی بہت افسوس ہو رہا تھا۔

(۴)

تمام سمجھدار چینی دنیا کے عملی تقاضوں سے پوری طرح واقف ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ زندہ رہنے کے لئے ایک دوسرے پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں "ایک دوسرے کی مدد کرنا" ایک اہم اصول ہے۔ کہہ تھینگ نے یوان شیا کی سائیکل کی مرمت کر کے اس کی مدد کی تھی لیکن اس نے یہ سوچا تک نہ تھا کہ بہت جلد اسے اس لڑکی کی مدد درکار ہوگی، جس سے اس کی ملاقات اتفاقی طور پر ہوئی تھی۔ بلاشبہ اس کی مدد کرتے وقت اس کے ذہن میں کوئی غرض کارفرما نہیں تھی۔ وہ تو جب سکریٹری وان نے یہ بتایا کہ نیو واٹر ورکس کی رہائشی عمارت کے احاطے میں ایک بوائلر پڑا ہوا ہے، تو اسے یاد آیا کہ اس لڑکی نے اس دن اس سے کیا کہا تھا۔

ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد وہ سیدھا نیو واٹر ورکس کی رہائشی عمارت کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ احاطے میں پہنچا تو اسے چار چار منزلہ تین عمارتیں اور کچھ پرانے مکانات نظر آئے۔ اسے یوان شیا کا نام نہیں معلوم تھا، پھر وہ اسے کیسے تلاش کر سکتا تھا۔ وہ کسی سے یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اس لڑکی کا پتا جاننا چاہتا ہے جس کی سائیکل ایک شام گھر واپس آتے وقت جنوبی جھیل کے پشتے کے پاس خراب ہو گئی تھی۔ وہ چکرا کر رہ گیا۔ یک لخت اسے احساس ہوا کہ بوائلر حاصل کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کرنا ایک احمقانہ فیصلہ تھا۔ اس کے باوجود وہ ہار ماننے کو تیار نہ تھا۔ اس نے ہر کھڑکی پر نظر دوڑائی کہ شاید اسے وہ بیضوی چہرہ دکھائی دے جائے، جس کا محض ایک ہلکا سا عکس اس کے ذہن میں محفوظ تھا۔ آخر کار اندھیرا چھانے لگا اور

وہ مایوسی کے عالم میں وہاں سے لوٹ آیا۔

اگلے دن سکریٹری وان نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا' "شاؤ کہہ' اس بوائلر کا کیا ہوا؟"

"میں نے کوشش کی تھی' لیکن کام یاب نہیں ہوا۔"

"تم نے کسی شخص سے ملاقات کی؟"

"نہیں۔" کہہ تھینگ نے جواب دیا۔

سکریٹری وان مضطرب نظر آنے لگی۔ "تو ایک بار پھر کوشش کرو!" وہ بولی۔ "تم نے کس سے ملنے کی کوشش کی تھی؟ شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔ میں تمہیں یہ بتا سکتی ہوں کہ ان لوگوں سے کس انداز میں گفتگو کرنی چاہیے۔"

کہہ تھینگ کو اصل بات بتانے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ وہ صرف یہی کہہ سکا' "جب میری شفٹ ختم ہو جائے گی تو میں جا کر پھر کوشش کروں گا۔"

"کوشش" کا لفظ سن کر سکریٹری وان کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا۔ "لڑکے' میں بتائے دیتی ہوں۔" اس نے کہا۔ "یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔ اگر تمہیں کوئی مشکل پیش آئے' یا انہیں کوئی چیز پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو مجھے بتا دینا۔ بہ ہر حال' اپنے ساتھ سگریٹ کا ایک پیکٹ لیتے جانا۔"

"اب جانے بھی دیجیے! وہ ۰۰۰ سگریٹ نہیں پیتی!"

سکریٹری وان حیران رہ گئی۔ اسے یہ کب معلوم تھا کہ کہہ تھینگ اس سلسلے میں کسی لڑکی سے مدد لینا چاہتا ہے۔ کیا یہ کسی لڑکی کو دل دے بیٹھا ہے؟ وہ ایک دم ہنس پڑی' اور اسے امید کی کرن چمکتی دکھائی دینے لگی۔

"نوجوان! تم نے مجھ جیسی بوڑھی عورت سے یہ بات کیسے چھپائی؟ اگر تم اسے پسند کرتے ہو تو میں تمہاری ہر ممکن مدد کروں گی۔ محبت اور بوائلر کی باتیں ساتھ ساتھ کر لینا۔ یقیناً، تم اس سے مدد طلب کر سکتے ہو۔"

کہہ تھینگ نے جھلا کر کہا' "سکریٹری وان' آپ کو میرا مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔"

سکریٹری وان نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا' "کیوں؟"

کہہ تھینگ جھینپ کر وہاں سے بھاگ نکلا۔ وہ دن بھر خاموشی سے کام کرتا رہا' اور مقررہ وقت سے نصف گھنٹہ پہلے ہی یوان شیا کو ڈھونڈنے کے لئے فیکٹری سے باہر نکل گیا۔

وہ یوان شیا کی فیکٹری کے گیٹ کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد اسے گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ دو چار عجلت پسند نوجوان تیزی سے باہر آئے اور بہتر جگہ حاصل کرنے کے لئے تیزی سے بس اسٹینڈ کی طرف چل پڑے۔ پھر سائیکل سواروں کی ایک ٹولی ڈھلان سے نیچے اتری اور چند ہی لمحوں میں دور نکل گئی۔ کہہ تھینگ ایک خاص مشن پر نکلا تھا' اس لئے اس کی نظریں صرف خاتون کارکنوں پر لگی ہوئی تھیں۔ اسے بہت سی عورتیں اور لڑکیاں دکھائی دیں' لیکن ان میں "وہ" شامل نہیں تھی۔ اسے خیال آیا کہ کہیں وہ ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد باہر نکلنے سے پہلے بناؤ سنگھار میں نہ مصروف ہو۔ پھر اچانک وہ نمودار ہوئی۔ وہ نفیس لباس پہنے ہوئے تھی' لیکن وہ موجودہ فیشن سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ وہ اپنی "ققنس۔ ۱۸" مار کا سائیکل لئے آرہی تھی۔ اس کے گرد اس کی سہیلیاں تھیں جن میں سے ہر ایک کا قد اس کے کندھے تک آتا تھا۔ ہاں' یہ وہی تھی! بیضوی چہرہ' دراز قد' نازک اور پرکشش جسم۔ کہہ تھینگ لمحے بھر کے لئے جھجک کر رہ گیا۔ پھر اسے کچھ حوصلہ ہوا' لیکن اتنے میں وہ سائیکل پر سوار ہو کر جانے

کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ اس "نازک" لمحے میں کہہ تھینگ نے ہمت کرتے ہوئے زور سے پکارا، "ہیلو، کامریڈ!"

لڑکیوں نے اس اجنبی نوجوان کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے یہ سوچنے لگیں کہ اس نے ان میں سے کس کو مخاطب کیا تھا۔

یوان شیا چند لمحوں تک بھونچکی رہ گئی، لیکن اس نے اسے فوراً پہچان لیا۔ ہاں، یہ "وہی" تھا، جس کے بارے میں وہ رات دن سوچتی رہتی تھی کہ اس کے حسن سلوک کا صلہ کس طرح دے سکتی تھی۔ "اوہ ••• یہ تم ہو؟" اسے حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہو رہی تھی، اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

اس کی تمام سہیلیاں بھی اپنی اپنی سائیکل سے اتر کر اس نوجوان جوڑے کو دیکھنے لگیں۔ ان سب کے ذہنوں میں ایک ہی خیال ابھر رہا تھا۔ ایک لڑکی نے معنی خیز انداز میں یوان شیا کی طرف دیکھتے ہوئے آواز دی، "کامریڈ، ہم رکیں یا چلی جائیں؟"

ظاہر ہے، وہ انہیں روکنا نہیں چاہتی تھی۔ تاہم، اس نے کہا، "جیسی تمہاری مرضی۔"

لڑکیوں نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا، "اب چھوڑو بھی، صاف صاف کیوں نہیں کہتیں کہ تمہیں تنہائی درکار ہے؟" پھر وہ شہد کی مکھیوں کے جھنڈ کی طرح "اڑتی" ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔

کہہ تھینگ نے بے ڈھنگے پن سے کہا، "میں تم سے ایک معاملے پر بات کرنے آیا ہوں۔"

یہ ایک مبہم سا اعلان تھا۔ یوان شیا نے اس کی گھبراہٹ دیکھی تو ہنستے ہوئے کہا، "ان

لڑکیوں کی پروامت کرو، چلواس طرف چلتے ہیں۔ "

وہ اپنی سائیکلوں پر سوار ہو کر مخالف سمت میں روانہ ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

"میں تمہیں تلاش کرنے کے لئے نیوواٹرورکس کی رہائشی عمارت میں گیا تھا۔ "

"کب؟"

"کل، فیکٹری سے واپسی پر۔ "

"میں تو گھر ہی پر تھی۔ "

"اس احاطے میں بہت سے رہائشی بلاک ہیں۔ "

"میرا گھر دوسری عمارت میں ہے، دوسرے دروازے کی دوسری منزل پر۔ اسے یاد رکھنا اور ڈھونڈنا بہت آسان ہے، کسی سے بھی یوان شیا کا پتا پوچھ سکتے ہو۔ وہاں سب لوگ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ "

اس بار یوان شیا کے جواب میں بہت مثبت اور واضح رنگ جھلک رہا تھا۔

"تمہارے والدین نیوواٹرورکس کے پرانے کارکن ہیں؟"

"یہ کہا جاسکتا ہے کہ میرے والد وہاں کے پرانے کارکن ہیں۔ ماما پہلے ایک 'سڑک چھاپ' فیکٹری میں کام کرتی تھی، بعد میں ان کا تبادلہ واٹرورکس میں ہو گیا۔ "

"سڑک چھاپ" کی اصطلاح سنتے ہی کہ تھینگ کو محسوس ہوا کہ اس کی سب سے نازک رگ کو چھیڑ دیا گیا ہے۔ اگر وہ ایک "سڑک چھاپ" فیکٹری میں ملازم نہ ہوتا، تو اسے وہاں جا کر اس سے مدد مانگنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ اس نے کسمساتے ہوئے، قدرے جھجکتے ہوئے کہا، "ارے، تمہارے والد پرانے کارکن ہیں! وہ کس شعبے کے انچارج

ہیں؟"

"ہر ایک کے اور کسی کے بھی نہیں!" یوان شیا نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔

کہہ تھینگ الجھن میں پڑ گیا۔ "تمہارا مطلب ہے کہ وہ کوئی عام کارکن نہیں، بلکہ افسر ہیں؟"

یہ بات یوان شیا کو ناگوار گزری۔ اس نے تنک کر کہا، "میرے والد کے افسر یا عام کارکن ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

لڑکی کے یہ الفاظ اس قدر بے ساختہ اور کٹیلے تھے کہ نوجوان آدمی گھبرا گیا، اور اس نے سادگی سے کہا، "میرا اندازہ تھا کہ تمہارا تعلق ایک افسر کے گھرانے سے ہے، اور تمہارے والد ایک اعلیٰ عہدے دار ہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ ایک پرانا کارکن ..."

یہ سن کر یوان شیا سوچ میں پڑ گئی۔ "تو دوسروں کی طرح تم بھی تصنع پسند ہو!" اس کے دل میں کہہ تھینگ کی کشش ختم ہو گئی اور وہ سر جھکا کر تیزی سے پیڈل چلانے لگی۔ کہہ تھینگ اس کے قریب پہنچا اور کچھ بولنے ہی والا تھا کہ اس نے معنی خیز انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ لہرایا جیسے کہہ رہی ہو، "پھر ملیں گے" (گویا "اب کبھی نہیں ملیں گے")۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔

"میں اندھی تھی ..." یوان شیا نے اداسی سے سوچا۔ کہہ تھینگ سے اس کی اتفاقی ملاقات کے بعد لی لو نے اس کی "لاپروائی" پر جو تنقید کی تھی، وہ اس کے ذہن سے چپک کر رہ گئی تھی، اور اس نوجوان آدمی نے اس کے دل میں جگہ بنا لی تھی۔ ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد گھر واپس آتے وقت اسے اپنی سہیلیوں سے الگ ہونے کا موقع ملتا تو وہ اسی یادگار مقام پر جا پہنچتی، جہاں پہلی بار ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے دل میں یہ آرزو مچلنے لگی کہ کاش وہ

اسے وہاں دوبارہ دیکھ سکے۔ وہ سوچا کرتی' جب وہ ملے گا تو اس سے دھیمی آواز میں کہے گی' "دیکھا' میری آنکھیں کتنی تیز ہیں!" لیکن یہ محض آرزو تھی۔ تاہم بار بار مایوس ہونے پر اس کی پہلی محبت کا سحر بڑھتا گیا۔ بعض اوقات وہ یہ سوچ کر گھبرا جاتی کہ دوسرے لوگوں کو اس کے دل کا یہ راز معلوم ہو گیا ہے' اور وہ یہ کہہ کر خود کو تسلی دے لیتی کہ اس سے ملنے کی خواہش کا مقصد محض اس کی نیک دلی کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ لیکن آج کی غیر متوقع ملاقات نے اس پر یہ راز فاش کر دیا کہ اس کے دل میں کوئی اور جذبہ بھی چھپا ہوا تھا۔

یوان شیا لاپروائی سے پیڈل چلاتی رہی۔ پھر اچانک وہ یادگار مقام اس کی نظروں کے سامنے آ گیا۔ اس نے بجھے بجھے دل سے سوچا' "اس وقت میری سائیکل کی مرمت کرتے وقت تم بہت سادہ دل اور پرخلوص آدمی دکھائی دیئے تھے' لیکن اب تم کتنے بے ہودہ نظر آرہے ہو۔۔۔ کیا واقعی میں اندھی ہو گئی تھی۔۔۔؟"

ادھر کہہ تھینگ جو بہت پیچھے رہ گیا تھا' حیرانی سے یہ سوچ رہا تھا کہ یوان شیا اس طرح ناراض کیوں ہو گئی ہے۔ کیا اسے میری کوئی بات بری لگی ہے؟ بہرحال' اس کے ذہن میں بوائلر کا تصور کارفرما تھا' اور وہ اس سے دست بردار ہونے کو تیار نہ تھا۔ اس نے اپنی رفتار تیز کر دی' اور جب اس کے قریب پہنچا تو اسے زور زور سے آواز دینے لگا' "رک جاؤ' ایک منٹ کے لئے۔۔۔ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔"

یوان شیا اپنی سائیکل روک کر نیچے اتر گئی۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں وہ پہلی بار ملے تھے۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ کہہ تھینگ کی آواز میں بھرپور خلوص جھلک رہا تھا یا یہ کہ اس کے دل میں پہلی ملاقات کی وہ یاد ایک بار پھر تازہ ہو گئی تھی' جس نے اسی وقت اسے بے کل کر رکھا تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے یہ جواز ڈھونڈ لیا ہو کہ اسے اس کی مہربانی کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

دوسرے لمحے کہہ تھینگ بھی وہاں آپہنچا اور اپنی سائیکل روک کر نیچے اتر آیا۔

کہہ تھینگ نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اس نے اسے ناراض کر دیا ہے، گفتگو کا موضوع تبدیل کر دیا، اور اس سے بوائلر کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔

یوان شیا کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا، بلکہ وہ یہ سوچ کر بہت محظوظ ہوئی کہ کہہ تھینگ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ وہ اسسٹنٹ منیجر یوان کی بیٹی ہے۔ اس نے نرم لہجے میں کہا، ''فکر مت کرو! یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دو!''

''تم پر چھوڑ دوں؟ کیا تمہیں یقین ہے؟ میں نے سنا ہے کہ اسسٹنٹ منیجر یوان تک رسائی حاصل کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ کیا تمہارے والد اسے اچھی طرح جانتے ہیں؟''

یوان نے قدرے جھلاتے ہوئے اور قدرے محظوظ ہوتے ہوئے کہا، ''میں نے کہا نا کہ یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔ تم اور کیا چاہتے ہو؟''

کہہ تھینگ نے اپنی بات آگے بڑھائی، ''اگر اس سے ملاقات کا بندوبست ہو سکتا ہے، تو میں تمہارے لئے ایک تعارفی خط لے آؤں گا۔''

''اب زیادہ پریشان مت کرو! کوئی اور بات کرو!'' یوان شیا نے اسے آگے نہیں بولنے دیا۔ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ بوائلر کے خشک موضوع نے ان کی یک جائی کا لطف غارت کر دیا ہے۔

(۴)

نیوواٹر ورکس کے رہائشی احاطے میں داخل ہوتے ہی کہہ تھینگ کی نظر اس بو ائلر پر پڑی، جس کی انہیں ضرورت تھی۔ وہ اپنا اسٹیل کا ٹیپ نکال کر اسے ماپنے لگا۔ یوان شیا سے برداشت نہ ہو سکا، اور اس نے کہا، "اگر یہ بو ائلر تمہاری ضرورت کے مطابق ہوا تو بھی اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ وہ لوگ اسے تمہارے حوالے کر دیں گے۔" پھر کہہ تھینگ اس کے پیچھے پیچھے ایک رہائشی بلاک میں داخل ہوا۔

وہ دوسرے حصے کی دوسری منزل پر پہنچے۔ تاہم کہہ تھینگ کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔ وہ یہ تخمینہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس بو ائلر کی دخانی قوت کیا ہوگی۔ یوان شیا نے دروازہ کھولا، اور شرارت آمیز انداز میں کہا، "یہ رہا اسسٹنٹ منیجر یوان کا گھر۔" کہہ تھینگ کے لئے یہ ایک غیر متوقع بات تھی۔ اس کا دل ڈوبنے لگا اور اس نے بے یقینی سے پوچھا، "کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ پہلے ہم تمہارے والد سے بات کریں گے؟" بیضوی چہرے والی لڑکی نے دو معنی انداز میں، کسی منجھی ہوئی اداکارہ کی طرح کہا، "ایک ہی بات ہے۔"

چھوٹے سے ڈرائنگ روم کے اندر چار آدمی سگریٹ کے گہرے دھویں کے درمیان گھرے بیٹھے تھے۔ انہوں نے نظریں اٹھا کر یوان شیا اور کہہ تھینگ کی طرف دیکھا۔ یوان شیا نے بھنویں چڑھاتے ہوئے تنک کر کہا، "خوف ناک!" وہ ان بن بلائے مہمانوں سے جو اکثر اس کے گھر آتے رہتے تھے، بے زار ہو چکی تھی۔ ایک ادھیڑ مہمان

رخصت ہورہا تھا۔ وہ بولا ’’منیجر یوان ‘میں آپ کے مشورے پر عمل کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ مناسب وقت پر آپ میرے حق میں ذاتی طور پر کلمات خیر ادا کریں گے۔ ‘‘ دوسرے دو آدمی بھی اٹھتے ہوئے بولے‘ ’’منیجر یوان ‘ آپ کی مدد کے بغیر ہمارا مسئلہ کبھی حل نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے ہمیں آپ کو دوبارہ زحمت دینی پڑے۔ ‘‘اس وقت تک کہہ تھینگ غور سے اسسٹنٹ منیجر یوان کا جائزہ لے چکا تھا۔ اس کا قد چھوٹا تھا اور اسے درمیانی قد کا آدمی بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ تاہم سر کے اڑے ہوئے بالوں اور چمکتی ہوئی پیشانی نے اس کی شخصیت کو کسی قدر پروقار بنا دیا تھا۔

جب تمام مہمان رخصت ہو گئے ‘تو یوان شیا نے کہہ تھینگ سے کہا ‘ ’’بے تکلفی سے بیٹھ جاؤ ‘اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔ مجھے کچھ دیر کے لئے ایک اور معاملہ نمٹانا ہے ‘لیکن میں جلدی واپس آجاؤں گی۔ ‘‘ پھر وہ دروازہ بند کر کے باہر چلی گئی۔

یوان شیا کے جانے کے بعد کہہ تھینگ اور بھی زیادہ بے چینی محسوس کرنے لگا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ لڑکی اس کے ساتھ کوئی چال چل رہی ہے۔ کیا وہ اسے منیجر یوان سے متعارف کراتے ہی اس لئے چلی گئی کہ منیجر یوان ایک دقت پسند آدمی ہے؟

’’اسسٹنٹ منیجر ‘منیجر یوان ‘میں آپ کو زحمت دینے پر معذرت خواہ ہوں ...‘‘

’’زحمت کی کوئی بات نہیں۔ بیٹھ جاؤ ‘پھر باتیں شروع کرتے ہیں۔ ‘‘

اسسٹنٹ منیجر یوان اس دراز قامت نوجوان کو پوری اہمیت دے رہا تھا۔ اس نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے اس سے کہا کہ وہ چائے کی میز کے پاس رکھی ہوئی بید کی کرسی پر بیٹھ جائے۔ پھر اس نے اس کے ہاتھ میں چائے کا پیالہ تھما دیا۔ کہہ تھینگ کو محسوس ہونے لگا کہ وہ اتنا ناقابل رسائی نہیں ہے ‘جتنا کہ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے۔ منیجر یوان کھڑکی کے

سامنے رکھی ہوئی میز کی طرف جھکا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ نوجوان سے باتیں کرنے لگا۔

"تم اور یوان شیا ایک دوسرے کو کافی عرصے سے جانتے ہو' ٹھیک ہے؟"

"نہیں' ہم پہلے ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے۔"

"اچھا' تو تم دونوں کی جان پہچان کیسے ہوئی؟" منیجر یوان یہ دیکھ چکا تھا کہ جہاں تک قد کا تعلق تھا' یہ نوجوان کسوٹی پر پورا اترتا تھا۔

کہہ تھینگ نے شرماتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا' "یہ ایک اتفاقی ملاقات تھی۔" منیجر نے اس ضمن میں مزید پوچھ گچھ نہیں کی۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی ایک شیشی میں سے کچھ گولیاں نکالیں اور انہیں پانی کی مدد سے نگل لیا۔ پھر اس نے اپنے چھدرے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا' "میں سمجھا۔ تم دونوں پہلے ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے لیکن اب تمہارے درمیان زیادہ ملاقاتیں ہوا کریں گی اور اس طرح ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے لگو گے' ایں؟"

کہہ تھینگ کو محسوس ہونے لگا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا' اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اسے یاد آیا کہ یہاں آتے وقت جب وہ یوان شیا سے بو ائلر کے بارے میں باتیں کر رہا تھا تو اس نے بار بار ایک ہی جملہ دوہرایا تھا' "یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دو!" اور وہ بڑی بے تکلفی کے ساتھ اس مکان میں داخل ہوئی تھی' جیسے یہ اسی کا گھر ہو۔ کیا وہ اسسٹنٹ منیجر یوان کی بیٹی ہے؟ اس کا خاندانی نام تو یہی ہے۔ لیکن جب اس نے پستہ قامت یوان کی طرف دیکھا تو الجھن میں پڑ گیا۔ پھر وہ یہ سوچنے لگا کہ اس معاملے میں تولیدی عمل میں کوئی الٹ پھیر ہو گئی ہے۔ یوں بو ائلر کے حصول کا مسئلہ اسے حل ہوتا نظر آنے لگا۔ اگر یوان شیا منیجر یوان کی بیٹی ہو تو یہ کتنی خوش قسمتی کی بات ہو گی!

تاہم توارث کے ضمن میں وہ اپنے نظر یے پر قائم رہا۔ اس نے گفتگو کا رخ تبدیل کر دیا' اور اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا' "منیجر یوان' ہماری فیکٹری کو ایک بوائلر درکار ہے••• وہی جو آپ کے احاطے میں پڑا ہوا ہے۔ میں اس کا نام پڑھ چکا ہوں' اور اس کا ناپ بھی لے چکا ہوں۔ کیا آپ ہماری مدد کر سکیں گے؟"

اسسٹنٹ منیجر یوان چونک گیا۔ اس وقت تک وہ سسر بننے کا خواب دیکھ رہا تھا' لیکن اب اسے دوبارہ منیجر کا روپ اختیار کرنا پڑا۔ اس نے چڑ کر کہا' "پھر وہی بوائلر کا ذکر!" اور پھر وہ کافی دیر تک چپ سادھے رہا۔

کہہ تھینگ مے نے ایک بار پھر عرض کیا' "منیجر یوان' ہماری چھوٹی سی فیکٹری کو آپ کی مدد درکار ہے۔"

ایک طویل خاموشی کے بعد منیجر نے سوال کیا' "تمہاری فیکٹری کون سی مصنوعات تیار کرتی ہے؟"

"ہماری پہلی پروڈکٹ 'رد ضعف محلول' ہے۔"

" 'رد ضعف••• محلول' ؟ اوہ' تو تم یہ چیز بنا رہے ہو! کیا یہ واقعی اتنا ہی پر اثر ہے جتنا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے؟" منیجر اس بات میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا۔ وہ میز پر پڑی ہوئی گولیوں کی شیشی کو ہاتھ میں لے کر گھمانے لگا۔

"برا نہیں ہے۔ دوسرے شہروں کے متعدد خریداروں اور مسلح افواج نے بھی ہمیں آرڈر دے رکھے ہیں۔"

"اوہ' یہ خاصا ٹھوس ثبوت ہے۔ لیکن میں یہ نہیں مانتا کہ اس سے بڑھاپے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہ اتنا زیادہ موثر نہیں ہو گا۔"

"کیمیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسے ٹیسٹ کر چکا ہے اور اس کی منظوری دے چکا ہے۔ مزید برآں، ہمارے خریدار بھی بالکل مطمئن ہیں۔"

منیجر نے میز پر سے شیشی اٹھاتے ہوئے سوال کیا، "درازیٔ عمر کی دواؤں اور اس میں کس حد تک مماثلت پائی جاتی ہے؟"

"یہ بالکل مختلف چیز ہے۔" کہہ تھینگ نے جواب دیا۔

منیجر زور سے ہنسا، اس نے اپنا سر پیچھے کی طرف جھکا لیا اور اپنا سارا بوجھ کرسی کی پچھلی ٹانگوں پر ڈال دیا۔ اس نے کہا، "میرے خیال میں تو یہ ایک جیسی ہی ہیں۔ میں یوان شیا کی فیکٹری کی تیار کردہ درازیٔ عمر کی گولیوں کی متعدد شیشیاں ختم کر چکا ہوں، لیکن اس کے باوجود گنجا ہوتا جا رہا ہوں!" پھر اس نے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا، "'گولیاں' 'رد ضعف گولیاں' 'یہ خوش نما نام ہیں۔ بہ ہر حال یہ آدمی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتیں۔ کیا تمہیں مجھ سے اتفاق ہے؟"

چند لمحوں بعد منیجر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور اس کا سر اور کرسی کی ٹانگیں دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آ گئیں۔ اس نے صاف گوئی سے کہا، "ایسا کرتے ہیں، تم جا کر اپنی فیکٹری کی پارٹی سکریٹری اور ڈائریکٹر سے بات کرو کہ تم لوگ اپنی کچھ مصنوعات ہمیں فراہم کر سکتے ہو یا نہیں۔ اس طرح میں تمہاری درخواست کے سلسلے میں اپنے کارخانے کے دوسرے افسروں سے آسانی سے بات کر سکوں گا۔"

اچانک کہہ تھینگ کو محسوس ہوا کہ منیجر ربڑ کو ضعف سے بچانے والے محلول کو درازیٔ عمر کی دوا سمجھ بیٹھا ہے۔ اسے ہنسی آ رہی تھی لیکن وہ ہنسنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ اس کی وضاحت کرے گا تو منیجر بغلیں جھانکنے لگا۔ چناں چہ اس نے مدبرانہ انداز

میں کہا، ''ابھی تک ہم نے یہ محلول انفرادی طور پر کسی کو نہیں بیچا، کیوں کہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ مزید بر آں، یہ ۰۰۰ ''

منیجر یوان یہ گول مول جواب سن کر چڑ گیا، اور تنک کر بولا ''ہاں، آج کل ہمیں تمام کام ضوابط کے مطابق کرنے پڑتے ہیں۔ تمہاری فیکٹری کا نام کیا ہے؟''

''اسپارک کیمیکل فیکٹری، ضلع اوچھانگ۔'' نوجوان آدمی نے جواب دیا۔

منیجر نے بھنویں سکیڑتے ہوئے پوچھا، ''اوچھانگ ضلع میں اس نام کی بھی کوئی فیکٹری موجود ہے؟''

کہہ تھینگ نے جواب دیا، ''اس کا پورا نام ہے، اسپارک کیمیکل فیکٹری، لائن اسٹریٹ، ضلع اوچھانگ۔''

''اچھا، میں سمجھ گیا، 'سڑک چھاپ' فیکٹری ہے!'' منیجر نے اپنی حقارت کو چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ ''تو اب ہمیں ضابطے کی تکمیل کرنی ہوگی۔ یہاں صرف ایک میں ہی انچارج نہیں ہوں، اس لئے میں کوئی حتمی بات نہیں کر سکتا ۰۰۰ ٹھیک ہے نا؟ مزید بر آں، ہو سکتا ہے، ہمیں اب بھی اس بوائلر کی ضرورت ہو ۰۰۰ کوئی اور بات؟''

یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ گفتگو اختتام کو پہنچ چکی ہے۔ کہہ تھینگ کو اچانک سردی محسوس ہونے لگی۔ وہ اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسے ملیریا ہو گیا ہو۔ اسے اپنی توہین کا احساس ہو رہا تھا اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اسے اپنی فیکٹری کے لئے ہیرو کا کردار ادا کرنے کی حماقت نہیں کرنی چاہئے تھی۔

''نوجوان، تمہیں تجربے کی ضرورت ہے۔ شاید تمہیں کاروباری امور پر گفتگو کرنے کے لئے باہر نکلنے کا موقع کبھی نہیں ملا۔ آئندہ جب کسی سے رابطہ قائم کرو تو ایک تعارفی خط

ضرور لے کر جایا کرو۔" منیجر اٹھ کھڑا ہوا اور زبردستی مسکرانے کی کوشش کرنے لگا۔

یہ پستہ قامت، گنجا آدمی! جاہل!! احمق! لالچی! تصنع پسند! کہہ تھینگ کے منہ سے یہ الفاظ نکلنے میں بس ذرا سی کسر رہ گئی تھی۔ وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ "سڑک چھاپ" فیکٹری ۰۰۰ تو کیا ہوا؟ کیا "سڑک چھاپ" فیکٹریاں حکومت کی مالی امداد کے بغیر ملک کے لئے سالانہ لاکھوں یوان کما کر نہیں دیتی ہیں؟ درحقیقت، شروع میں وہ خود بھی "سڑک چھاپ" فیکٹریوں کو کمتر گردانتا تھا۔ روزانہ کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ کالج میں داخلے کے امتحان کی تیاری کیا کرتا تھا، اور اس نے سکریٹری وان سے درخواست کی تھی کہ اسے آگے بڑھنے کا موقع دیا جائے۔ اس کے نزدیک یہ "سڑک چھاپ" فیکٹری سے چھٹکارا پانے کا واحد طریقہ تھا۔ تاہم، سکریٹری وان نے اس سے کہا تھا، "ہمارے پرانے کاری گروں نے ہمیشہ تمہارا خیال رکھا ہے، جیسے بڑے پرندے اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اب تمہارے بازو مضبوط ہو گئے ہیں تو تم اڑ کر دور چلے جانا چاہتے ہو؟ کیا ہمیں چھوڑتے ہوئے تمہیں دکھ نہیں ہوگا؟" اس نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اپنا سلسلہء کلام جاری رکھا، "بلاشبہ، اگر تم اصرار کرو گے تو میں چاہنے کے باوجود تمہیں نہیں روکوں گی۔ یہ بہت بڑی خود غرضی ہو گی کہ ہم صرف اپنے مفادات کا خیال رکھیں اور ملک کے مجموعی مفادات کو نظرانداز کر دیں۔ مختصر یہ کہ میں کوئی ایسی بات نہیں کروں گی جس سے تمہارے مستقبل کو نقصان پہنچے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ تم اس وقت تک انتظار کرو گے جب تک ہمیں تمہارا متبادل نہ مل جائے۔" اس کے پراثر الفاظ سن کر نوجوان آدمی کا دل پسیج گیا تھا، اور وہ رو پڑا تھا۔ جذبات اور اس کے ذاتی مستقبل کے درمیان ہونے والی اس کش مکش میں آخر کار جذبات کو فتح حاصل ہوئی۔ وہ پرانے کاری گروں اور سکریٹری وان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا

تھا۔ اس کے دل میں اپنے لیڈروں کے لئے درد مندی کے جذبات موج زن تھے۔ سکریٹری وان کو گھر میں رہ کر اپنے پوتے کی دیکھ بھال کرنی چاہئے تھی' لیکن وہ ہر صبح ساڑھے چار بجے اٹھ جاتی تھی اور تین بسیں تبدیل کر کے 'ایک طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد' وقت پر فیکٹری پہنچ جاتی تھی۔ وہ اتنی مشقت کیوں کرتی تھی؟ جہاں تک ۶۵ سالہ فیکٹری ڈائریکٹر کا تعلق تھا' اسے روزانہ گھر سے فیکٹری اور فیکٹری سے گھر آتے ہوئے سائیکل پر پچیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ وہ خود کو اتنی تکلیف کیوں دیتا تھا؟ منیجر یوان کو دیکھنے کے بعد کہہ تہینگ نے اس کا موازنہ سکریٹری وان سے کیا' تو وہ اپنے لیڈروں کے جذبے کا اور زیادہ معترف ہو گیا۔ اس کے ذہن میں ان لوگوں کا قامت اور زیادہ بلند ہو گیا جو اپنے کارکنوں کے لئے درد مندی کے جذبات رکھتے تھے۔ کہہ تہینگ اٹھ کھڑا ہوا' جیسے خود اس کا قامت بھی بلند ہو گیا ہو۔ اس چھوٹے سے کمرے میں ایک مختصر سے وقت میں اس نے بہت کچھ سیکھ لیا تھا' اور اسے اپنی راست بازی پر فخر محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ پوچھے' "منیجر یوان' وہ بوائلر تمہاری نجی ملکیت ہے یا عوامی جمہوریہ چین کی ملکیت ہے؟"

اس نے نفرت سے منیجر یوان کی طرف دیکھا اور ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا' "منیجر' تمہاری ہدایات کا شکریہ!" پھر وہ وہاں سے چلا آیا۔

وہ تیزی سے سیڑھیوں سے اترنے لگا۔ جب وہ مڑا تو اس نے ایک عورت کو کھانے پینے کی چیزوں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری اٹھائے اوپر آتے دیکھا۔

"ارے' تم بھاگے کیوں جا رہے ہو؟" اس عورت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔ کہہ تہینگ بدحواس ہو گیا۔

"دیکھو' میں تمہارے لئے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر لائی ہوں۔ یوان شیا نے مجھے

بتایا تھا کہ تم یہاں ہو' اس لئے میں پھرتی سے بازار کی طرف دوڑ گئی۔ ابھی مت جاؤ' وہ بہت جلدی واپس آ جائے گی۔ اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے! اوپر جا کر کچھ دیر اس کے پاپا کے ساتھ بیٹھو۔ "

کہہ نہینگ کو اس دراز قامت' پرخلوص اور صاف دل عورت میں یوان شیا کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ لیکن وہاں اس کی توہین کی گئی تھی' اس لئے اسے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ تینوں ایک جیسے ہیں' اور مل کر اسے بے وقوف بنا رہے ہیں۔ اس نے تنک کر جواب دیا' "نہیں' میں مطلوبہ چیز لے کر نہیں آیا تھا۔ "

بیگم یوان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے ہڑبڑا کر پوچھا' "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ تمہیں یہاں کون سی چیز لانی چاہئے تھی؟ میں تو بہت خوش ہوں کہ تم نے کوئی تکلف نہیں کیا۔ تم کچھ کھائے پئے بغیر ہی چلے جانا چاہتے ہو؟ ایسا نہیں ہو سکتا! یوان شیا واپس آئے گی تو مجھے موردالزام ٹھہرائے گی۔ اگر تم نے اس شام سائیکل کی مرمت کرنے میں اس کی مدد نہ کی ہوتی تو اسے نہ جانے کتنی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ "

تاہم کہہ نہینگ نے خود کو اس کے ہاتھ کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے کہا' "میں بہت کم عمر ہوں' اور میرا علم بہت ناقص ہے۔ میں تعارفی خط تک نہیں لایا۔ " وہ اپنی سائیکل پر سوار ہو کر واپس آ گیا۔

بیگم یوان ہونقوں کی طرح پیچھے سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ اسے ایک اچھا آدمی لگا تھا۔ بڑے میاں نے ضرور کوئی ایسی بات کہہ دی ہوگی' جس سے اس کی دل آزاری ہوئی ہوگی! تعارفی خط! بکواس! اتنا گھمنڈ! اسے اتنا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے•••

(۵)

یوان شیا فکر مند تھی۔ وہ لی لو کو فون پر مطلع کئے بغیر ہی اس کے گھر پہنچ گئی۔ جب لی لو کو معلوم ہوا کہ یوان کا "وہ" اس کے گھر آیا ہوا ہے تو وہ اس سے ملنے کے لئے بے تاب ہو گئی۔ چناں چہ اس نے اپنی سائیکل اٹھائی اور یوان شیا کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

"فقفس" مار کا دونوں سائیکلیں پہلو بہ پہلو دوڑ رہی تھیں۔ دونوں لڑکیاں خوشی سے چہچہاتی ہوئی، ہنستی ہوئی، سب چیزوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی تیزی سے چلی جا رہی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ دراز قامت اور خوش باش لڑکیاں ہیں۔ قسمت ان کے اوپر مہربان تھی۔

ہمیشہ کی طرح، فلیٹ میں داخل ہونے سے پہلے لی لو نے اپنی آمد کا اعلان کیا۔ اس نے پکار کر کہا، "چچا یوان، چچی یوان، میں پھر آ گئی۔ اجازت ہے؟"

تاہم دونوں میں سے کوئی بھی خیر مقدم کرنے کے لئے باہر نہیں نکلا۔ چناں چہ وہ خاموشی سے اندر چلی گئی۔ چھوٹا سا ڈرائنگ روم میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ واضح طور پر چچا یوان زخمی قیدی کی طرح میز پر جھکے بیٹھے تھے۔ چچی یوان فاتحانہ انداز میں ان کے سامنے کھڑی ہوئی تھیں۔

"وہ نوجوان آدمی کہاں ہے؟ چلا گیا؟"

چچی یوان نے غصے سے کہا' "ان سے پوچھو۔"

منیجر نے گھگیاتے ہوئے کہا' "اس نے میری مدد کی ہے' اس لئے میں بھی اس کی مدد کروں گا! اب تم اور کیا چاہتی ہو؟"

بیگم یوان نے جب یہ دیکھا کہ کمک آپہنچی ہے تو فوراً بھرپور حملہ کر دیا' "مجھے تمہارے بوائلر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت تو مجھے اس نوجوان کی ضرورت ہے!"

اس کے شوہر نے گڑگڑاتے ہوئے کہا' "اس وقت میں اسے کہاں تلاش کروں گا؟ کل تم اس کی ' سڑک چھاپ ' فیکٹری میں فون کر کے اسے بتا دینا کہ میں مان گیا ہوں۔"

"سڑک چھاپ" کا لفظ سنتے ہی لی لو کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ تنہائی میں یوان شیا سے اس بارے میں کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ چناں چہ وہ بیگم یوان کو سمجھانے بجھانے میں مصروف ہو گئی کہ اسے باورچی خانے میں جا کر کھانا پکانے کی تیاری کرنی چاہئے۔ لیکن بڑی بی کا غصہ اتنی آسانی سے نہیں اتر سکتا تھا۔ اس نے لی لو کا ہاتھ تھام لیا' اور بڑے میاں کی بے حسی اور نفرت انگیز گھمنڈ کا ذکر کر کے اسے بے بھاؤ کی سنانے لگی۔ "تم نے اس نوجوان کو تعارفی خط لانے کے لئے کیوں کہا؟" پھر اس نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس کے لئے کھانا نہیں پکائے گی' بلکہ "بوڑھے شیطان کو بھوکا رکھے گی"۔ اس نازک صورت حال میں منیجر کو یہ احساس ہو گیا کہ اگر لڑائی نے مزید طول کھینچا تو لی لو پریشان ہو جائے گی۔ چناں چہ اسے خاموشی سے اپنی شکست تسلیم کرنے ہی میں عافیت نظر آئی۔ ان تینوں میں وہ سب سے زیادہ پستہ قد اور بدنصیب دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن اس کی بیوی اسے اس وقت تک لیکچر دیتی رہی جب کہ وہ تھک کر

نڈھال نہ ہو گئی۔

یوان شیا کے کمرے میں داخل ہوتے ہی لی لو نے پوچھا' ''یہ بتاؤ' کیا وہ ' سڑک چھاپ ' فیکٹری میں کام کرتا ہے؟''

یوان شیا نے بھڑک کر کہا'' آخر اس میں کیا برائی ہے؟ کیا اسے محض اس وجہ سے کم تر قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ' سڑک چھاپ ' فیکٹری میں کام کرتا ہے؟ دوسرے درجے کا شہری ہے؟''

لی لو نے کہا' ''نہیں' قطعاً نہیں۔ مجھ پر غصہ مت اتارو۔ مجھے تو صرف یہ خدشہ لاحق تھا کہ کہیں تمہارے والدین اعتراض نہ کریں۔ ''

بلاشبہ ' یوان ' لی لو سے ناراض نہیں تھی۔ وہ یہ بھی ضروری نہیں سمجھتی تھی کہ اپنی سہیلی کے سامنے ہر بات کی وضاحت کرتی پھرے۔ اس نے بوجھل لہجے میں کہا' ''میرے پیارے پاپا کے ہاتھ میں چاول کی بڑی دیگ آ گئی ہے' لیکن وہ اپنی اس بوسیدہ ٹوکری کو بھول گئے ہیں جسے اٹھا کر وہ کسی زمانے میں دوسروں سے اناج مانگا کرتے تھے۔ اگر ان کی نظر میں ' سڑک چھاپ ' فیکٹریوں کی کوئی توقیر ہوتی تو وہ ماما کا سرکاری فیکٹری میں تبادلہ کرانے کے لئے اتنی تگ و دو نہ کرتے۔ چناں چہ میں لوگوں کو نوکر شاہی اور اعلیٰ افسروں کی عیاشی پر تنقید کرتے دیکھتی ہوں تو مجھ پر خوشی کے ساتھ ساتھ اداسی بھی طاری ہو جاتی ہے۔ اداس اس لئے ہوتی ہوں کہ میں اس قسم کی تنقید کرنے کے حق سے محروم ہوں۔ ''

پھر یوان شیا نے لی لو کے سامنے اپنا موقف وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر ایک آدمی کا کردار اچھا ہو تو اس کے سماجی مرتبے کے بارے میں فکر مند ہونے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے۔ لی لو اسپارک فیکٹری کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ یوان شیا کو جو کچھ معلوم تھا اور جو کچھ اس نے کہہ تہینگ سے سنا تھا' اسے بتا دیا۔ اس نے بتایا کہ اسپارک فیکٹری کا تیار کردہ فیرک کلورائڈ اوہان اسٹیل اور آئرن کمپنی کو اپنے ایک بڑے پروجکٹ کے لئے درکار ہے۔ مغربی جرمنی سے آئے ہوئے ایک ماہر نے ایک بار انہیں مشورہ دیا تھا کہ اگر وہ خود فیرک کلورائڈ تیار نہیں کر سکتے تو اس کے ملک سے درآمد کر سکتے ہیں۔ لیکن کسی طرح یہ چھوٹی سی "سڑک چھاپ" فیکٹری فیرک کلورائڈ تیار کرنے میں کام یاب ہو گئی۔ لی لو نے دیکھا کہ یوان شیا اس قدر جذباتی ہو رہی ہے تو وہ لاتعلقی نہ برت سکی۔ دونوں لڑکیاں اس بات سے متفق تھیں کہ وہ اچھا آدمی تھا۔ چناں چہ انہوں نے فوری طور پر ایک منصوبہ ترتیب دے ڈالا۔

(٦)

یوان شیا اور لی لو صبح سویرے اسپارک کیمیکل فیکٹری جا پہنچیں۔ فیکٹری کی ظاہری حالت محتاج بیان نہیں۔ البتہ اگر اسے ایک دوسرے نقطہء نظر سے دیکھا جاتا' اس نکتے کو ذہن میں رکھا جاتا کہ وہ لوگ متعدد مشکلات سے دوچار رہے ہوں' تو وہ کسی دوسرے رنگ میں نظر آتی۔ لی لو فیکٹری کے پھاٹک کے سامنے کھڑی ہوئی تھی' اور اسے اندر کا نقشہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ اسے یاد آیا' یوان شیا نے اسے بتایا تھا کہ متعدد دوسری مصنوعات کے علاوہ یہ فیکٹری فیرک کلورائڈ بھی تیار کرتی تھی جو ایک جدید اسٹیل فیکٹری بھی خریدنا چاہتی تھی۔ اب

اس نے اس چھوٹی سی فیکٹری کا یہ ظاہری روپ دیکھا تو بے ساختہ کہہ اٹھی' ''کون سوچ سکتا تھا کہ یہاں اتنے بڑے بڑے کام ہوتے ہوں گے۔ ''

''وہ آرہا ہے۔ '' یوان شیا نے چپکے سے کہا۔

لی لو نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ نوجوان آدمی فیکٹری کے سامنے ڈھلان پر اپنی سائیکل کو دھکا دیتا چلا آرہا تھا۔ وہ خوش شکل اور دراز قامت تھا۔ اس کا پہلا تاثر بہت خوش گوار تھا۔ وہ کسی بھی طرح خود اس کے دوست سے کم تر نہیں تھا۔ پھر اس نے حیرت سے سوچا' ''کون سوچ سکتا تھا کہ یہ بات ممکن العمل ہے۔ '' وہ یوان شیا کے انتخاب کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکی۔ اس نے چپکے سے یوان شیا سے کہا' ''تمہیں زیادہ استقامت اور زیادہ مستعدی سے کام لینا ہو گا۔ ''

تاہم اس کا یہ مشورہ زیادہ موثر ثابت نہیں ہوا۔ یوان شیا تو معافی مانگنے آئی تھی اور اس نے کچھ اور بھی سوچ رکھا تھا۔ وہ عام طور پر بہت پر اعتماد اور پر سکون نظر آتی تھی' لیکن اس وقت وہ شدید اضطراب سے گزر رہی تھی۔

کہہ تھینگ بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ منیجر یوان کے ڈرائنگ روم میں معرکہ آرائی کرنے کے بعد وہ خاصا پر سکون نظر آرہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ٹھہراؤ آگیا تھا' اور وہ اس سپاہی کی طرح چل رہا تھا جو تمام برائیوں کے خلاف جہاد کرنے کا پختہ عزم رکھتا ہو۔ وہ یوان شیا کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ یہاں کیوں آئی تھی' اور وہ بھی اپنی ایک سہیلی کے ساتھ؟ وہ ان دونوں پر وار کرنے کے لئے انتہائی کٹیلے الفاظ اور چبھتے ہوئے محاورے سوچنے لگا۔ وہ اس سے یہ پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ آخر آپ کو اس ''سڑک چھاپ'' فیکٹری میں تشریف لانے کا وقت کیسے مل گیا؟ اب آپ مجھے کیا ہدایت دینا چاہتی ہیں؟ اگر آپ اپنے محترم والد کی درازیء عمر

کے لئے دوا خریدنے آئی ہیں' تو مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہوگی۔

"تم بہت جلدی آ گئے۔" یوان شیا اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے آگے بڑھی۔

"تم ... تم تو مجھ سے بھی جلدی آ گئیں۔" کہہ تھینگ ہکلا کر رہ گیا۔ دراصل وہ زبانی لڑائی کا عادی نہیں تھا۔ مزید بر آں' اسے اس کے خوب صورت چہرے پر پھیلے ہوئے سکون اور شرمیلے پن کو منتشر کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ اس نے جتنے بھی سخت اور کٹیلے الفاظ سوچ رکھے تھے' وہ پل بھر میں محو ہو گئے۔

اب خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بین الاقوامی مذاکرات میں طویل وقفے' جو بعض اوقات برسوں پر محیط ہوتے ہیں' معمول میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے موقع پر چند لمحات کا وقفہ بھی اضطراب اور بے چینی کی شدت میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ یہ خاموشی کھلی ہوئی جنگ سے بھی زیادہ صبر آزما ثابت ہو رہی تھی۔

اتنے میں سکریٹری وان ڈبل روٹی کھاتی ہوئی باہر آئی۔ ابھی وہ ان کے پاس بھی نہیں پہنچی تھی کہ اس نے پکار کر کہا' "کہہ تھینگ' تمہیں بوائلر مل گیا؟"

"وہ لوگ تعارفی خط مانگ رہے ہیں۔" کہہ تھینگ نے جواب دیا۔ ظاہر ہے' اس کا اشارہ یوان شیا کی جانب تھا۔

"اگر تم یہ معاملہ طے کر چکے ہو' تو مجھے تعارفی خط لکھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔" سکریٹری وان جو اصل صورت حال سے لاعلم تھی' خوش نظر آنے لگی۔ جب وہ قریب آئی تو اس نے تحسین آمیز لہجے میں پوچھا' "یہ دونوں لڑکیاں کون ہیں؟"

لی لو نے جلدی سے کہا' "ہمیں اسسٹنٹ منیجر یوان نے بھیجا ہے۔ کل کامریڈ کہہ کے جانے کے بعد اسسٹنٹ منیجر یوان نے کہا' اسے بار بار آنے جانے کی زحمت نہیں دینی

چاہیئے۔ ہم سب ' چار جدید کاریوں ' کے مشن میں مصروف ہیں' اس لئے انہوں نے خود ہی ایک ' آرڈر ' لکھا' اور ہم سے کہا کہ ہم اسے فوری طور پر یہاں پہنچا دیں۔ "

یوان شیا دل ہی دل میں لی لو کی ذہانت کی داد دینے لگی۔ اس نے اس کے والد کی کوتاہی کو بڑی خوب صورتی سے دل کش رنگ دے دیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔ درحقیقت دونوں لڑکیوں کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ کہیں یہ معاملہ ٹل نہ جائے' اور بو ائلر کو کسی اور مصرف میں نہ لے آیا جائے۔ مزید برآں لی لو اپنی سہیلی کے دوست کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی' کیوں کہ اس طرح وہ اس کی مشیر کا کردار بہتر طور پر ادا کر سکتی تھی۔ اسی لئے ان دونوں نے اسسٹنٹ منیجر یوان پر دباؤ ڈال کر خود اس سے "آرڈر" لکھوالیا تھا۔

سکریٹری وان کے دل میں تشکر کے احساسات امڈ رہے تھے۔ اس نے دونوں لڑکیوں کو دعوت دی کہ وہ اس کے دفتر میں چل کر کچھ گپ شپ کریں۔ یوان شیا اپنی جگہ کھڑی رہی لیکن لی لو اس کے پیچھے چل پڑی' کیوں کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سکریٹری وان کو اصل واقعے سے آگاہ کرنا چاہتی تھی۔ دفتر میں پہنچ کر اس نے سکریٹری وان سے کہہ تھیینگ کے بارے میں بعض ضروری معلومات بھی حاصل کرلیں۔ سکریٹری وان اس قدر خوش تھی کہ وہ بہت دیر تک یوان شیا کی طرف دیکھتی رہی جو باہر کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی فیکٹری میں کام کرنے والی بعض لڑکیوں نے تھرڈ فارماسوٹیکل فیکٹری کے لڑکوں سے شادی کی تھی۔ اب اس فارماسوٹیکل فیکٹری کی یہ حسین و جمیل لڑکی' جو منیجر یوان کی بیٹی تھی' خود چل کر اس کی "سڑک چھاپ" فیکٹری میں آئی تھی! یہ خود اس کی سکریٹری کے لئے بھی ایک قابل فخر بات تھی۔ وہ اسسٹنٹ منیجر یوان کی بہت ممنون تھی۔ اس نے اس کی فیکٹری کو بو ائلر بھی دے دیا

تھا اور اپنی خوب صورت بیٹی کا تحفہ بھی۔ "ہماری 'سڑک چھاپ' فیکٹری کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔ اسسٹنٹ منیجر یوان تک ہمارے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتا ہے!" اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے دل ہی دل میں سوچا۔

یوان نے پر خلوص لہجے میں کہہ تھینگ کے سامنے اپنی صفائی پیش کی۔ لیکن کہہ تھینگ کا موڈ اب بھی خراب تھا۔ اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔ اتنے میں "گھنٹی" بج گئی' اور اسے اپنی شفٹ پر جانا پڑا۔ یوان شیا کو اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ اسے معاف کر چکا ہے یا نہیں۔

اسی شام جنوبی جھیل کے پشتے پر' اسی جگہ جہاں کہہ تھینگ نے یوان شیا کی "ققنس۔ ۱۸" مار کا سائیکل کی مرمت کی تھی' وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ بہت سی سائیکلیں تیزی سے اس کے سامنے سے گزرتی رہیں۔ اس نے قدرے بے چینی سے سوچا' "کیا آج رات چاند طلوع ہو گا؟ کیا کہہ تھینگ اپنے وعدے کے مطابق یہاں آئے گا؟ یا وہ مجھ سے بچنے کے لئے دور کا چکر کاٹ کر گھر واپس چلا جائے گا؟ اسے اس بات کا ادراک ہونا چاہئے کہ میں اپنے والد سے مختلف ہوں ..."

月　　蚀
—中国当代短篇小说选
李国文等
阿法兹·拉赫曼　译
*
外文出版社出版
（中国北京百万庄路24号）
外文印刷厂印刷
中国国际图书贸易总公司
（中国国际书店）发行
北京399信箱
1989年（36开）第一版
（乌）
ISBN 7-119-00428-X/I·44
00610
10—U—2257P